مجلہ المظہر کراچی

مسعودِ ملت نمبر

بیادگار

مفتی اعظم حضرت شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی

نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ

IDARA-I-MAS'UDIA, KARACHI

SINCE 1992

Islamic Republic of Pakistan

اِدارہ مسعودیہ، کراچی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بفیضان نظر

پیر طریقت، فقیہ الہند حضرت **محمد مسعود شاہ محدث** دہلوی علیہ الرحمۃ

بیادگار

مفتی اعظم حضرت شاہ **محمد مظہر اللہ** نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ

مجلہ المظہر کراچی

شمارہ (۸۸) ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ / اپریل ۲۰۰۹ء جلد (۷)

زیر سرپرستی

صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد مسعودی

مدیر اعلیٰ

مولانا جاوید اقبال مظہری

مدیر

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

ناشر: **ادارۂ مسعودیہ، کراچی**

بظل مجدد عصر

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ

مجلس ادارت

پروفیسر حافظ سید مقصود علی ۔ علامہ رضوان احمد مسعودی

عبدالستار طاہر مسعودی ۔ ڈاکٹر علی سرفراز صدیقی مسعودی

مجلس مشاورت

حاجی معراج الدین مسعودی ۔ کمانڈر محمد ظفر شرقپوری

شیخ صبور احمد محمودی ۔ شیخ محمد اسلم مسعودی

ڈاکٹر صفی الدین مسعودی ۔ محمود علی مسعودی

نگراں

حاجی محمد الیاس مسعودی ۔ محمد راشد باڑی مسعودی

چراغ الدین مسعودی ۔ سید محمد منصور مسعودی

نگرانِ ترسیل

محمد عارف مسعودی ۔ عبدالراشد مسعودی

0322-2110807 - 0322-8283051

سید محمد انیس مسعودی ۔ محمد عمیر احمد مسعودی

ملک محمد سعید مسعودی (لاہور) ۔ محمد اسلم مسعودی (لاہور)

سرورق

نور احمد مسعودی

رابطہ: ضیاء الاسلام پبلیکیشنز ۱۔ ضیا منزل، شوگن مینشن، آف محمد بن قاسم روڈ عیدگاہ کراچی

Tel: (92-21) 221 39 73 Cell: 0300-2365157, 0300-2554130

E-mail: info@almazhar.com

Website: www.almazhar.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

آئینۂ المظہر

صفحات	محررات	موضوعات	شماریات
۴	حضرت مسعودِ ملت	اظہار المظہر	۱
۸	خالد محمود خالدؔ نقشبندی	منقبت در شان مجدد عصر	۲
۹	ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد	سب سے پہلے ماہر رضویات	۳
۱۹	علامہ بدر القادری	کچھ یادیں، کچھ باتیں	۴
۲۴	صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر احمد	قبلہ ڈاکٹر صاحب	۵
۲۷	مولانا سید ریاست علی قادری	علمی و تحقیقی دنیا کا معتبر نام	۶
۲۹	مولانا غلام مصطفیٰ قادری	مسعود ملت کا تصورِ عشق	۷
۳۷	پروفیسر ڈاکٹر سید محمد عارف	مسعود ملت ماہر رضویات مجدد مأۃ حاضرہ	۸
۴۵	پروفیسر پیر نثار احمد جان سرہندی	وصال مسعودِ ملت	۹
۵۱	علامہ ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی	اسلاف کی ایک معتبر نشانی	۱۰
۵۶	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی	یادوں کے چراغ	۱۱
۵۸	مولانا جاوید اقبال مظہری	دعائے مفتی اعظم علیہ الرحمہ	۱۲
۶۴	ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی	آہ! تاجور امارات قلم	۱۳
۷۲	پروفیسر حافظ سید مقصود علی	ایک چراغ اور بجھا	۱۴
۷۷	ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری	مسعود ملت کا مقام اولیت	۱۵
۷۸	ڈاکٹر سید عدنان خورشید	مسعود ملت کے مشائخ طریقت	۱۶
۸۱	ریحانہ شفاعت ناز	چمنستان مظہریہ کا گلاب	۱۷
۸۴	صوفی عبدالستار طاہر مسعودی	مجدد ملت	۱۸

Marfat.com

۱۹	خدمات کا طائرانہ جائزہ	پروفیسر محمد امین خان حکمت	۸۶
۲۰	ڈاکٹر مسعود سے ایک مختصر ملاقات	ذوالفقار علی	۹۲
۲۱	ایفائے عہد اور مسعود ملت	نوید سروش	۹۷
۲۲	ڈاکٹر محمد مسعود احمد	کرن سنگھ	۱۰۱
۲۳	حضرت قبلہ مسعودِ ملت	مولانا محمد شہزاد جاوید قادری	۱۰۲
۲۴	علماء ودانشوروں کی نظر میں	ڈاکٹر محمد اعجاز انجم لطیفی	۱۰۴
۲۵	اہل بصیرت کا خراج تحسین	حاجی محمد الیاس مسعودی	۱۱۰
۲۶	نگارش مسعودِ ملت ''علم غیب''	پروفیسر قاری محمد رفیق	۱۱۷
۲۷	حضرت مسعود ملت کا تصرف	قاری محمد شریف کمبوہ	۱۲۲
۲۸	میرے مرشد کی نظر کرم	محمد عارف مسعودی	۱۲۴
۲۹	منقبت	مولانا جاوید اقبال مظہری	۱۲۶
۳۰	بہت یاد آتے ہیں مسعود ملت	ندیم احمد ندیم قادری نورانی	۱۲۷
۳۱	یادیں مسعود ملت کی	ڈاکٹر علی سرفراز صدیقی مسعودی	۱۲۸
۳۲	میرے مشاہدات	محمد علی عبداللہ سومرو	۱۳۰
۳۳	قطعۂ تاریخ وصال	پروفیسر شمسی طہرانی	۱۳۴
۳۴	قطعۂ تاریخ وصال	سید عارف مہجور رضوی	۱۳۵
۳۵	جانشین مسعود ملت	مدیر اعلیٰ کے قلم سے	۱۳۶
۳۶	جنابِ مسعود ملت	ریحانہ شفاعت ناز	۱۳۸
۳۷	میرے دادا استاد	محمد حماد الاسلام صدیقی	۱۴۰
۳۸	یادِ مسعود ملت	ڈاکٹر خرم احمد مسعودی	۱۴۲
۳۹	دل کی باتیں	عبدالراشد مسعودی	۱۴۳
۴۰	درس مکتوب شریف	صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد	۱۴۵
۴۱	جواہر علمیہ	محمد مقصود حسین قادری اویسی	۱۴۷
۴۲	شجرہ طیبہ	ادارہ	۱۴۸

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

اظہار المظہر

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ

انسان کیا ہے؟ ایک دنیا ہے..... اس میں گلشن بھی ہیں، صحرا بھی..... اس میں ریگستان بھی ہیں، نخلستان بھی..... اس میں ندیاں بھی ہیں، نہریں بھی..... اس میں دریا بھی ہیں، سمندر بھی..... اس میں آتش فشاں بھی ہیں، ہرے بھرے پہاڑ بھی..... اس میں بلندیاں بھی ہیں، پستیاں بھی..... ہاں، انسان عظیم قوتوں کا امین ہے..... وہ کبھی فرشتوں کی طرح رحمتیں بکھیرتا ہے..... کبھی حیوانوں کی طرح پردۂ ناموس چاک کرتا ہے..... کبھی درندوں کی طرح پھاڑ کھاتا ہے، آن میں کچھ ہے، آن میں کچھ.....

اللہ تعالیٰ نے جس طرح کائناتِ اکبر کو بیکراں قوتوں کا امین بنایا ہے اسی طرح کائنات اصغر حضرت انسان کو بھی بے پایاں قوتوں کا امین بنایا ہے..... یہ قوتیں توازن و اعتدال میں رہیں تو انسان کارساز و مشکل کشا ہے، عدم توازن اور بے اعتدالی کا شکار ہو جائیں تو یہی انسان بلاخیز ہو جاتا ہے..... جب مغرب والوں نے کائنات کے رازوں کی کھوج لگانی شروع کی اور ایک نئے جہاں کی تلاش میں سرگرداں ہوئے تو اقبال نے کہا تھا۔

ڈھونڈ رہا ہے فرنگ عیشِ جہاں کا دوام
وائے تمنائے خام، وائے تمنائے خام

ڈھونڈنے والے آبِ حیات لینے گئے تھے، چاہِ ظلمات میں کھو گئے..... پھول چننے گئے تھے، کانٹوں میں الجھ کر رہ گئے..... ڈوبتوں کو نکالنے گئے تھے، خود ڈبکیاں کھانے لگے..... بلندیوں کی آرزو میں نکلے تھے، پستیوں میں گرنے لگے..... تلاش و جستجو کوئی حقیقت نہیں، اصل چیز منزل کا تعین ہے..... منزل متعین نہ کی جائے تو خود تلاش و جستجو بلائے جان بن جاتی ہے..... پھر جن قوتوں

Marfat.com

کو ابھرنا ہوتا ہے دبتی چلی جاتی ہیں اور جن قوتوں کو دبنا ہوتا ہے ابھرتی چلی جاتی ہیں اور ایک عجیب اضطراب و بے چینی کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے

دنیا میں دو قسم کے انسان نظر آتے ہیں ..... ایک وہ جو نفرتوں کے بیج بوتے ہیں اور فطرت انسانی کے ایسے گوشے تلاش کرتے ہیں جہاں سے نفرتیں پھوٹنے لگیں اور انسان، انسانیت کے مرتبے سے گر کر حیوان بن جائے پھر حیوانیت سے گر کر درندہ بن جائے اور پھر اس سے بھی گزر کر کیا سے کیا ہو جائے مگر ایک وہ انسان ہیں جو محبت کی باتیں کرتے ہیں اور فطرت انسانی کے ایسے گوشے تلاش کرتے ہیں جہاں سے محبتیں پھوٹنے لگیں ..... اور انسان، حیوانیت کے درجے سے بلند ہو کر آدمی بن جائے، پھر اس سے بھی گزر کر کیا سے کیا ہو جائے .....

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کو زمین سے اٹھایا اور ہمدوش ثریا کر دیا سارے انسانیت کو آغوش کرم کر دیا جس کی قسمت میں سعادت تھی وہ سعید ہوا اور جس کی قسمت میں شقاوت تھی وہ شقی ہوا.. دنیا کی ہر مذہبی کتاب میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل ہوا.. زبور میں ہے، توریت میں ہے، انجیل میں ہے، ویدوں میں ہے، ژنداوستا میں ہے، گوتم بدھ کے ملفوظات میں ہے ..... کہاں نہیں، ہر جگہ ہے ..... سب نے آپ کا ذکر کیا ہے..... آپ نے کائنات میں ایک عظیم انقلاب برپا کیا..... آرزوؤں کا ڈھنگ بتایا.. تمناؤں کا سلیقہ دکھایا..... امنگوں کو ایک نیا رنگ و روپ دیا.. فرش پر جمی ہوئی نگاہوں کو عرش پر لگا دیا..... مرجھائے ہوے چہروں کو تابناک بنا دیا..... مردہ جسموں میں جان ڈال دی..... بے کیف روحوں کو کیف و سرور بخشا.. مظلوموں و بے کسوں کو سہارا دیا.. زندہ در گور ہونے والی عورت کو مسند عزت پر بٹھایا..... قاتلوں کو جان و تن کا محافظ بنایا.....ظالموں کو مظلوموں کا پاسدار بنایا.. غلاموں کو آزادی کا مژدہ سنایا اور ایسا سرفراز کیا کہ آزادوں کا آقا بنا دیا..... رہزنوں کو قائد و رہبر بنایا..... اللہ اللہ وہ اتنا عظیم انقلاب لایا کہ جس معاشرے میں اٹھا اس کو یکسر بدل کر رکھ دیا.. وہ باہر سے انقلاب نہیں لایا، وہ باہر سے کوئی لشکر نہیں لایا.. اندر ہی اندر اس نے کچھ ایسا کیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے مردے زندہ ہونے لگے

وہ ستانے کے لیے نہیں آیا تھا وہ تو سارے عالم کو آرام پہنچانے آیا تھا کوئی ایسا شفیق و مہربان لا کر تو دکھائے ..... اس نے تکلیفیں سہہ کر اور مصیبتیں برداشت کر کے سب کو آرام

Marfat.com

پہنچ پایا دنیا میں کوئی ایسا رحیم و کریم تو دکھائے۔ اس کے رحم و کرم کو دیکھ کر سینوں سے دل نکل پڑے اور جسموں سے جانیں نکل پڑیں... آج مظلوموں اور غریبوں کا کوئی دادرس نہیں نفس کے بندے اپنے اپنے بندھنوں میں بندھے ہوئے ہیں... وہ دل داری اور دل سوزی کہاں وہ ہمدردی و غمگساری کہاں... اللہ اللہ آج دادرسی اور عدل گستری مصلحتوں کا شکار ہوگئی... جس دور جاہلیت سے نکل کر ہم آئے تھے پھر وہیں آگئے... رنگ برنگ انسانوں میں یک رنگی قائم رکھنا ہنسی کھیل نہیں... یہ صرف اور صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک تھا جس میں سب کی سمائی تھی... ایسا وسیع سینہ کسی کا نہ دیکھا... یہ وسعت و پہنائی کسی کو میسر نہیں... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ کسی نے نہ دیکھا، اگر آج وہ رنگ دکھا دیا جائے تو سارا عالم دوڑ پڑے گا... اس کالی کملی والے آقا کی غلامی کے لیے ساری گردنیں جھک جائیں... ساری زبانیں اس کے گن گانے لگیں... ہاں سب نام لیتے ہیں مگر اپنے اپنے پیٹ پالتے ہیں... اس کا جلوہ نہیں دکھاتے کہ ایک صف میں کھڑے ہونا کسی کو اچھا نہیں لگتا... دوسروں کے لیے گھر کو لٹانا کسی کو اچھا نہیں لگتا... دوسروں کی زیادتیوں پر غصے کو پینا اچھا نہیں لگتا...

یہ کیا ہے کہ ہم اس کالی کملی والے آقا کا نام لیتے ہیں مگر ہماری زندگیاں اور ہماری صورتیں، ہمارا اُٹھنا بیٹھنا... ہمارا سونا جاگنا... ہمارا کھانا پینا... ہمارا لین دینا... ہمارے رسم و رواج... ہماری چال ڈھال... سب کچھ اس آقا کالی کملی والے کے دشمنوں کی سی ہیں... اللہ اللہ عجائبات عالم میں یہ ایک بڑا عجوبہ ہے... ہم کب تک غافل رہیں گے... کب تک سوتے رہیں گے... جاگنے کا وقت آگیا ہے... سارا عالم جاگ رہا ہے... ہم سو رہے ہیں... ہم ایک دوسرے کا خون پی رہے ہیں... ہم ایک دوسرے کا خون بہا رہے ہیں... یہ کیا ہے عالم اسلام انتشار کا شکار ہے... سازشوں کا شکار ہے... فساد و خلفشار کا شکار ہے... ہر اک نے اس کے خرمن کو تاکا ہے... ہر ایک نے اس کی دولت کو لوٹا ہے... ہماری عقلیں کہاں گئیں؟... ہمارے ہوش کدھر گئے... ہمارے حواس کیا ہوئے... کیا ہم اپنی عقل سے نہیں سوچ سکتے... نہیں نہیں عقل تو سکھانے والے نے سکھا دی... صد حیف! کہ کام لینے والے کام نہیں لیتے کہ وہ خود سے بے خبر

Marfat.com

ہیں ۔۔۔ ان کو نہیں معلوم کہ غربت و مسکینی کے باوجود وہ امیروں کے امیر ہیں ۔۔۔۔۔ انھوں نے سب کچھ دیا ہے اور سب کو دے سکتے ہیں ۔۔۔۔ ہمارے ہاتھ میں دامن مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے ۔۔۔۔۔

آیئے خود کو جھنجھوڑیئے خود کو جگایئے ۔۔۔۔۔ احساس کی لو تیز کر لیجیے ۔۔۔۔ غیرت کی شمع جلایئے ۔۔۔ نہیں نہیں یہ سونے کا وقت نہیں ۔۔۔۔۔ بہت سو چکے، صدیاں بیت گئیں ۔۔۔۔۔ اب جاگنا ہے دوسروں کو جگانا ہے ۔۔۔۔ اللہ اللہ! جس کو اللہ نے سماوات، حیوانات، جمادات، نباتات اور عناصر اربعہ پر اختیار دیا اور ان کو خادم بنایا ۔۔۔۔۔ اور تو اور اپنا خلیفہ اور نائب بنایا ۔۔۔۔۔ اس کا یہ حال کہ اپنے مقام سے بے خبر ایک ایک کے پیچھے دوڑ رہا ہے ۔۔۔۔۔ غفلت کے دلدل میں ایسا پھنسا ہے کہ نکلنے کا نام نہیں لیتا ۔۔۔۔۔ اور جن کو اوپر چڑھنے کا دعویٰ ہے، بلندیاں ان کے لیے پستیاں بن گئیں ۔۔۔۔۔ جتنے اوپر جاتے ہیں اتنے ہی نیچے چلے جا رہے ہیں ۔۔۔۔ عجائبات عالم میں دور جدید کا یہ ایک عجوبہ ہے ۔۔۔۔۔

میرے بزرگو! میرے جوانو! اس جان ایمان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نقش قدم پر چلیے ۔۔۔۔۔ آفتاب و ماہتاب کی روشنیوں میں بڑھتے چلیے ۔۔۔۔۔ آئینہ مصطفیٰ کو سامنے رکھیے اور خود کو سنوارتے جایئے ۔۔۔ سب آئینے توڑ دیجیے ۔۔۔۔۔ یہی ایک آئینہ رکھیے ۔۔۔۔۔ یہی آئینہ، آئینہ ساز نے ہمارے سامنے رکھتا ہے ۔۔۔۔۔ بن سنور کے دنیا کے سامنے آیئے اور انقلاب برپا کیجیے ۔۔۔۔ آپ تو انقلابوں کے امین ہیں ۔۔۔۔ انقلاب باہر سے نہیں، اندر سے آتا ہے ۔۔۔۔۔ دل سے اٹھتا ہے، روح سے پھوٹتا ہے اور پھر رگ رگ میں سما جاتا ہے ۔۔۔۔۔ کچھ پاس نہیں، نہ سہی ۔۔۔۔۔

ایمان ایک عظیم قوت ہے، عشق ایک عظیم دولت ہے ۔۔۔۔۔ اسی سے افراد زندہ ہوتے ہیں ۔۔۔۔۔ اسی سے قومیں زندہ ہوتی ہیں ۔۔۔۔۔ ہاں زندگی پکار رہی ہے ۔۔۔۔۔ ذرا کان تو لگایئے ۔۔۔۔۔ سنیے تو سہی ۔۔۔۔۔ کیا کہہ رہی ہے۔

کس کا منہ تکیے ، کہاں جایئے! کس سے کہیے؟
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے ، یہ پالا تیرا

Marfat.com

منقبت درشانِ عصر حاضر کے مجدد

حضرت ڈاکٹر مسعود احمد المعروف مسعود ملت نقشبندی مجددی چشتی قادری

خالد محمود خالد نقشبندی مجددی

نیرِ برج شرف نورِ امام المرسلیں
حضرت مسعود ملت نازشِ دنیا و دیں
مظہر اللہ کی ادا نورِ نگاہِ نقشبند
تیرے علم و فن کے سب اہلِ نظر ہیں خوشہ چیں
قریہء جاں کو منور کر گئی تیری ضیاء
تو شریعت کا جہاں نورِ طریقت کا امیں
بوئے خلقِ مصطفیٰ آتی ہے تیرے قرب سے
تیری نسبت پر ہیں نازاں اولیائے کاملیں
تو مجدد الف ثانی کا سراپائے جمال
تیری حکمت نے لٹائے دہر میں دُرِ ثمیں
تیرا مسلک ہے محبت تو محبت کا جہاں
تو ہے تصویرِ جمال رحمۃ للعالمیں
تیری نسبت کا سہارا تھام لیتا ہے مجھے
ڈگمگاتا ہے جہاں پر میرا ایمان و یقیں
رہنمائے سالکاں ہے تو متاع عارفاں
تیری نسبت نے عطا کی دولتِ حق الیقیں
جو تیرے اوصاف سے واقف ہیں وہ اہلِ نظر
تیری چوکھٹ پر جھکاتے ہیں عقیدت سے جبیں
تو ہے نقش جاوداں تحریر لافانی تری
قابلِ صد رشک ہیں تیرے یہ افکارِ مبیں
تیرے اوصافِ حمیدہ ہیں زبانِ خلق پر
کیوں نہ ہو خالد کے لب پر پھر صدائے آفریں

Marfat.com

سب سے پہلے ماہر رضویات

ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد، دہلی، بھارت

☆☆

احقر کے عم محترم حضرت پیر طریقت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ اس دار فانی سے ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ/ ۲۸ اپریل ۲۰۰۸ء کو وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ رجعون۔ اللہ تعالیٰ انھیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا خاص فضل وکرم تھا اور اس کے حبیب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار رحمتیں تھیں۔ انھوں نے اپنی تمام زندگی تقوی وطہارت اور اتباع سنت میں گزار دی۔ اعمال صالحہ کی پابندی کی، ہزاروں کتابیں اور مقالات شائع کرا کے دین مبین کی خدمت فرمائی جو آج ان کے لیے صدقہء جاریہ ہے۔ ان کے جانشین صاحبزادہ علامہ ابوالسرور محمد مسرور احمد مدظلہ نہایت خلیق عابد وزاہد فاضل ہیں۔ بلاشبہ پروفیسر صاحب کی رحلت، جماعت اہل سنت کا عظیم نقصان ہے۔ وہ اہل سنت کے لیے ڈھارس تھے۔ وہ سرمایہء اہل سنت تھے۔ وہ نادر وانمول شخصیت کے حامل تھے۔ ان کی وفات سے ہونے والے نقصان کی تلافی بہت مشکل ہے۔

اے اہل زمانہ قدر کرو ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
ڈھونڈو گے ہمیں ملکوں ملکوں نایاب نہ ہوں کم یاب ہیں ہم

اس میں کسی کو شک نہیں کہ پروفیسر صاحب نے پاکیزہ اور بااصول زندگی گزاری۔ عاجزی وتواضع ان کا امتیازی وصف تھا۔ انھوں نے اپنے علم کو کبھی منفعت کا ذریعہ نہیں بنایا۔ مادّی منفعت کی انھوں نے کبھی پرواہ ہی نہیں کی۔ علمی خدمات پر کبھی کسی سے معاوضہ نہیں لیا۔ انھوں نے اپنی کتابوں پر کبھی رائلٹی نہیں لی شروع دور سے ہی انھوں نے خدمت دین وملت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔ وہ چاہتے تو اپنی تصانیف سے بھرپور دنیاوی فوائد حاصل کر سکتے تھے

Marfat.com

لیکن ان کی بے نیازی اور تبلیغ مسلک اہل سنت کے لیے بے لوث جدوجہد آج اہل علم و دانش کے لیے مشعل راہ ہے۔ وہ اسکالرز اور عقیدت مندوں کے پاس ڈاک سے کتابیں اور خطوط اپنے خرچ پر بھجواتے تھے۔ اس طرح ڈاک کے مصارف پر آنے والے خرچہ بھی وہ بخوشی برداشت کرتے تھے۔ یہ بھی ان کا امتیازی وصف تھا جو آج علمائے کرام اور اہل علم و دانش کے ہاں نہیں ملتا۔

پروفیسر صاحب تقریباً ۱۹۴۹ء میں پاکستان ہجرت فرما گئے تھے یہ وہ وقت تھا کہ پاکستان کا سفر کرنا خطرات کو دعوت دینا تھا۔ جان کو ہتھیلی پر رکھ کر مسافر اللہ کے بھروسہ نکلتا تھا۔ متعدد ٹرینیں صاف کی جا چکی تھیں۔ آپ کے برادر گرامی مولوی منظور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فاضل و قابل اور بہترین خطیب اور خوبیوں سے آراستہ تھے۔ اتفاق یہ تھا کہ پروفیسر صاحب میں ان میں برادرانہ رشتہ کے علاوہ دوستی بھی تھی اور ایک دوسرے کا مزاج بہت ملتا جلتا تھا۔ ۱۹۴۷ء کا ایک واقعہ انھوں نے لکھا ہے جس کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ دہلی میں کس طرح ایک ساتھ رہتے تھے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''۱۹۴۷ء کے فسادات کے دوران جب کہ حضرت (شاہ مفتی محمد مظہر اللہ) مسجد فتحپوری میں قیام پذیر تھے۔ مکان شریف سے اہل خانہ کو محفوظ مقام پر منتقل کر دیا تھا۔ گھر پر راقم اور برادرم مولانا منظور احمد موجود تھے۔ چونکہ مستورات نہ تھیں اس لیے خود کھانا وغیرہ پکاتے، کرفیو لگا ہوا تھا، رات کی تاریکی میں کھانا لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے، چونکہ کرفیو کے دوران آمدورفت خطرہ سے خالی نہ تھی اس لیے ایک روز حضرت نے فرمایا کہ ''میرے لیے کھانا نہ لایا کرو'' چنانچہ اس روز سے خود حضرت بجلی کے چولہے پر روٹی اور دال وغیرہ پکاتے، خود نوش فرماتے اور جو کچھ بچ رہتا وہ تبرکاً ان ملازمین کو مل جاتا جو آستانہ پر اس کرم نوازی کے منتظر رہتے''

(تذکرہ مظہر مسعود، ص ۲۵۳)

Marfat.com

مولانا منظور احمد صاحب حیدرآباد تشریف لے آئے تھے اور بیمار ہو گئے تھے۔ ان حالات میں پروفیسر صاحب قبلہ مفتی اعظم کی ہدایت پر پاکستان کے لیے نکلے۔ راستہ کی ناقابل برداشت اور دل ہلا دینے والی صعوبتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے کئی روز میں آپ برادر گرامی کے پاس حیدرآباد سندھ پہنچے۔ اس اثناء میں ان کا مرض شدت اختیار کر چکا تھا۔ کچھ روز بعد ان کی وفات ہو گئی۔ یہ صدمہ پروفیسر صاحب کے لیے عظیم صدمہ تھا۔ ایک تو جگری دوست اور عزیز بھائی کی جدائی اور دوسری طرف دہلی سے تمام رشتہ داروں اور والد ماجد کی جدائی۔ لیکن انھوں نے کمال صبر و استقامت کے ساتھ پاکستان میں قیام کا فیصلہ کر لیا۔ کبھی کبھی وہ ہمیں اس وقت کے حالات بتاتے تھے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ راستہ میں وہ کئی بار اعداء کے نشانہ پر آئے لیکن حضرت قبلہ کی توجہات نے حفاظت کی۔ پروفیسر صاحب اس واقعہ کو لکھتے ہیں:

"۱۹۴۹ء/ ۱۳۶۹ھ میں دہلی سے حیدرآباد (مغربی پاکستان) آیا مقصود ہجرت نہ تھی مگر مشیت الٰہی کو یہی منظور تھا۔ یہ ایک تلخ داستان ہے جواب شیریں ہو گئی ہے۔ فان مع العسر یسرا۔ چنانچہ راقم اپنی پھوپی کے ہاں مقیم ہو گیا۔ جنہوں نے جذبہ مادری کے ساتھ راقم کی کفالت کی۔ ۱۹۴۹ء میں راقم کے برادر مولانا منظور احمد علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا جس نے عقل و خرد کو گم کر دیا۔ بہرکیف توفیق الٰہی شامل حال رہی۔ نئے تقاضوں کے مطابق غم سے فرصت پانے کے بعد علوم جدیدہ کی طرف توجہ کی۔ چنانچہ ۱۹۵۱ء/ ۱۳۷۱ھ میں میٹرک کیا۔ برادرم پروفیسر عبدالرشید نے میری راہنمائی فرمائی" (تذکار مسعود ملت، ص ۶۴)

نہایت ناگفتہ بہ حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے پروفیسر صاحب نے وہ عروج حاصل کیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ۱۹۸۷ء میں احقر پاکستان حاضر ہوا، اس وقت آپ ٹھٹھہ گورنمنٹ ڈگری کالج کے پرنسپل تھے، آپ سے میں وہیں ملا اور پھر وہ کراچی تشریف لائے اور اکابر ملت سے ملاقاتیں کرائیں، یہ ناقابل فراموش حقیقت ہے۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے بانی اور سرپرست مولانا سید ریاست علی قادری صاحب خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ سے میری ملاقات کرائی تھی۔ ان حضرات سے انھیں جتنی محبت تھی قابل رشک ہے۔ محترم سید صاحب نے ادارہ کی

Marfat.com

دانغ بیل کے وقت ہی سے پروفیسر مسعود احمد صاحب کی قلمی معاونت حاصل کر لی تھی اور ہمیشہ ان کے مشوروں پر عمل کرتے رہے۔ (تذکار مسعود ملت، ص ۸۹) آخر وقت تک وہ ادارہ سے نہ صرف وابستہ رہے بلکہ اس کے سرپرست اور روح رواں کے طور پر خدمات انجام دیتے رہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ وصال کے بعد بھی انھوں نے اس تعلق کو برقرار رکھا۔ اپنے وصیت نامہ میں پروفیسر صاحب نے ادارہ کے موجودہ صدر جناب سید وجاہت رسول قادری صاحب اور سابق آفس سکریٹری ادارہ تحقیقات امام احمد رضا جناب ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری صاحب کا تذکرہ اس انداز میں فرمایا ہے:

''ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری غسل دیں۔۔۔۔تدفین کے بعد دعا میں صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری کو شریک کریں۔ پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب اور جناب عبد اللطیف قادری موجود رہیں''

(وصیت محررہ ۲۵ رشوال المکرم ۱۴۲۷ھ)

اولیاء کرام اور مجدد دین وملت علامہ شاہ احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تدفین کے بعد تبرکات میں سے کچھ قبر کے اندر رکھ دیئے جائیں مگر طاق بنا کر، تدفین کے بعد حصول برکت کے لیے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ، خواجہ معین الدین چشتی، خواجہ باقی باللہ، حضرت مجدد الف ثانی، اعلیٰ حضرت بریلوی اور حضرت فقیہ الہند مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہم الرحمۃ کی چادریں قبر پر ڈال کر ایک روز بعد اٹھالیں۔''

(وصیت مذکورہ)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے تو پروفیسر صاحب کو بچپن سے ہی والہانہ عقیدت تھی۔ شاہی مسجد فتحپوری دہلی میں حضرت شیخ الاسلام مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمۃ کے پاس اکابر اہل سنت کی بکثرت آمد ورفت تھی۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلاس میں ہر سال

Marfat.com

بلاناغہ حضرت صدرالافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اور حضرت محدث اعظم کچھوچھوی علیہما الرحمۃ تشریف لاتے تھے۔ یہاں کی مجالس میں ہمیشہ سے اعلیٰ حضرت کا ہی سلام پڑھا جاتا رہا ہے اور آج بھی الحمد للہ وہی معمول ہے۔ پروفیسر صاحب اپنی خدمات اور علمی کاوشوں کی وجہ سے آج ماہر رضویات کہلاتے ہیں۔ اہل سنت کا بچہ بچہ ان کا مرہون منت ہے۔ وہ سب سے پہلے ماہر رضویات ہیں جس کا سب کو اعتراف ہے۔ انہی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ آج جامعہ ازہر میں بھی اعلیٰ حضرت کا شہرہ ہے اور وہاں کے اساتذہ آپ کے بارے میں تصانیف پیش کر رہے ہیں اور طلبہ ریسرچ کر رہے ہیں۔ عالم اسلام میں باوقار، مستند اور جدید انداز میں اعلیٰ حضرت کو سب سے پہلے متعارف کرانے کا امتیاز پروفیسر صاحب ہی کو حاصل ہے۔ مولانا عبدالنعیم عزیزی لکھتے ہیں:

"مسعود ملت ..... وہ مبارک و مسعود وجود ہے جس کے لیے دنیائے رضویت میں ورود مسعود سے تازہ بہار آگئی اور جس کا وجود ملت اسلامیہ یعنی جماعت اہل سنت کے لیے ایک نعمت عظمیٰ ہے، ایک روشنی ہے، اس مبارک مسعود شخصیت نے، اس مسعود ملت نے، دین وملت کے مجدد، قوم وملت کے عظیم محسن، زمانے کی روشنی، نسلوں اور شریعت کی فصلوں کو مہکانے والے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی شخصیت اور ان کے دینی، تجدیدی، اصلاحی، علمی، ادبی، سماجی، سیاسی اور دیگر قومی و ملی تقدیسی کارناموں کو اجاگر کر کے ہند و سندھ سے لے کر تمام عالم اسلام اور یورپ و آسٹریلیا اور افریقہ و امریکہ کے کلیات و جامعات اور لائبریریوں میں اس طرح پہنچا دیا کہ اس سورج کی شعاعوں کا راستہ روکنے والے تمام مخالفین و معاندین اور ابن عبدالوہاب کی پوری ذریت ماتم کناں ہے"

(آئینہ رضویات، جلد دوم، ۴۳۸)

"مسعود ملت نے امام احمد رضا کے مختلف علوم وفنون اور کارناموں پر

تقریباً بیس تحقیقی کتابیں اور چالیس سے زائد مضامین اور مقالات رقم فرمائے۔ اردو کے ساتھ انگریزی میں بھی لکھ کر امام احمد رضا کی عبقریت، تبحر علمی، فقیہانہ ومحققانہ شان، تجدیدی واصلاحی آن بان، سیاسی ومومنانہ بصیرت وعلمیت، ادبیت، قیادت سبھی کچھ آشکارا کردیا اور ثابت کردیا۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

اور بتادیا کہ رضا کی گلی سونی کرنے والو! رضا کی گلی کبھی سونی نہیں ہوگی۔ رضا تو دھوم مچانے والا تھا، کل بھی رضا کی دھوم تھی، آج بھی رضا کی دھوم ہے اور صدا اس کی دھوم مچی رہے گی۔

مسعود ملت...... امام احمد رضا کے جمال وکمال کے جلووں کا نظارہ کرنے والا آئینہ ہے۔

مسعود ملت...... رضا کے علم وقلم کے گلشن کی بہاروں سے ہمکنار کرنے والے پاسبان وباغبان کا نام ہے۔

مسعود ملت...... گل رضا کی نکہتوں سے دل ونظر کو عطر بیزی بخشنے والی باد نسیم کا نام ہے۔

مسعود ملت...... مہر رضا کی شعاعوں کو منعکس کر کے علم ومعرفت کی قوس وقزح کا نظارہ کرانے والے PRISM کا نام ہے یعنی:

مسعود ملت...... کہتے ہیں عصر حاضر کے عظیم اسکالر، عظیم عارف، قلم کا محقق پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری کو۔'

(آئینہ رضویات جلد دوم، ص ۳۹-۴۰)

Marfat.com

اپنوں میں پروفیسر صاحب کو ستائش ملی تو اغیار چراغ پا نظر آئے۔ پروفیسر مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں:

''جب امام احمد رضا کا اندرون و بیرون ملک چرچا ہونے لگا اور محققین و دانشوروں کی تیرہ سالہ جدوجہد رنگ لائی، یہ بات احمد رضا کے مخالفین کو نہ بھائی، وہ فکر میں پڑ گئے۔ کریں تو کیا کریں؟ ایک فاضل نے یہاں تک فرمادیا احمد رضا کو ہم دفن کر چکے تھے فلاں پروفیسر نے قبر سے نکالا ہے۔ اب دوبارہ دفن کرنے میں نصف صدی لگے گی۔'' (آئینہ رضویات، جلد دوم)

ایک اور جگہ پروفیسر مسعود احمد صاحب رقم طراز ہیں:

''بہرحال راقم کے مقالے فاضل بریلوی اور ترک موالات کا شائع ہونا تھا کہ غیظ و غضب کی لہر دوڑ گئی۔ کیونکہ تسلیم شدہ حقائق تار عنکبوت کی طرح بکھرنے لگے۔ ایک یونیورسٹی کے شیخ الحدیث نے اپنی نجی محفل میں راقم سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ میں فلاں پبلشر سے کہوں گا کہ پروفیسر مسعود کی کتابیں نہ چھاپا کرو، دوسری یونیورسٹی کے صدر شعبۂ تاریخ بھی ناراض ہوگئے اور دیرینہ دوستی بھی ختم کردی۔ راقم نے عرض کیا تاریخی حقائق عقائد نہیں ہوتے۔ آپ میری بات غلط ثابت کردیں۔ میں اپنی بات کاٹ کر آپ کی بات لکھ دوں گا، کوئی لڑائی جھگڑا نہیں۔ یہ تو تحقیق و ریسرچ ہے جو بات ثابت ہوگی وہی لکھی جائے گی'' (آئینہ رضویات جلد دوم، ص ۵۰)

آج وہ جسمانی طور پر آنکھوں سے اوجھل ہیں لیکن روحانی طور پر ہمارے درمیان ہیں۔ انھوں نے جو علمی کام ہمارے سپرد کیا ہے ہمیں اسے کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:

''راقم السطور نے ۱۹۷۰ء میں امام احمد رضا (۱۸۵۶ء......۱۹۲۱ء)

Marfat.com

کے حالات وافکار کی طرف توجہ کی اور امام احمد رضا کے سیاسی افکار پر پہلی کتاب ''فاضل بریلوی اور ترک موالات'' پیش کی، جو ۱۹۷۱ء میں مرکزی مجلس رضا، لاہور (پاکستان) نے شائع کی، اس کے بعد پانچ ایڈیشن شائع ہوئے۔ امام احمد رضا کے حالات وافکار سے متعلق دوسری کتاب ''فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں'' پیش کی، جو ۱۹۷۳ء میں مرکزی مجلس رضا، لاہور نے شائع کی اس کے بعد چار ایڈیشن لاہور سے شائع ہوئے اور چھٹا ایڈیشن المجمع الاسلامی مبارکپور (انڈیا) نے شائع کیا۔ ان دونوں کی کتابوں کی اشاعت کے بعد پاک وہند اور بیرونی ممالک کے دانشوروں کی طرف سے پے در پے تقاضے آنے لگے کہ امام احمد رضا کی جدید انداز پر مبسوط سوانح لکھی جائے۔ راقم السطور نے اس مہم کو سر کرنے کا وعدہ کرلیا اور مواد کی فراہمی شروع کردی۔ جس کو اب دس برس ہوتے ہیں۔ دس برس مسلسل جستجو کے بعد اب یہ انکشاف ہوا کہ جس کام کو اتنا آسان سمجھتا تھا وہ اتنا آسان نہیں تھا۔ بہرحال حیات امام احمد رضا کے لیے راقم السطور نے جب خاکہ مرتب کرنا چاہا تو محسوس ہوا کہ یہ حیات انسائیکلو پیڈیا کی شکل اختیار کر جائے گی۔ چنانچہ یہی ہوا اور پندرہ مجلدات کا خاکہ مرتب ہوا جو اس وقت پیش کیا جارہا ہے۔ مجوزہ پندرہ مجلدات تو ایسی ہیں کہ اگر ان کو وسعت دی جائے تو ایک جلد کی کئی جلدیں بن جائیں مگر سردست اختصار واجمال کو پیش نظر رکھا ہے۔''

(تذکار مسعود ملت، ص ۸۷)

طلبہ کو اساتذہ کام دیتے ہیں۔ ہوم ورک یا کلاس ورک۔ پروفیسر صاحب بعد میں آنے والے نوجوان فضلاء کو یہ کام دے گئے ہیں جو ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی سربراہی میں کیا جانا

Marfat.com

ہے۔ اگر یہ علمی کام پورا ہو جاتا ہے تو ان کی روح بھی خوش ہوگی اور ایسا علمی کام ہو جائے گا جو صدیوں تک یاد رکھا جائے گا۔

ان سب تفصیلات اور حقائق سے یہ اظہر من الشمس ہے کہ پروفیسر مسعود احمد صاحب سب سے پہلے ماہر رضویات ہیں جنہوں نے نہ صرف حضرت فاضل بریلوی کی عظمتوں کو دوبالا کیا بلکہ رضویات کی نئی جہتوں سے بھی عالم اسلام کو روشناس کرایا۔ اسی طرح انھوں نے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ پر ایسا عظیم الشان علمی کام کیا کہ آج ''جہان امام ربانی'' کی پندرہ ضخیم جلدوں پر مشتمل نقشبندی انسائیکلو پیڈیا ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ کام بڑا بنا تا ہے اور کام ہی یاد آتا ہے۔ بلاشبہ پروفیسر صاحب انسان تھے اور بہت عاجزی، تواضع، انکساری اور سادگی سے زندگی گزار گئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی خدمات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ضرور مقبول ہوں گی اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اور حضرت مجدد دین وملت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی روحیں ان سے خوش ہوں گی، جس کی طرف مولانا سید ریاست علی قادری نے اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اللہ تعالیٰ آپ کے درجات میں بلندی عطا فرمائے۔ دنیائے رضویت پر آپ کی خدمات و احسانات کا بدلہ اگر پوری دنیائے رضویت بھی ادا کرنا چاہے تو ناممکن ہے۔

اس کا صلہ آپ کو اعلیٰ حضرت کی فیض رسانی ہی کی صورت میں ان شاء اللہ تعالیٰ ملے گا اور مل رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت کی روح مقدسہ آپ سے کس قدر خوش ہے۔ اس کا اندازہ کوئی نہیں کرسکتا۔ کاش اس خوشی کا کروڑواں حصہ مجھے بھی مل جائے تو میرے لیے بہت ہے۔''

(تذکار مسعود ملت، ص ۲۹۰)

اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین

پروفیسر صاحب ہمارے سب کے بزرگ تھے۔ پاکستان اور ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ سارے عالم اسلام میں ان کے علم وفضل کی ستائش ہے، ان کے اخلاق کی ستائش ہے۔ میں یکم مئی ۲۰۰۸ء کو کراچی میں ان کے سوئم میں شریک تھا۔ وہاں ماشاء اللہ علماء کرام ومشائخ عظام کثیر تعداد میں شریک تھے۔ عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر کی طرح جم غفیر تھا۔ سب ہی آبدیدہ تھے، غمگین تھے۔

Marfat.com

ہر ایک اپنے محسن کی جدائی سے غمزدہ تھا۔ ہر ایک کے منہ پر آپ کی تعریف تھی۔ سنا ہے کہ ۲۹ را پریل ۲۰۰۸ء کو ان کے جنازہ میں بہت کثیر تعداد میں لوگ شریک تھے اور اہل سنت و اکابر میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جو موجود نہ ہو۔ مقامی ٹیلی ویژن نے وہ روحانی پروگرام براہ راست دکھایا تھا، قائد کے مزار کے سامنے والے پارک میں نماز جنازہ ہوئی۔ دور دور تک کاروں کی قطاریں تھیں۔ راستے ٹریفک کے لیے بند تھے۔ یہ اس گوشہ نشین اللہ کے ولی کا جنازہ ہے۔ جس نے سب کے دل جیت رکھے ہیں۔ وہ نورانی منظر جنہوں نے دیکھا ہے ساری عمر بھلا نہیں پائیں گے۔ سچ ہے جس کا درجہ اللہ بڑھائے اسے کون گھٹا سکتا ہے۔

انھوں نے تقریباً پچیس سال تک لکھا اور اسی (۸۰) سال کی زندگی میں وصال فرمایا۔ ان کی تعریف کرنے والے جب تک زندہ ہیں تعریف ہی کرتے رہیں گے۔ لیکن آج ہمیں ان کے نقش قدم پر چل کر ان کے اور اپنے اسلاف کے نام کو بلند کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے ہم خود بلند ہوں گے۔ امام احمد رضا انسائیکلو پیڈیا کا پندرہ جلدوں پر مشتمل خاکہ وہ دے گئے ہیں۔

ادارۂ تحقیقات امام احمد کراچی سے انھیں بہت محبت تھی اور اس ادارہ سے انھیں بہت امیدیں تھیں۔ مجھے بھی یقین ہے کہ ادارہ ان کے دیرینہ مشوروں پر عمل کرتے ہوئے ترقی کی منزلیں طے کرے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ پروفیسر صاحب کی مفارقت میں ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

آہ قیصر! بجھ گیا۔ کیسا چراغ انجمن
گلشن علم و عمل کا پاسباں جاتا رہا

☆......☆......☆

Marfat.com

کچھ باتیں کچھ یادیں

علامہ بدر القادری، ہالینڈ

☆☆

آہ! حضرت مسعود ملت۔ علم وتحقیق کی ایک دنیا اجڑ گئی، فضل وکمال کا ایک جہان ویران ہوگیا، وہ جو یقیناً اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، جن سے تحقیق وتدقیق کی سیکڑوں انجمنیں فیض پاتی تھیں، پردہ پوش ہوگئے۔ ایک آفتاب علم وروحانیت پچاس سال تک اپنی ضیاء بار کرنوں سے عالم کو منور کرنے کے بعد آج غروب ہوگیا۔ (ترجیح) آج ان کی رحلت سے محض شہزادۂ گرامی وقار صاحبزادہ میاں مسرور احمد (حفظ اللہ) اور ان کی بہنیں ہی یتیم نہیں ہوئیں بلکہ علمی دنیا یتیم ہوگئی۔ تحریر وتقریر، تبلیغ وارشاد کی بزمیں سونی پڑ گئیں۔ صاف صاف نظر آ گیا کہ ایک عالم کی موت کس طرح ایک عالَم کی موت ہے۔ مشرق تا مغرب، شمال تا جنوب، ایشیا تا یورپ، افریقہ اور امریکہ تک کی محافل علمیہ اداس ہیں۔

آہ وہ مسعود ملت! عمر بھر اپنے الفاظ کے پیانوں میں اپنے سینے میں نہاں دریائے درد سے دنیا کو ساغر تقسیم کرتا رہا، اپنے اسلاف باوقار سے ملی ہوئی دولت سعادت مندی کو دونوں ہاتھوں سے لٹاتا رہا، جو خود بھی چراغ الست کا پروانہ تھا اور اپنی محفل سے وابستہ ہر رند کو اسی کی سرمستیاں بانٹتا رہا، جس کا قلب غم ملت بیضا میں زخمی تھا۔ جس کی خونچکانیاں اس کی تحریروں میں واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہیں، عمر بھر مسلمانوں کے درد میں تڑپنے، بلکنے، سسکنے اور مسکنے والا، اپنا سرمایۂ غم تقسیم کرتے کرتے خود مرگ کی آغوش میں جا پہنچا۔

عمر بگوشت و حدیث درد ما آخر نہ شد
شب بہ آخر شد کنوں کوتہ کنم افسانہ را

اللہ اللہ کتنی حلاوت تھی ان کے الفاظ میں، کتنا سوز تھا ان کی تحریروں میں اور کتنی تڑپ تھی ان

Marfat.com

کے سوز دروں میں، بڑے بڑے علماء، فقہاء، محدثین، صلحاء اور صاحبان دلق وسجادہ ان کی باطنی صدا پر گوش برآواز ہو جاتے۔ ان کا درد ملت کا درد تھا۔ ان کا غم قوم کا غم تھا، وہ فروغ اسلام کی تحریک کے متحرک تھے، وہ توحید حقیقی کے منادی تھے، وہ عظمت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مبلغ تھے۔ ان کے قلم سے برآمد ہونے والا ہر جملہ ان کے دردمند دل کے آتش دان سے تپ کر صفحہ قرطاس پر بکھرتا تھا اور پڑھنے والوں کے قلوب پر مرتسم ہو جاتا تھا۔

نقش ہیں سب ناتمام خون جگر کے بغیر

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور (ہندوستان) میں شعبہ نشریات اور ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور کی ادارت ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء تا امروز ناچیز کا حضرت مسعود ملت سے رابطہ رہا۔ ان کی شفقتیں، عنایتیں، حوصلہ بخشیاں، اور نوازشات سے برابر فیض ملتا رہا۔ اگرچہ زیارت اور ملاقات کی سعادت سے محرومی رہی تاہم ان کی عنایات اور کرم فرمائیاں ہر دور میں جاری وساری رہیں۔ پاکستان سے ہالینڈ آنے والے علماء اور دینی اسکالرز کے ذریعے اپنی کتابوں اور تحریکی لٹریچر سے مسلسل نوازتے رہے۔ کئی بار میرے عریضے کے جواب، اگر آپ بیمار ہوتے تو گھر کے دیگر افراد سے لکھوا کر عنایت کرتے۔ میری کوتاہ دامنی قسمت کہ سفر پاکستان کے دوران کراچی حاضری ہوئی تو ان دنوں آپ ہندوستان کے دورہ پر تھے۔ اس کے بعد جب بھی سفر پاکستان ہوا تو مجھے اسلام آباد، فیصل آباد اور لاہور وغیرہ سے آگے کراچی جانے کا موقع نہ مل سکا۔ آج جبکہ حضرت مسعود ملت اس دنیا سے پردہ فرما چکے ہیں، ان کی زیارت سے اپنی محرومی کا احساس زیادہ ہو رہا ہے۔ سچ کہا ہے کہنے والے نے

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور جو برصغیر میں سنیت کی آبرو ہے۔ حضرت مسعود ملت کی نگاہ میں اس مرکز علمی کا خاص وقار تھا۔ اشرفیہ کے افاضل کو آپ وقعت کی نگاہ سے دیکھتے اور اپنے اس مرکز کے مستقبل میں آپ کو بڑی بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔ اسی طرح فرزندان اشرفیہ میں بھی

Marfat.com

حضرت مسعود ملت کے لیے خاص مقام تھا۔ چنانچہ آپ کی رحلت پر یہ دونوں ادارے سوگوار ہیں اور ان کے علماء پر حضرت مسعود ملت کی رحلت ایک صاعقہء الم بن کر ٹوٹی ہے۔

راقم الحروف ۲۲ رمئی ۲۰۰۸ء کو ہالینڈ سے دہلی، سرہند شریف، گھوسی ہوتا ہوا المجمع الاسلامی مبارک پور پہنچا تو رفیق گرامی علامہ محمد احمد مصباحی کی زبانی مسعود ملت کے وصال کی خبر سنی۔ ''حیات حافظ ملت'' کی تکمیل کے سلسلہ میں کئی روز یہاں قیام کے دوران بار بار حضرت مسعود ملت اور ان کے کارناموں پر گفتگو ہوتی رہی۔ گھوسی میں چند روز قیام کے بعد واپسی کے ارادہ سے دہلی پہنچا تو حضرت مسعود ملت کی کشش جامع مسجد فتحپوری لے گئی جہاں حضرت مسعود ملت کا بچپن گزرا تھا۔ نماز مغرب کے بعد دیر تک ان کے قدموں کی آہٹ تصور کی دہلیز پر سنائی دیتی رہی۔

وہ کب کے آئے بھی اور گئے بھی نظر میں اب تک سمار ہے ہیں

یہ چل رہے ہیں وہ پھر رہے ہیں یہ آرہے ہیں وہ جارہے ہیں

دارالقلم دہلی میں بھی ایک رات مصباحیوں کے جھرمٹ میں قیام رہا۔ حضرت مسعود ملت کی یادیں وہاں بھی تازہ کی جاتی رہیں۔ جناب حافظ محمد قمرالدین رضوی مدیر کنزالایمان کی فرمائش پر محب گرامی حضرت مولانا محمد عبدالمبین نعمانی نے نور گیسٹ ہاؤس میں بیٹھے بیٹھے دوتین صفحات کا مضمون برجستہ حضرت مسعود ملت پر تحریر کردیا۔ مگر دوران سفر میں اس سعادت سے محروم رہا۔ آج ہالینڈ پہنچ کر سفر کی کس مندیاں کچھ کم ہوئی ہیں تو اس موضوع پر خامہ فرسائی کر رہا ہوں۔ حضرت مسعود ملت اس دور میں ایمان وعمل صالح اور خدمت ملی کی ایک روشن مثال ہیں۔ لٹریچر کی دنیا ہو یا اخلاق وروحانیت کی بساط ہر طرف ان کی جاں نواز خوشبوئیں بکھری پڑی ہیں۔

حضرت مسعود ملت نے اردو زبان وادب کے ذریعے اسلامی دینی لٹریچر کو ایک نیا اسلوب ایک ہر دلعزیزی عطا کی۔ ان کی انشاء پردازی ایک اچھوتے انداز کی حامل ہے۔ تاریخی حقائق کے رخسار حسیں کو انھوں نے جہاں قیمتی دلائل سے نکھارا ہے وہیں اپنے انداز نگارش کی دل فریبیوں سے مزین بھی کیا ہے۔

Marfat.com

یوں تو ان کی تصنیفات میں سے جسے اٹھائیے، اس سے ان کی اعلیٰ انشائی صلاحیتوں کا انعکاس ہوتا ہے۔ مگر ان کی جن کتابوں نے انھیں لوگوں کے قلوب تک رسائی میں کلیدی کردار ادا کیا ہے وہ یہ ہیں:

سیرت مجدد الف ثانی، فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، جان جاناں، فتاویٰ مسعودیہ، مکاتیب مظہری، فتاویٰ مظہریہ، محدث بریلوی، تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، شاہ محمد غوث گوالیاری، مجدد ہزارۂ دوم، مجدد الف ثانی حالات وافکار اور خدمات، آخری پیغام، تمدن ہند پر اسلامی اثرات، موج خیال، مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال، دین فطرت اور دورِ اخیر میں سیرت مجدد الف ثانی کی درجن بھر مجلدات، جہان امام ربانی۔

حضرت مسعود ملت زندگی بھر لکھتے لکھاتے ہی رہے، آپ کی تصنیفات و تالیفات کی تعداد ڈیڑھ سو سے زائد ہیں۔ آپ کے تحقیقی مقالات جو دنیا بھر کے مشہور علمی جرائد و مجلدات کی زینت بنے ان کی تعداد چھ سو سے زیادہ ہے۔ ہمارے نزدیک مسعود ملت کے اہم کارناموں میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے علمی کارناموں کو جدید اور سائنٹفک انداز میں پیش کرنا ہے۔ آپ نے اس رخ پر نہ صرف اپنے نوک قلم سے درجنوں کتابیں اور مقالات تحریر فرمائے بلکہ خاص اس مشن کا فروغ دینے کے لیے کراچی میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی داغ بیل ڈالی اور یہ آپ کی حسن نیت اور مخلصانہ جدوجہد کا ثمر ہے کہ ادارہ نے عالمی سطح پر امام احمد رضا محدث بریلوی کی شخصیت اور ان کے بے مثال کارناموں کو اجاگر کرنے میں مساعی کر کے نہایت شاندار کامیابیاں حاصل کی ہیں۔

مسعود ملت دنیائے سنیت کے واحد خوش نصیب فرد ہیں جن کی شخصیت پر ان کی حیات ہی میں تحقیق کر کے جناب ڈاکٹر اعجاز انجم لطیفی نے بہار یونیورسٹی سے ۱۹۹۷ء میں ڈاکٹریٹ کیا۔ اس کے علاوہ خود مسعود ملت کی حیات اور آپ کی علمی و ادبی خدمات پر ایک نہیں متعدد کتابیں لکھی جا چکی ہیں جن میں چند کے نام یہ ہیں:

جہان مسعود، منزل بہ منزل، ولی نعمت مسعود ملت، تخصصات مسعود ملت، مسعود ملت اور

Marfat.com

رضویات، مسعود ملت کے آثار علمیہ، مسعود ملت اور امام احمد رضا، مسعود ملت کی اردو نثر نگاری، مکتوبات مسعودی، یادوں کے دریچے، جواہر مسعودیہ، وہ گیا تاروں سے آگے، تذکار مسعود ملت، تذکرۂ مسعود، کشکول مسعودی وغیرہ۔

حضرت مسعود ملت آج کروڑوں دلوں کی دھڑکنوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ہزاروں محفلوں میں ان کے سوز نفس سے اجالا ہے۔ ان کی تحریروں اور تقریروں نے ایک بیدار مغز متحرک اور باعمل ٹیم تیار کر دی ہے۔ جن سے رگ و پے میں مسعود ملت کا جذبہ ملی قطرات خوں کے ساتھ دوڑتا ہے۔ انھوں نے جہد مسلسل کی ایک ایسی تحریک کا آغاز کیا ہے جو روز بروز بڑھتی ہی رہے گی۔ جس میں ہر صبح کی نمود کے ساتھ قوم و ملت کے جیالے نوجوان شامل ہوتے رہیں گے۔ حضرت مسعود ملت کو قدرت نے اپنے خصوصی کرم سے ایسی کشش اور مقناطیسیت عطا کی تھی جو لوگوں کے قلوب کو اپنی جانب کھینچتی چلی جاتی تھی اور یہ سب کچھ یقیناً ان کے بے داغ جگمگاتے اجلے چمکتے خلوص عمل کا ثمرہ تھا۔ ہم نیاز مندوں کا یہ حال تھا کہ ان کی ہر نئی تحریر پا کر پھولے نہ سماتے اور ان کی شوخی تحریر کو جب تک جی بھر کر پڑھ نہ لیتے چین نہ پاتے۔ افسوس اپنے جادو بیاں قلم سے ہر روز نئے گلستاں سجانے والا ہم کہاں پائیں گے۔ جس کی کتابوں کے لیے ہزاروں نگاہیں سراپا انتظار رہا کرتی تھیں۔ قضائے الٰہی کی شوخیِ تحریر پر قربان ہو گیا۔

زمانہ بڑے غور سے سن رہا تھا مگر
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

حضرت مسعود ملت کے وصال پر فقیر بدر القادری سب سے پہلے ان کے جانشین حضرت صاحبزادہ میاں مسرور احمد اور ان کی والدہ ماجدہ نیز خواہران و خانوادہ کو تعزیت پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ مولا قدیر ان کے فیضان علمی و روحانی کو جاری و ساری رکھے۔ آمین

اس کے بعد ان تمام اداروں انجمنوں اکیڈمیوں سے تعزیت کرتا ہے جو مسعود ملت کے دم قدم سے قایم ہیں۔ مولیٰ کریم ان سب کو استحکام اور فروغ بخشے۔ آمین

Marfat.com

قبلہ ڈاکٹر صاحب

صاحبزادہ ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر
(پرنسپل رکن الاسلام جامعہ مجددیہ، حیدرآباد سندھ)

☆

ڈاکٹر محمد مسعود احمد ہندوپاک میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ایک عظیم خانقاہ ''خانقاہِ مسعودیہ مظہریہ'' کے ایک ایسے چشم و چراغ ہیں جنہوں نے ایک طرف مسند رشدو ہدایت کو آباد رکھا تو دوسری طرف تحقیق و تحریر میں اپنی عظمت کے جھنڈے گاڑ دیے۔ جنہوں نے اپنے قلب اور قلم دونوں کے ذریعے اپنے علمی اور روحانی فیوضات سے ایک جہان کو فیض یاب کر کے اس عظیم نقشبندی خانقاہ کی جانشینی کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے علمی تاریخی اور تحقیقی میدان میں جو بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔ اگرچہ دنیا والوں کی طرف سے آپ کو کوئی گولڈ میڈلز اور ستارۂ امتیاز وغیرہ مل چکے ہیں لیکن فقیر کی نظر میں آپ کے لیے سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ حضور سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے پیاروں نے آپ کو اپنا پیارا بنا کر اپنے دین کی اشاعت اور اپنے عشق کے فروغ کے لیے چن لیا ہے کیونکہ ان کی نگاہ کرم کے بغیر اتنے بڑے کام قبلہ ڈاکٹر صاحب کے بس کے نہ تھے۔ یہ سب ان کا کرم ہے۔ اس اعزاز و اکرام پر قبلہ ڈاکٹر صاحب جتنا ناز کریں کم ہے۔ یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔

قبلہ ڈاکٹر صاحب نے تحریری طور پر اب تک جو علمی اور تحقیقی کام کیا ہے وہ بڑی وسعت کا حامل ہے۔ مختلف موضوعات پر آپ کے سیکڑوں مضامین و مقالات اور کتابیں شائع ہو کر منظر عام پر آ چکے ہیں۔ جن میں بعض مقالات تو دنیا کے مختلف ملکوں میں ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر منظر عام پر آ چکے ہیں۔ جن میں سے بعض مقالات تو دنیا کے مختلف ملکوں میں ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر اہل علم سے داد تحسین وصول کر چکے ہیں۔ ہندوپاک میں ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر اہل علم سے داد تحسین وصول کر چکے ہیں۔ ہندوپاک کا شاید ہی کوئی ایسا دینی معیاری رسالہ یا مجلہ

Marfat.com

ہوگا جس میں آپ کی تحقیقی تحریر شامل اشاعت نہ ہوئی ہو۔ آپ کے بہت سے مقالات کے فارسی عربی، انگریزی، فرانسیسی، ڈچ، ہندی، گجراتی وغیرہ میں ترجمے ہوکر دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل چکے ہیں۔ اوران علاقوں کے باشندوں کی اصلاح کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ چونکہ آپ کی تحریر میں دلائل کا وزن اور محبت کی حلاوت ہوتی ہے اس لیے اپنوں بیگانوں سب کے لیے وہ یکساں قابل قبول اور روح پرور ہوتی ہے۔

بعض اہم نزاعی مسائل پر ڈاکٹر صاحب کی تحریر چونکہ قرآن وحدیث اور فقہاء کے اقوال سے مزین ہونے کے ساتھ ساتھ ادبی اور پیار بھرا رنگ لیے ہوئے ہوتی ہے اس لیے آپ کی وہ تحریر جتنی علماء میں مقبول ہوتی ہے اسی طرح وہ جدید تعلیم یافتہ لوگوں میں بھی پسندیدگی کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ آپ کا سب سے بڑا اہم کارنامہ یہ ہے کہ بعض مذہبی، دینی اور سیاسی تحریکیں اوران کے بعض اہم کردار اور قائدین جن پر دجل وفریب کے پردے ڈال کر حقائق کو بالکل مسخ کردیا گیا تھا، آپ نے مستند تاریخ کی روشنی میں ان حقیقتوں کو عالم آشکارا کردیا۔ تحریک نجدیت، تحریک بالاکوٹ، تحریک ترک موالات، تحریک خلافت، تحریک پاکستان کے سلسلہ میں بعض اہم انکشافات پر مشتمل آپ کے تحقیقی مقالات انتہائی اہمیت اور افادیت کے حامل ہیں۔ آپ نے بے شمار موضوعات پر سیکڑوں مضامین، مقالات اور کتابیں تحریر کی ہیں۔

آپ کا ایک اہم کارنامہ یہ ہے کہ عالم اسلام کی اہم شخصیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کی ذات اور خدمات سے نہ صرف یہ کہ جدید علمی دنیا کو متعارف کرایا بلکہ تعصبات کے دبیز پردوں کو ہٹا کر ان کے حقیقی انوار وتجلیات سے ایک عالم کو منور کردیا۔ یہ آپ کی ہی محنت شاقہ کا ثمرہ ہے کہ آج پاکستان اور بیرونی ممالک میں امام احمد رضا کے نام سے کئی ادارے قائم ہوگئے ہیں جو آپ کی سرپرستی میں ان کی تصانیف کی اشاعت کا کام انجام دے رہے ہیں اور تاریخی کارناموں پر تحقیق کررہے ہیں اوران کی شخصیت پر عالمی سیمینار اور کانفرنسیں منعقد کرارہے ہیں، اس وقت کئی یونیورسٹیوں میں اس موضوع پر اعلیٰ تحقیقی کام ہورہا ہے۔

ہر ماہ ''بزم ارباب طریقت'' کے تحت ایک روحانی محفل منعقد کرتے ہیں۔ جس میں سلسلہ

Marfat.com

عالیہ نقشبندیہ کے وظائف کے علاوہ نعت خوانی اور آپ کا خصوصی خطاب ہوتا ہے۔ جس میں آپ اپنے محبین کی روحانی تربیت فرماتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر مہینے مکتوبات امام ربانی کا درس بھی دیتے ہیں۔ الغرض صورت، سیرت اور علم وعمل میں اپنے آباؤ اجداد اور اسلاف کا نمونہ ہیں اور علمی روحانی فیوضات سے ایک عالم کو بہرہ ور کر رہے ہیں۔ ان تمام علمی عظمتوں اور شہرتوں کے باوجود تواضع وانکساری کا یہ عالم ہے کہ اپنے ایک مکتوب میں فقیر راقم الحروف کو تحریر فرمایا:

''یہ ساری باتیں تحدیث نعمت کے طور پر لکھی گئی ہیں ورنہ فقیر تو سیہ کار و گناہ گار ہے۔ شاید اتنا سیہ کار کوئی نہ ہوگا اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آخرت میں سرخرو فرمائے۔ آمین''

آپ کی تین صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادے ابوالسرور محمد مسرور احمد صاحب ہیں۔ صاحبزادہ صورت وسیرت میں ماشاءاللہ اپنے والد ماجد کے مظہر اتم ہیں۔ یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور قبلہ ڈاکٹر صاحب کی ہی زیر نگرانی روحانی تربیت بھی حاصل کر رہے ہیں۔ قبلہ ڈاکٹر صاحب نے حج کے موقع پر حرم شریف میں ان کو بیعت بھی فرمایا اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اجازت وخلافت بھی عطا فرمادی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے آباؤ اجداد کی وراثت کا صحیح امین بنائے اور اس مسند کو تاقیامت آباد رکھے۔ آمین

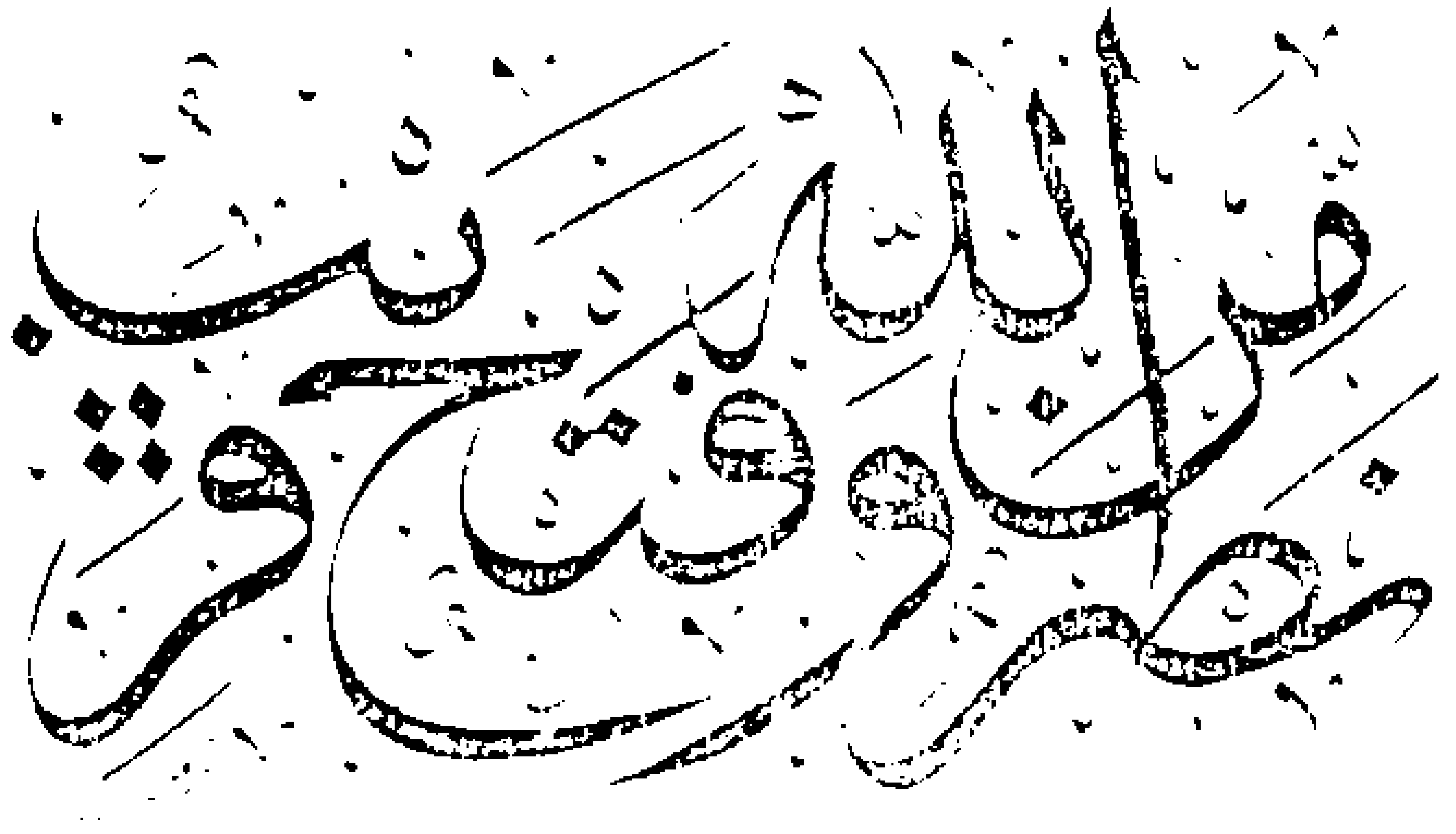

Marfat.com

علمی و تحقیقی دنیا کا معتبر نام

مولانا سید ریاست علی قادری
(بانی و ڈائریکٹر، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی)

☆

(۱)... پروفیسر صاحب کی شخصیت اہل علم و فن کے لیے مثالی حیثیت رکھتی ہے اور ان کا قلم بہت محتاط حقیقت سے قریب تر اور دلائل و شواہد کے انبار سے پوری طرح لیس ہے۔ (معارف رضا ۱۹۸۵ء، کراچی، ص ۹)

(۲) حقیقت یہ ہے کہ فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے علمی و ملی کارناموں کو اجاگر کرنے میں جو کام ڈاکٹر صاحب موصوف نے سرانجام دیا ہے وہ منفرد ہے۔ اگر یوں کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ جناب ڈاکٹر صاحب نے فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی شخصیت کے بارے میں جو کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں وہ اب تک کوئی نہ کرسکا تھا۔ پروفیسر صاحب کی پرخلوص اور علم سے لبریز باتیں ان کا ہمدردانہ رویہ اور دل نشین انداز تخاطب ان کی حقیقت افروز علمی و تحقیقی تحریریں اور انداز بیان ان کی پرکشش شخصیت ان کی تواضع وانکساری علمیت اور ماہرانہ رائے ان کی فطری خوش طبعی اخلاص و دیانت حق گوئی اور انصاف پر مبنی گفتگو نے راقم کو بے حد متاثر کیا ہے۔ میرے دل میں ان کی قدر اس وجہ سے بھی ہے کہ انھوں نے عقیدت سے ہٹ کر حقیقت کو اپنا شعار زندگی بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ پروفیسر صاحب کی علمی خدمات کے صلے میں ان کو رحمتوں سے مالا مال فرمائے۔ پروفیسر صاحب کے شکریہ ادا کرنے کے لیے جن الفاظ کی ضرورت ہے وہ میرے پاس نہیں ہیں۔ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ بڑا قیمتی ہے۔ وہ ۱۹۵۵ء سے برابر لکھ رہے ہیں اور ۱۹۷۰ء سے اپنی تحقیق کے لیے انھوں نے اعلیٰ حضرت کا انتخاب کرلیا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کا نام علمی و تحقیقی دنیا کا ایک معتبر نام ہے۔ اب وہ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر امام احمد رضا کی ہمہ گیر شخصیت پر تحقیق و تدقیق کی پہچان بن چکے ہیں۔ ڈاکٹر

Marfat.com

صاحب اپنے مخصوص انداز نگارش اور دلکش اسلوب تحقیق کے لیے مشہور ہیں۔ محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کا نام مشرق و مغرب میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کے تعارف کا نشان بن چکا ہے۔ امام احمد رضا کے علمی کارناموں پر کوئی تحقیق ڈاکٹر صاحب کے ذکر و حوالے کے بغیر ناممکن تصور کی جائے گی۔ وہ جب بھی قلم اٹھاتے ہیں تو ایک نئے انداز اور نئے زاویے سے بات کرتے ہیں اور اعلیٰ حضرت کی حیات کے ایسے گوشے دریافت کرتے ہیں جو نہ صرف ان کے علمی وقار میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ اتباع سنت شریعت اور حب رسول کے حوالے سے بھی نئے نئے پہلو اجاگر کرتے ہیں۔ نگارش کا یہ انداز اگر چہ یہ کہا جائے کہ ڈاکٹر صاحب کا ہی حصہ ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

آپ کی خدمات اسلام کی سربلندی اور خصوصاً عالم اسلام کی ایک نابغہء روزگار شخصیت یعنی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر تحقیق و تدقیق کے سلسلے میں کسی سے پوشیدہ نہیں۔ آپ کی ان بے لوث خدمات کا کون معترف نہیں۔ ہم یہ بات وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اب حضرت امام احمد رضا کا نام ذہن میں آتے ہی جو ایک نام فوراً ذہن میں آتا ہے وہ آپ ہی کا اسم گرامی ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات میں بلندی عطا فرمائے۔ دنیائے رضویت پر آپ کی خدمات و احسانات کا بدلہ اگر پوری دنیائے رضویت بھی ادا کرنا چاہے تو ناممکن ہے۔ اس کا صلہ آپ کو اعلیٰ حضرت کی فیض سامانی ہی صورت میں ان شاء اللہ ملے گا اور مل رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت کی روح مقدسہ آپ سے کس قدر خوش ہے اس کا اندازہ کوئی نہیں کرسکتا۔ کاش اس خوشی کا کروڑواں حصہ مجھے مل جائے تو میرے لیے بہت ہے۔

Marfat.com

مسعود ملت کا تصور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا غلام مصطفیٰ قادری رضوی، راجستھان، بھارت

☆☆

محبت رسول، سبحان اللہ! وہ اکسیر ہے، جس سے جاں بلب مریض شفایاب ہو جاتا ہے۔ اس کے اعجاز سے قعر ذلت میں پڑا ہوا انسان تاج سروری حاصل کر لیتا ہے۔ قرآن کریم نے واضح طور پر فرما دیا کہ اگر رب تعالیٰ کے محبوب اور دوست بننا چاہتے ہو تو اس کے حبیب علیہ التحیۃ والثناء کی محبت و عشق میں سرشار ہو جاؤ۔ قرب و وصال اور رضائے الٰہی کے خواہش مند ہو تو اس کے محبوب کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ خود رب تعالیٰ جس سے محبت فرماتا ہے، اللہ اکبر! کیسا محبوب ہے وہ جس کی محبت کو خالق حقیقی نے اپنی رضا و قرب کا ذریعہ بنا دیا۔ ہاں ہاں صحابہ کرام نے اس راز کو پا لیا تھا۔ انھوں نے صحبت نبوی سے استفادہ کر کے جان لیا تھا کہ اسی آقا و سرور کی الفت و محبت میں سرشاری ہمیں رب کی بارگاہ تک پہنچا دے گی۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ انھوں نے وہ پایا کہ ہم لاکھ کوشش کریں مگر نہیں پا سکتے۔ سنیے! وہ خود کیا فرما رہے ہیں جن سے محبت کرنے کا خالق نے ہمیں حکم دیا ہے:

''تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اسے اس کی اولاد اور ماں باپ اور تمام آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں''

(بخاری شریف، ۱/۷)

علامہ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد مظہری علیہ الرحمۃ والرضوان ایک ایسے ہی عاشق صادق تھے جن کی زندگی کا لمحہ لمحہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گزرا۔ وہ خود بھی عاشق رسول تھے، فدائے رسول تھے اور عشق رسول کی دولت قلوب مسلمین میں ڈالنے کی کوشش کرتے رہے۔ وہ سفیر عشق رسول تھے، وہ جانتے تھے کہ جب حبیب کبریا علیہ اجمل التحیۃ واکمل الثناء، جان ایمان اور روح دین

Marfat.com

ہیں۔ اس لیے اس کے پرچار میں زبان اور قلم کا خوب استعمال کرتے رہے، بلکہ اس میں ان کے خامۂ زرنگار نے جو گل کھلائے ہیں یقین جانیے اس خصوص میں وہ اپنے معاصرین میں ممتاز تھے۔ مبدءِ فیاض نے انھیں علم وفن، فکر وبصیرت کے ساتھ عشق ومحبت کی دولت کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کیا بلکہ اس کے ذریعے قلوب واذہان کو منور وتابناک کیا۔ ان کی کتابیں اٹھا کر دیکھیے پتہ چلے گا کہ وہ ایک فرد ہی نہیں بلکہ عالم ربانی، عاشق صادق اور مفکر اسلام ومسلمین تھے۔ محبت رسول کے دیپ جلاتے رہے اور اس کارِ خیر میں تادمِ زیست خوشی ومسرت کا اظہار کرتے رہے۔ ان کی نگارشات میں محبت وعشق کے اتنے اسباق ہیں کہ پڑھتے جایئے اور جھومتے جایئے۔ انھوں نے عشق رسول اور محبت رسول کو جو تصور دیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ذرا کان لگا کر سنیے وہ کیا فرما رہے ہیں:

''محبت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں عجیب مسیحائی ہے۔ دل دھکنے لگتے ہیں، چہرے چمکنے لگتے ہیں، جہاں بدلنے لگتے ہیں، محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سرور ہے، یہ سرور ہی زندگی ہے، تناؤ، کھنچاؤ سے نجات مل جانا، بڑی دولت ہے۔ یہ سرور شکنجوں میں کسے انسانوں کو آزاد کرتا ہے، یہ سرور پریشان خیالوں کا علاج ہے''

(جہان رضا، لاہور، جنوری ۲۰۰۲ء، ص:۳۴)

جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

جہاں جہاں عشق رسول کو ابھارنا ہے اور امت مسلمہ کو اس محبت کی اہمیت سے آشنا کرانا تھا۔ جابجا ان کی تحریروں میں نظر آتا ہے۔ ایک جگہ بڑے خوبصورت پیرائے میں رقم طراز ہیں:

''جس طرح کشش ثقل سے نظام عالم برقرار ہے، اسی طرح محبت کی کشش سے عالم انسانیت قایم ودایم ہے، مثالی معاشرے کے لیے ضروری ہے کہ قلب ونظر کا ایک اور صرف ایک مرکز ہو۔ وہی ایک جس کی نظیر نہیں، وہی ایک جس کی مثال نہیں، ماضی میں نہ حال میں اور نہ

Marfat.com

> مستقبل میں، جو اس ایک سے وابستہ ہو گیا وہ در در کی ٹھوکروں سے آزاد ہو گیا۔ یہ وہی تو ایک ہے کہ جب دنیا والے اس کو ٹھکرا رہے تھے تو اس کا مولی اس کو آفتاب عالم تاب بنا رہا تھا، ہاں وہ افق عالم سے آفتاب عالم تاب بن کر ابھرا اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے عالم پر چھا گیا اور آن کی آن میں گرتی ہوئی قوم کو اس بلندی پر لے گیا کہ سارے عالم نے اس کو ابھرتے، چڑھتے اور سرفراز ہوتے دیکھا۔ ہمارے دلوں میں وہی تھا، مگر اب کیا ہو گیا؟ خلوت خانہء دل میں سبھی ہیں مگر وہ نہیں، تو آؤ خانہء دل کو صاف کریں اور اس کو بسائیں جو بسانے کے قابل ہے، یہ وہی ہے جس کی خوشبو سے دو عالم کی فضائیں مہکتی تھیں، یہ وہی ہے جس نے ڈوبتی دنیا کو سہارا دیا، یہ وہی ہے جس نے اندھیروں میں اُجالا کیا، یہ وہی ہے جس نے جاں بلب انسانیت کو زندگی بخشی'' (محبت کی نشانی، ص ۱۲۔۱۳، مطبوعہ کراچی)

کتنا دل آویز اندازِ بیاں ہے اور کتنی پاکیزہ زبان قلم ہے۔ جس میں حسن و جمال اور پاکی رخشاں ہے۔ کوثر و تسنیم سے دھلے ہوئے اس طرح کے دروس محبت سے ان کی درجنوں تصانیف لا مال ہیں۔ ہم محبت کا دعوی خوب کرتے ہیں لیکن دلیل ہمارے پاس کہاں۔ ہم محبتِ رسول کا دم ھرتے ہیں، مگر وہ بات کہاں جو ہونی چاہیے، محبت کے لیے تو کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں۔ اشق اپنے معشوق کو لمحہ بہ لمحہ یاد کرتا ہے۔ محبت کو یاد محبوب ہی میں سکون و قرار ملتا ہے۔ مگر ہمیں کیا ہو گیا کہ محبت کا دعوی کریں مگر محبوب کی یاد اور ان کی اطاعت سے دور اور غافل رہیں۔ میرے ممدوح نے کتنی حقیقت بھری بات کہہ دی:

> ''ہر محبت کرنے والا اپنے محبوب کو یاد کرنے میں اور اس کا ذکر سننے میں سرور و سکون محسوس کرتا ہے، ذکر کرنے والوں سے محبت محسوس کرنے لگتا ہے، عشق و محبت کی فطرت ہے جو اس کے خلاف کرے وہ سب کچھ

Marfat.com

ہو سکتا ہے مگر عاشق نہیں ہو سکتا۔ دل یہی کہتا ہے، عقل یہی کہتی ہے۔ تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کے لیے محبت شرط اول ہے۔ یہ اللہ فرما رہا ہے، یہ خالق و مالک فرما رہا ہے۔ کس کی مجال کہ سرتابی کرے۔ کس کی جرأت کہ سرکشی پر کمر باندھے" (عید کونین، ص ۶، مالیگاؤں)

محبت کے بھی تقاضے ہوتے ہیں اور ان تقاضہائے محبت میں سے یہ بھی ہے کہ وہی اعمال وافعال بجالائے جائیں جو محبوب کو پسند ہوں اور ان تمام باتوں سے روگردانی کرلی جائے جو محبوب کو ناپسند ہوں۔ آج ہم اپنا محاسبہ کریں کہ کتنے ایسے کام ہوتے ہیں جو ہمارے آقا کو پسند ہیں اور ان کی رضامندی وخوشنودی کا ذریعہ ہیں اور کتنے ان کاموں سے اجتناب کرتے ہیں، جو محبوب خدا کو ناپسند ہیں۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج ہم نے اپنی روش ہی بدل ڈالی ہے۔ جس کی سزا ہم بھگت رہے ہیں۔ مسعود ملت علیہ الرحمۃ والرضوان قوم مسلم کو اسی تقاضائے محبت کی طرف متوجہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"جس سے محبت ہوتی ہے اس کی بات مانی جاتی ہے، اسی کے طریقے کو اپنایا جاتا ہے اور نمونہ حیات بنایا جاتا ہے، یہی سیدھا سادا اصول ہے، قرآن کریم نے بھی اسی اصول مروت اور آئین محبت کو پیش کیا ہے۔ اس نے اطاعت رسول کا حکم دے کر راز محبت واشگاف کردیا ہے۔ لیکن ہمارا عجیب حال ہے۔ رسول کی ہر ادا سے گریزاں اور دشمن رسول کی ہر ادا پر دل وجان سے قرباں، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، کھاتے پیتے، پہنتے اوڑھتے، رہتے سہتے غرض کسی حال میں رسول کی اداؤں پر نظر نہیں۔ مگر مانتے ضرور ہیں قربان جایئے اس تسلیم ورضا کے۔

نہ صرف یہ کہ رسول کی ادا نہیں بھاتیں بلکہ اب تو بات یہاں تک

Marfat.com

پہنچی ہے کہ ان اداؤں کو اپناتے کچھ شرم سی آتی ہے اور دشمن رسول کی اداؤں پر مٹنے کو جی چاہتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
یاد آیا، ایک تقریب میں شریک تھا، لوگ کھڑے ہو کر کھا رہے تھے، میں کرسی لے کر ایک طرف بیٹھ گیا، ایک عزیز نے فرمایا آپ بیٹھ کر کھا رہے ہیں اور سب کھڑے ہو کر، شرم آرہی ہے۔ سبحان اللہ! غیرت کی انتہا ہے، کھا میں رہا ہوں اور غیرت ان کو آرہی ہے۔ احقر نے عرض کیا، جب اس بے شرم کو شرم نہیں آتی جو سنتِ رسول کا عملاً مذاق اڑا رہا ہے تو مجھے کیوں شرم آئے۔ میں تو سنت پر عمل کر رہا ہوں۔
جب تک اطاعت رسول میں بے خودی و خود باختگی کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی، کام نہیں بن سکتا۔'' (موجِ خیال، ص ٦٦، مطبوعہ کراچی)

امت مسلمہ کو متحد کرنے کے لیے مسعود ملت نے جس پلیٹ فارم کا تصور دیا وہ محبت رسول ہی ہے، عشق مصطفیٰ ہی ہے۔ یہی وہ مرکز اتحاد ہے جو ایک جال کی طرح باہم متحد رہنے میں ہمارا ممد ومعاون ثابت ہوگا۔ اس لیے میرے ممدوح اس پر زور انداز میں تعلیم دیتے رہے۔ وہ جانتے تھے کہ عشق ہی سے قومیں زندہ رہتی ہیں اور اسی عشق نے ہر دور میں امت مسلمہ کو فتح وکامرانی سے سرفراز کیا ہے۔ صحابہء کرام میدان کارزار میں بھی ہوتے تو عظمت ومحبت رسول سے ان کے قلوب واذہان جگمگاتے رہتے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو موئے مبارک کی برکت سے کامیابی میسر آتی تھی تو اس میں بھی عقیدت ونسبت مصطفوی ہی کا کمال تھا۔ مسعود ملت بھی سرخروئی اور سرفرازی اسی عشق ومحبت میں تصور کرتے تھے جو بالکل حق ہے۔ سنیے وہ کیا فرما رہے ہیں:

''چھوٹا وہ ہے جو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سے محروم ہے۔ بڑا وہ ہے جس کا سینہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے روشن ہے۔ ہرگز مایوس نہ ہوں۔ زندگی ہمارا مقدر ہے۔ ہم تو مرنے کے بعد بھی جئیں گے، ہم جینے کے لیے آئے ہیں، مرنے کے لیے

Marfat.com

نہیں۔ ہماری عظمت وشوکت کا راز ایمان ویقین اور اتباع سنت رسول علیہ التحیۃ والتسلیم میں ہے'' (پیغام مسعود، ص ۸، مالیگاؤں)

جب وہ نام محمد (ﷺ) کا ورد کرتے تو عجیب منظر ہوتا۔ ان کی زبان سے محبتوں کے پھول جھڑتے تھے۔ وہ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں محبت بھرے لہجے میں بیان کرتے تھے۔ اس اسم پاک پر لکھنے بیٹھتے اور اس کی عظمتیں بیان کرنا شروع کرتے تو دلوں کے غنچے کھلا دیتے تھے۔ سنیے وہ کس والہانہ انداز میں رقم طراز ہیں:

> ''بے شک آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی ہے ''بہت ہی تعریف کیا گیا'' آپ محب بھی ہیں محبوب بھی، آپ عاشق بھی ہیں معشوق بھی۔ جو عاشق ہوتا ہے وہ معشوق نہیں ہوتا، جو معشوق ہوتا ہے وہ عاشق نہیں ہوتا۔ دنیائے محبت کا یہ ایک حیرت انگیز سنگم ہے کہ جو چاہ رہا ہے وہ چاہا بھی جارہا ہے۔ جو عاشق ہے وہ معشوق بھی ہے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ''

آگے مزید فرماتے ہیں:

> ''نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات! وہ چشم بینا کہاں سے لائیں، جو زمین و آسمان میں اس نام نامی کے جلوے دیکھے، نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہاں نہیں ہے''

(معارف اسم محمد (ﷺ)، ص ۱۳۔۱۴، مطبوعہ لاہور)

آج دنیا بھر میں دشمنان اسلام ہمارے ایمان و عقیدہ کی دولت لوٹنے کی کوششوں میں ہیں۔ نت نئے حربے استعمال کیے جارہے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ آخر مسلمانوں کی قوت و عظمت کا راز کیا ہے۔ ہم انھیں مسلسل دبانا چاہتے ہیں اور یہ ابھرتے چلے جارہے ہیں۔ ہم انھیں تنزلی کی طرف دھکیل رہے ہیں اور ان کا کارواں ترقی کی شاہراہوں پر گامزن ہوتا جارہا ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ دشمنوں نے ہر طرح کے تیر استعمال کیے مگر مسلمانوں کو پست نہ کرسکے۔ اب انھوں نے فیصلہ

Marfat.com

کیا کہ اپنے ترکش کا آخری تیر چلایا جائے اور پھر ہم دیکھ رہے ہیں کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ کو وہ گل کر دینے میں پوری طاقت صرف کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر اقبال نے ٹھیک کہا تھا کہ دشمنوں کا ارادہ اور نیت یہی تھی۔

یہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو
(صلی اللہ علیہ وسلم)

کچھ سمجھے آپ۔ دولت مصطفوی پر ان کی توجہ بڑھنے لگی اور پھر آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس دولت ہی کی طرف معاندین اسلام کی نظریں جمی ہیں کہ یہی ہماری کامیابیوں کا راز ہے۔ ہماری عظمتوں اور شوکتوں کا ذریعہ بھی یہی ہے۔ مسعود ملت اس لیے اس دولت کی حفاظت اور اس کی تاکید و تعلیم فرماتے رہے اور مسلمانوں کے سینوں کو اسی دولت سے مالا مال کرنے کی تگ و دو کرتے رہے۔ ذرا ان کی یہ فکر انگیز تحریر پڑھیے:

> ''اپنے کسی قول و عمل سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہ دیں، آپ کی تعظیم و توقیر مقصود حیات ہے، مطلوب پروردگار ہے، جس کا دل آپ کی محبت اور ادب و تعظیم سے خالی ہے وہ ایمان سے محروم ہے۔ یہی قرآن کا فیصلہ ہے۔ اپنے ایمان کی حفاظت کریں۔ یہ ایک گوہر بے بہا ہے، تنہا نہ رہیں، سچوں کے ساتھ رہیں۔ سچے وہ ہیں جن کی صحبت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت والفت اور ادب و تعظیم پیدا ہو جن کی صحبت میں آپ کے سینے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہونے لگیں اور آپ بے ادب و گستاخ بننے لگیں۔ ان سے اس

Marfat.com

طرح بچیں جس طرح انسان درندوں سے بچتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوشیار رہیں۔ درندوں سے تو صرف جان کا خوف ہوتا ہے اور ایسے انسانوں سے ایمان کا خوف رہتا ہے۔ ایمان ہی سب سے قیمتی متاع ہے، یہ لٹ گئی تو سب کچھ لٹ گیا۔ مولیٰ تعالیٰ ہمارے دلوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت کا نقش جمائے، آپ کے حضور باادب رکھے، پریشان خیالوں اور لب کشائیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین بلاشبہ بامراد ہوا جس نے اس در پر سر جھکایا، کامیاب ہوا جس نے ادب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا، سرفراز ہوا جو آپ کے نقش قدم پر چلتا رہا۔'' (تعظیم وتوقیر، ص ۱۵، مطبوعہ کراچی)

سلام اس پر جو محبت وعقیدت کے چراغ روشن کرتا تھا، سلام اس پر جو دن رات خلق خدا کی خدمت کے لیے اپنے باوقار قلم کا استعمال کرتا رہا۔ سلام اس پر جس نے ملت کو شعور زندگی بخشا، سلام اس پر جس کی تحریروں کو پڑھ کر نہ جانے کتنے بدعقیدگی سے تائب ہوے اور ایمان وایقان کی چاندنی میں آگئے، سلام اس پر جس کا ہر جملہ نصیحت ووعظ ہوتا تھا، سلام اس پر جو محبتوں کا پاس دار تھا اور یادگار اسلاف تھا، خود بزرگوں کی تعظیم و احترام کے جذبات سے سرشار رہا اور اہل اسلام وایمان کو بھی یہی تعلیم دیتا رہا کہ:

''نیکوں کے ساتھ محبت رکھیں، کسی آزاد خیال یا بدعقیدہ سے تعلق نہ رکھیں اور کوئی ایسی کتاب یا تحریر نہ پڑھیں جس سے شکوک وشبہات پیدا ہوں''

اللہ کریم ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی علمی یادگاروں سے ہم غربائے اہل سنت کو مستفید فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

☆......☆......☆

Marfat.com

مسعودملت، ماہر رضویات، مجدد مائۃ حاضرہ

پروفیسر ڈاکٹر سید محمد عارف

☆☆

ماہ اپریل (۲۰۰۸ء) کی اٹھائیس تاریخ کو پی ای سی ایچ ایس سوسائٹی کراچی کے ایک مختصر مکان میں ایک ایسی عظیم ہستی ہم سے جدا ہوگئی، دنیا جنہیں بجاطور پر ان کے علمی کارناموں اور سیرت وکردار کی مسیحائی کے اعتبار سے ''مسعودملت''، ''ماہر رضویات'' اور ''مجدد مائۃ حاضرہ'' کے القاب سے یاد کررہی ہے۔ پورے برصغیر بلکہ عالم اسلام کے علمی اور مذہبی حلقوں میں ان کے چلے جانے کا ماتم ہے۔ کم وبیش ایک سو کے قریب وقیع کتب کے مصنف تھے، سیکڑوں علمی اور تحقیقی مقالات ان کے قلم سے نکلے۔ یو ایس اے، مصر، ہندوستان اور پاکستان کے بیسیوں اسکالرز نے ان کی نگرانی میں تحقیقی مقالات لکھ کر پی ایچ ڈی کی سندات حاصل کیں۔ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگانِ دین سے متعلق ان کی بیش قیمت کتب کا انگریزی، عربی، فارسی اور فرانسیسی زبانوں کے علاوہ برصغیر کے طول وعرض میں بولی جانے والی بیشتر زبانوں میں ترجمہ کیا گیا اور کیا جارہا ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں یہ ایمان افروز کتب دنیا بھر میں تقسیم ہورہی ہیں اور روشنی کے دائرے ہیں کہ پھیلتے جارہے ہیں۔

وہ میرے ماموں تھے۔ سن انیس سو پچاس کی دہائی سے آج تک میں ان کی پرمشقت، منضبط اور پروقار زندگی کو دیکھ دیکھ کر حیران ہوتا ہوں۔ ان کی زندگی کے ایک ایک لمحے کا پروگرام طے ہوتا تھا۔ کہتے ہیں کہ قدرت نے ہر لمحہء زندگی کے لیے ایک فرض عائد کررکھا ہے، اس کو بروقت ادا کرنے میں عظمت کا راز پوشیدہ ہے۔

انھیں میں نے دیکھا اور گویا میں اس بات کا چشم دید گواہ ہوں کہ شخصیتیں عظیم کیسے بنتی ہیں؟ جوانی سے لے کر آخر دم تک کیسی پاکیزگی اور اعلیٰ اوصاف سے متصف زندگی تھی ان کی، جوانی کی

Marfat.com

صورت اب بھی آنکھوں میں پھرتی ہے۔ نکلتا ہوا قد، بھرا بھرا جسم، سیاہ داڑھی، سر کے بال گھنے، گوار رنگ، ستواں ناک، روشن آنکھیں، خدوخال دلکش، سیاہ قراقلی ٹوپی اور شیروانی میں ملبوس، وہ بڑے منفرد اور نمایاں نظر آتے۔ دہلی کی وضع داری، صاف ستھرا ذوق اور اس پر ان کی پرمزاح اور باغ و بہار شگفتہ طبیعت کا وہ ابتدائی نقش دل پر اب بھی موجود ہے۔

عموماً قریب رہنے والے لوگ مداح نہیں ہوتے۔ لیکن وہ شخصیت جس کا اصول یہ ہے ''ہے زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنا'' جو ہمیشہ دوسروں کی دل جوئی میں رہتا ہے۔ صلہ رحمی یہ کہ پورے خاندان کو جوڑے رکھا، ڈھونڈ ڈھونڈ کر ملنا، جس سے ایک مرتبہ تعلق قایم ہوا اسے زندگی بھر نبھانا، علم کی سچی لگن، حقائق کی جستجو، ایفائے عہد، رزق حلال، صدق مقال۔ یہ سب باتیں کہنے میں آسان ہیں کرنے میں مشکل! لیکن ان میں سے ہر پہلوان کی زندگی کا روشن باب ہے۔ ایسی شخصیت کا خواہ قریب کے رہنے والے ہوں یا دور کے دل میں اتر جانا کوئی ان ہونی بات نہیں ہے۔ یہی دیکھیے کہ عام طور پر کسی کا خط آجائے تو عموماً ہم اس کے جواب کی کاوش نہیں کرتے۔

۱۹۶۴ء میں ان کے ساتھ چند ماہ رہنے کا اتفاق ہوا۔ کوئی دن ایسا نہ ہوتا کہ اطراف و جوانب سے اور دنیا کے دور دراز علاقوں سے دس بارہ خطوط نہ آجاتے ہوں اور وہ ہر خط کا بالالتزام جواب نہ دیتے ہوں۔ بڑا پاکیزہ اور شکستہ خط تھا۔ ہر خط ایک ڈیڑھ صفحے سے کم نہ ہوتا اور یہ سلسلہ بلا مبالغہ عرض کر رہا ہوں تادم آخر قایم رہا۔ بلکہ آخری چند برسوں میں الیکٹرانک میڈیا کے سبب ای میلز اور دیگر ذرائع سے مراسلت اور زیادہ تیز رفتاری سے رہی، جو ان کے صاحبزادے محمد مسرور میاں کے ذریعے رہتی۔

ذرا اندازہ کیجیے کہ اگر ۱۹۶۵ء سے ۲۰۰۵ء تک کا بھی حساب لگائیں تو کم از کم پورے چالیس برس (بلکہ وہ اس سے عرصہ پہلے کے خطوط لکھ رہے تھے) بہرکیف چالیس برس میں ہر روز دس خطوط کا بھی اوسط لگائیں تو ہر مہینے میں تین سو، سال میں چھتیس سو اور چالیس برس میں ایک لاکھ چوالیس ہزار خطوط یا یوں سمجھیے ایک لاکھ چوالیس ہزار صفحے اور اگر پانچ سو صفحات پر مشتمل ایک کتاب کا مسودہ بھی ہو تو گویا دو سو اٹھاسی کتب کے مسودات۔ حیرت انگیز! سیرت کا صرف یہی ایک

Marfat.com

پہلو انھیں عام سطح سے کس قدر بلند کر دیتا ہے۔ عمل میں یہ دوام سیرت کی پختگی کی دلیل ہے۔

ہمارے ہادی برحق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ مداوت عمل کی سب سے روشن مثال ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی زندگی کی عظمت کا سبب یہی ہے کہ وہ سنت نبوی کی اتباع سے مستنیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کے بعد اسے مخلوقات عالم اور خود انسانوں میں ممیز و ممتاز کرنے کے لیے جن دو خوبیوں سے نوازا ہے ان کا بطور احسان ذکر کیا ہے۔ وہ ہیں علم البیان اور علم بالقلم۔ حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے زبان و قلم کا حق ادا کیا۔ جو کچھ کہا اور جو کچھ لکھا اسے اپنی شخصیت کا حصہ بنایا اور یوں اسوۂ حسنہ کی پیروی کر کے دور حاضر میں روشنی کا مینار بن کر دکھایا۔

انتقال کے وقت ان کی عمر اٹھتر برس تھی وہ ۱۹۳۰ء میں دہلی کے ایک معروف علمی خانوادے میں پیدا ہوئے۔ بوجوہ ۱۹۴۸ء میں پاکستان آنا ہوا۔ ان کے بڑے بہنوئی حضرت مولانا رکن الدین الوری کے صاحبزادے علامہ مفتی محمد محمود الوری قدس سرہٗ اور ان کی پھوپی حیدرآباد سندھ آچکی تھیں۔ وہ اپنی پھوپی کے ہاں مقیم ہوئے۔ پچاس کی دھائی میں بہاولپور آکر پہلے سنہ ءشرقیہ کے امتحانات پاس کیے اور پھر انگریزی کے امتحانات دے کر ۱۹۵۶ء میں بی اے کی سند حاصل کی۔

۱۹۵۷ء میں سندھ یونیورسٹی (حیدرآباد) میں انھوں نے ایم اے اردو داخلہ لیا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ جب اپنے والد سے یونیورسٹی میں داخلے کی اجازت لی تو انھوں نے مخلوط تعلیم پر تحفظات کا اظہار کیا۔ حسن اتفاق دیکھیے کہ ادھر استاد بھی ملے تو وہ بھی علم و فن میں یکتا ایک بلند پایہ مقام کے حامل یعنی پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں ڈی لٹ اور اسے والد گرامی کا فیضان نظر کہیے یا کرامت کہ اس سال شعبہ اردو میں کوئی طالبہ داخل نہیں ہوئی۔

ماموں جان دہلی کے ٹکسالی اردو کے امین، عربی، فارسی اور انگریزی کے ماہر۔ انھوں نے اپنی ذاتی کوشش سے انگریزی سے اتنی استعداد پہنچائی تھی کہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نے ایم اے کے تھیسز کے طور پر ڈاکٹر تاراچند کی کتاب "Imfluence of Islam in Indian Calture" انھیں ترجمے کے لیے تجویز کی۔ چنانچہ اس دقیق اور ضخیم کتاب کا بڑی محنت سے ایسا عمدہ ترجمہ کیا کہ اسے ''تمدن ہند پر اسلامی اثرات'' کے عنوان سے بعد ازاں لاہور کے معروف ادارے ''مجلس ترقی

Marfat.com

ادب'' نے بڑے اہتمام سے شائع کیا۔ انھوں نے ایم اے اردو کے امتحان میں اس سال اتنے زیادہ نمبر حاصل کیے کہ سائنس اور آرٹس کے تمام مضامین میں اس سے زیادہ نمبر کسی کے نہیں تھے۔ یونیورسٹی بھر میں اول آنے پر انھیں چانسلر یا گورنر گولڈ میڈل دیا گیا۔ انھوں نے بعد ازاں ''اردو میں قرآن پاک کے تراجم و تفاسیر'' کے عنوان سے پی ایچ ڈی کا مقالہ تحریر کیا۔

یونیورسٹی میں اس شاندار کامیابی پر انھیں اگست ۱۹۵۸ء میں لیکچرار شپ کی اسامی پیش کی گئی اور شاہ عبداللطیف گورنمنٹ کالج میرپور خاص میں متعین کیا گیا۔ انھوں نے فرائض کی بجا آوری میں جس طرح دیانت داری، محنت، خلوص اور لگن سے کام کیا وہ اساتذہ کے لیے بالخصوص اور سرکاری ملازمین کے لیے بالعموم ایک قابل تقلید مثال ہے۔ اگر رزق حلال عین عبادت ہے اور وہ یقیناً ہے تو میں گواہ ہوں کہ ان کی ساری مدت ملازمت عبادت ہی عبادت ہے۔ یہی وہ انداز زندگی ہے جو کرامت بھی ہے اور اعلیٰ سیرت و کردار کی ضمانت بھی۔ میں بھی کالجوں میں پڑھاتا رہا ہوں۔ عام طور پر کالج کے اساتذہ صرف اپنے پیریڈز سے واسطہ رکھتے ہیں۔ اگر جلب منفعت کا کوئی صیغہ نہ ہو تو زیادہ دیر کالج میں رہنا عذاب سمجھتے ہیں۔ میں نے انھیں دیکھا کہ کالج آٹھ بجے لگتا تھا تو پانچ دس منٹ پہلے اپنے شعبے میں موجود، درس و تدریس، ہم نصابی سرگرمیوں اور دیگر امور میں مصروفیت کے علاوہ رفقائے کار سے نہایت خوشگوار مراسم۔ کالج کے اسٹیٹ آفیسر کی حیثیت سے اسے گل و گلزار بنادیا۔ چنار کے حسین درخت آج بھی ان کی یاد دلاتے ہیں۔ انھیں فارغ اوقات میں کالج میں کبھی خوش گپیوں میں نہ دیکھا اپنے شعبے میں اپنی میز پر کتابیں ہیں یا تو ان کے مطالعے میں یا خطوط کے جواب لکھنے میں مصروف نظر آتے۔ دو بجے کالج کا وقت ختم ہوتا تب گھر آتے۔

میرپور خاص میں چند ماہ ان کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا، اس کے علاوہ جہاں جہاں وہ رہے وہاں جانے کے مواقع مجھے ملتے رہے اور ان کی تعمیری سرگرمیوں کو دیکھنے یا ان کے متعلق مسلسل جاننے کے مواقع بھی حاصل رہے۔ ان بنا پر لکھ رہا ہوں کہ ان کے تمام کام اور ان کے اوقات ہمیشہ منضبط رہے۔

میرپور خاص کے زمانۂ قیام (۱۹۵۸ء تا ۱۹۶۶ء) میں ہی انھوں نے حضرت مجدد الف ثانی

Marfat.com

کی سیرت اور خاص طور پر ان کے نظریہء وحدت الشہود اور علامہ اقبال پر ان کے اثرات سے متعلق ایک وقیع تحقیقی مقالہ لکھا جو ہندوستان میں اعظم گڑھ کے علمی مجلّے ''معارف'' میں کئی قسطوں میں شائع ہوا۔ اس مقالے کی علمی حلقوں میں پذیرائی دیکھیے کہ اسے لکھنو سے نکلنے والے علمی مجلّے ''برہان'' میں بھی سلسلہ وار نقل کیا گیا۔ ''معارف'' وہ رسالہ تھا کہ جس میں کسی مقالہ کا چھپ جانا اس کی علمیت اور تحقیق کے اعلیٰ معیار کی سند قرار دیا جاتا تھا۔ اس مقالے کی اشاعت پر ہندوستان کے معروف اسکالرز نے اور خاص طور ان کے استاد گرامی ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نے مبارک باد کے خطوط لکھے۔ وہ اپنے تحقیقی مضامین اور مقالات کے سلسلے میں مشرق و مغرب کے محققین سے بھی رابطہ رکھتے۔ سن ساٹھ کی دہائی میں اپنے پی ایچ ڈی مقالے کے سلسلے میں ڈاکٹر بلیان، فرانس کے ڈاکٹر حمید اللہ اور ہندوستان کے مولانا عبدالماجد دریابادی کے نام تو مجھے بھی یاد ہیں۔ انھوں نے ہمیشہ تحقیق کے اعلیٰ اصولوں کو پیش نظر رکھا۔

انھوں نے اپنے علمی اور تحقیقی سفر کے آغاز میں اکبری دور کے ایک بزرگ ''شاہ محمد غوث گوالیاری'' پر نہایت محنت اور تحقیق سے کتاب لکھی اور انہی کے خاندان کے موجودہ دور کے ایک بزرگ مظہر الدین مرحوم کے تعاون سے میرپور خاص کے ایک پریس سے ٹائپ میں چھپوایا بھی۔ کتاب اتنی خوبصورت اور اغلاط سے پاک تھی کہ پیر علی محمد راشدی نے اس پر حیرت کا اظہار کیا کہ اتنے عظیم موضوع پر اتنی عمدہ اور نادر کتاب اس چھوٹے شہر سے کیسے چھپ گئی۔

۱۹۶۶ء میں کلاس ون میں ان کا براہ راست انتخاب ہوا اور کوئٹہ تبادلہ ہو گیا۔ وہاں انھوں نے اپنے والد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ کی مبسوط سوانح عمری مرتب کی۔ ان کے فتاویٰ، خطبات، مکاتیب اور مواعظ مرتب کر کے شائع کرائے۔ کوئٹہ ہی میں ۱۹۶۸ء میں لاہور کے ایک ادارے نے انھیں ایک گشتی مراسلہ بھیجا، جس میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کی سیرت و کردار کے کسی پہلو پر ان سے مقالہ یا مضمون لکھنے کی استدعا کی گئی تھی۔ چنانچہ انھوں نے تحقیق کے اعلیٰ معیار کے اپنے منفرد انداز میں ایک مقالہ اعلیٰ حضرت کی زندگی کے سیاسی پہلو پر لکھا۔ عنوان تھا ''فاضل بریلوی اور ترکِ موالات'' مقالے کا چھپنا تھا کہ دھوم مچ گئی۔ تحریک پاکستان کے اس

Marfat.com

مسلک کے پر زور کردار کو اہل علم نے سراہا۔ ڈاکٹر محمد شفیع، ڈاکٹر اشتیاق حسین، ڈاکٹر غلام مصطفی خاں اور پروفیسر ایوب قادری جیسے محققین اس طرف متوجہ ہوئے۔

وہ ۱۹۶۸ء سے غالباً ۱۹۹۸ء تک مسلسل اعلیٰ حضرت کی سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں پر لکھتے رہے اور ایسے مدلل اور پر اثر انداز میں حقائق کو قلم بند کیا کہ حقیقت یہ ہے کہ یگانہ و بیگانہ سب متوجہ ہوئے اور اہل سنت کے دو بڑے طبقوں میں مفاہمت کی راہ ہموار ہوئی۔ قبلہ ماموں کے سویم کی فاتحہ پر ملک کے بہت سے مقتدر علماء نے اس بات کا اعتراف کیا کہ ہم خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے اس مقام و مرتبے سے قطعاً بے خبر تھے جو پروفیسر محمد مسعود احمد کی تحریروں سے ہم پر منکشف ہوا۔ انھوں نے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ عموماً مسالک کے سلسلے میں کتابوں کے رد لکھے جاتے ہیں، لیکن ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی کسی ایک کتاب کا تو کیا ان کے کسی ایک مضمون کا بھی آج تک رد نہیں لکھا گیا۔ ان کے اعزاز میں علی گڑھ کے کینیڈی ہال میں ایک شاندار سیمینار منعقد کیا گیا جس میں انھوں نے گھنٹہ بھر سے تقریر کی کہ دانش ور اعلیٰ حضرت کے علمی و فقہی مقام پر دنگ رہ گئے۔

وہ بلاشبہ ''مسعود ملت'' اور ''ماہر رضویات'' کے القاب سے پکارے گئے۔ لیکن ان کی یہ ساری کوششیں اور کاوشیں اور محنتیں دین کی سچی خدمت کے جذبے کے تحت تھیں۔ انھوں نے کبھی کسی کتاب کی رائلٹی نہیں لی۔ ان کی تمام کتابیں کھلا خزانہ ہیں۔ وہ سچے لوگوں کے حوالے سے سچے دین کی طرف بلاتے رہے۔ انھوں شہرت کے شوق یا گمنامی اور مخالفت کے خوف سے بے نیاز ہو کر لکھا۔ آخری دس برس میں انھوں نے ایک عظیم اور علمی کارنامہ سرانجام دیا۔ حضرت مجدد الف ثانی کی سیرت و کردار اور حیات و افکار پر پندرہ ضخیم جلدوں میں ایک انسائیکلو پیڈیا مرتب کیا اور اس سلسلے میں ان کے اپنے محبین و مخلصین کی ایک پوری ٹیم دن رات کام کرتی رہی۔ ان ضخیم جلدوں کی ترتیب و تدوین میں ان کے صاحبزادہ گرامی قدر محمد مسرور احمد کی کمپیوٹر کی مہارت کام آئی۔ حضرت کے وصال پر سندھ کے کم و بیش تمام نقشبندی اور مجددی مشائخ موجود تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ان کے خاندان کے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مشائخ وہ کام نہ کر سکے جو تن تنہا ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے انجام دیا۔

Marfat.com

ان کی سیرت کے بے شمار تابناک پہلوؤں میں یہ پہلو بھی روشن حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے مولیٰ کی رضا میں راضی رہے کبھی حرف شکایت زبان پر نہ آیا۔ ۱۹۷۰ء میں ان کا بلوچستان سے سندھ میں تبادلہ ہوا۔ وہ ٹنڈو محمد خان، سکرنڈ، ٹھٹھہ، کھپرو، مٹھی اور سکھر ہر جگہ پرنسپل کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ ان کا جب اور جہاں تبادلہ ہوتا بغیر کسی پس وپیش کے ہر جگہ چلے جاتے۔ حالانکہ ان کے محبین، مخلصین اور مریدین میں ایسے ایسے صاحب اقتدار اور اثر ورسوخ والے لوگ تھے کہ اگر وہ چاہتے تو کبھی کراچی سے باہر تبادلہ نہ ہوتا۔ ایک مرتبہ ان کا تبادلہ کھپرو ہوا اور ان کے ایک دوست کا مٹھی۔ مٹھی وہ مقام تھا جسے سندھ کا کالا پانی کہا جاتا تھا۔ کراچی سے چار پُر مشقت مرحلوں میں صحرائے بسیط کو دو دن میں عبور کر کے ایک ایسی ویران بستی، جہاں بجلی نہ پانی۔ 90% ہندو، ہندوستان کی سرحد پر۔ ان صاحب نے کوشش کر کے اپنا تبادلہ کھپرو کرا لیا اور ماموں جان کا مٹھی۔ اس وقت ان کے ایک محب خاص وزیر اعظم کے خاص دوستوں میں تھے۔ کہنے لگے سائیں، میں ابھی آپ کا تبادلہ رکواتا ہوں، آپ نے منع کر دیا۔ استخارہ کیا، نکلا کہ جانا صحیح ہے۔ چنانچہ وہاں پہنچے۔ کالج عالم خیال میں تھا۔ صحرا میں اسے عالم وجود میں لانا تھا۔ گاؤں کے لوگ حیرت سے دیکھتے کہ اس کسمپرسی کے عالم میں یہ کون پر وقار شخصیت ہے جس نے ایک ڈھنڈار چوبارے کی سی عمارت کالج کے لیے کرایہ پر لی۔ عملہ بھرتی کیا۔ دو چار اساتذہ بھی مارے باندھے پہنچے۔ وہ پرنسپل آفس میں ٹھیک آٹھ بجے پہنچ جاتے۔ منہ پر ڈھاٹا باندھ کر بیٹھتے کہ چاروں سے اڑتی ریت سے بچنے کا یہی ایک طریقہ تھا۔ وہ اپنے طلباء، رفقاء کار اور ماتحتوں کے ساتھ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ایسا سلوک کرتے کہ وہ ان پر جان نچھاور کرنے کو تیار رہتے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ وہ سروس کے دوران جہاں جہاں رہے اپنی عظمت وکردار کے وہ نقوش چھوڑے کہ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی ہر جگہ سے محبین اور مخلصین کراچی آ کر ان سے ملتے رہے۔ دو سال قبل مٹھی کے مخلصین نے انھیں بلایا، میں بھی اتفاق سے کراچی میں تھا، مجھے بھی ساتھ لے لیا۔ لیجیے مٹھی پہنچے، شہر کے باہر دو میل پر ان کے استقبال کے لیے لوگ موجود تھے۔ وہاں دو روزہ قیام میں مسلمان تو مسلمان ہندوؤں تک کی ان سے عقیدت ومحبت کے جو منظر دیکھے وہ ناقابل یقین ہیں۔ مٹھی اب

Marfat.com

نسبتی صدر مقام ہے۔ دوڈگری کالج ہیں اور ترقی کے منازل طے کر رہا ہے۔

۱۹۹۲ء میں انھیں صدر پاکستان کی طرف سے اعزاز فضیلت دیا گیا۔ ۱۹۹۷ء میں پٹنہ یونیورسٹی (بھارت) سے اعجاز انجم لطیفی نے ان کی حیات اور علمی خدمات پر ایک مقالہ لکھا جس پر انھیں پی ایچ ڈی کی سند عطا کی گئی۔

۲۹/اپریل ۲۰۰۸ء کو ظہر کی نماز کے بعد قائد اعظم کے مقبرے کی جنوبی سمت ایک وسیع میدان میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ علماء اور مقتدر شخصیات کی کثیر تعداد موجود تھی۔ مخلصین، محبین اور مریدین ملک کے طول وعرض سے ہزاروں کی تعداد میں پہنچے ہوئے تھے۔ تدفین ان کی وصیت کے مطابق خانوادۂ مجددیہ کے قبرستان واقع ملیر میں عمل میں آئی۔

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستان اس گھر کی نگہبانی کرے

موت کا ذائقہ چکھنا تو انسان کا مقدر ہے۔ لیکن اللہ کے وہ برگزیدہ بندے جو زندگی اس طرح گزارتے ہیں جو قرآن وسنت کے مطابق اس کے گزارنے کا حق ہے۔ تو پھر ان کی موت بھی حیات بن جاتی ہے۔ اقبال نے اس نکتے کو یوں بیان کیا ہے۔

فرشتہ موت کا چھوتا ہے گو بدن تیرا
ترے وجود کے مرکز سے دور رہتا ہے

حضرت مسعود ملت علیہ الرحمۃ بھی انہی ہستیوں میں سے ہیں جن کا مرکز وجود موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد اب اس کی دسترس سے باہر ہے۔ وہ اپنی تحریروں میں زندہ ہیں۔ اپنے اعلیٰ وارفع افکار میں زندہ ہیں۔ وہ اس لیے زندہ رہیں گے کہ انھوں نے زندگی بھر ان حضرات القدس سے اپنے آپ کو وابستہ رکھا جو خود زندہ ہیں اور وہ اس لیے زندہ ہیں کہ اس سلسلۂ حیات کا رشتہ اس پاک ہستی صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے جس کے لیے حیات وکائنات تخلیق کی گئی۔

Marfat.com

وصالِ مسعودِ ملت

پروفیسر پیر نثار احمد جان سرہندی (میر پور خاص)

☆☆

وہ تاجدار علم وادب، آہ! اس دنیا سے اُٹھ گیا! مسند علم وعرفاں ویران ہوئی، وہ شمع علم بجھ گئی جس نے اپنے آپ کو گھلا کر عالم اسلام کو منور کیا۔ موتُ العالِم موتُ العالَم کا منظر ہے۔

انھوں نے قلم کی ناموس کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا، کبھی اپنے قلم کو کذب وافتراء سے آلودہ نہ ہونے دیا۔ جو کچھ لکھا نہایت تفتیش وتحقیق سے لکھا اور سچ لکھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی کتابوں کے کسی ایک جملے کو بھی کوئی غلط ثابت نہیں کر سکا نہ کسی کو ان کی کسی کتاب کی تردید وتغلیط کی جرأت وہمت پیدا ہوئی۔ یہ ایک ایسا منفرد اور حیرت انگیز اعجاز ہے جس میں آپ کا کوئی شریک وسہیم نہیں ہے۔

وہ شخصی ودینی غیرت، استغنا، حیا وتدبر کا پیکر تھے۔ تہذیب ونفاست حسن سیرت وصورت کا ایک حسین مرقع تھے۔ ان کی شخصیت مقناطیسی تھی۔ وہ لوگوں کو اپنی طرف کھینچتے تھے۔ ذرا سا کسی سے تعلق ہو جائے تو وہ اس ادنیٰ رشتہ کو تادمِ زیست قایم رکھتے تھے۔ ان کی ذات ستودہ صفات ایک ایسی چھتر چھایا تھی جہاں غموں کی دھوپ میں جھلسی ہوئی انسانیت سکون کا سانس لیتی تھی۔

وہ اس ناچیز کے لیے برگد کا تناور درخت تھے۔ انھوں نے ہمیشہ مجھے زمانے کی کڑی دھوپ سے بچایا۔ میرے آشیاں کو آباد رکھنے کی مقبول دعائیں مانگیں۔ میرے زخموں کو اپنی بے مثال ہمدردی کے مرہم سے اچھا کیا۔ والد ماجد علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد جس محبت اور شفقت سے انھوں نے اس ناچیز کو حوصلہ دیا اور پھر تاعمر میرا اتنا خیال رکھا، جتنا کسی چھوٹے بچے کا رکھا جاتا ہے۔ میری ناز برداری کی، میرے تغافل، تساہل اور نالائقی کو اپنی کریم الطبعی کی چادر میں چھپا دیا۔ ہر موقعہ پر میرے مونس وہمدم بنے رہے۔ اپنی عنایت وعطایا کا سلسلہ دراز کرتے رہے۔ اتنی فقیر نوازی فرمائی کہ فقیر اپنے آپ کو جہاں میں سب سے زیادہ امیر سمجھنے لگے۔ غم کی گھڑی ہو یا خوشی

Marfat.com

کے لمحات، انھوں نے ہر موقعہ پر ساتھ نبھایا۔ مجھ ناچیز کو دیکھتے ہی ان کا چہرہ کھل اٹھتا تھا۔ شر
حسین جھلک ہر ایک کو محسوس ہوتی تھی۔ ... نسرین اور ساتھیوں میں میرا سر فخر سے بلند ہو جاتا۔ اپ
کم مائیگی اور کم علمی بھول جاتا تھا۔ کلاہ افتخار آسماں کو چھونے لگتی۔ یہ میری آپ بیتی درحقیقت جگ
بیتی ہے۔ ابر کرم جھوم کر برسا، جل تھل ہو گیا۔ ہر ایک سمجھا میرے لیے برسا۔

ان میں قوت انجذاب بہت زیادہ تھی۔ ایک دفعہ جوان کی نگاہ ناز کا نخچیر ہوا۔ وہ سدا کے لی
ان کا بندۂ بے درم بن جاتا۔ وہ ان ہی کا کلمہ پڑھنے لگتا، محفل میں بس ان کے ذکر سے اسے م
آنے لگتا۔ موضوع کو پھیر کر ان کا ذکر کرنے لگتا۔ لوگ دیوانگی کی حد تک ان کو چاہنے لگتے۔ فرزان
کے تمام آثار منسوخ اور معطل ہو جاتے۔

تجھ سے وحشی ترے غافل نہیں رہنے پاتے
روز آ کر کوئی زنجیر ہلا دیتا ہے
(جگر)

وہ مٹی ہوئی اسلامی تہذیب و ثقافت کے عملی مظہر تھے۔ ان کی نظر میں رشتوں کی بڑی اہمیت
تھی۔ ساری زندگی وہ رشتوں کو جوڑتے رہے، تعلق کو بڑھاتے رہے۔ رشتوں کو کمزور نازک
دھاگے کو فولادی تار میں تبدیل کرتے رہے۔ انھیں بنانا ہی آیا بگاڑنا نہیں آیا۔ وہ وصل کے قائل تھے
فصل کے نہیں۔

یہ اولیاء اللہ بھی عجب مخلوق ہوتے ہیں۔ سب کے غم واندوہ کو خود لے لیتے ہیں اور اپنی
خوشیاں ان میں بانٹ دیتے ہیں۔ ہمارے حضرت ممدوح کا بھی یہی حال تھا۔ اب ان کا مرقد منور
مرجع خلائق ہے۔

لاریب! سکون کی تلاش انسانیت کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ دل کی بات اغیار سے نہیں
دلدار سے کی جاتی ہے، چاہے وہ دنیا سے پردہ فرما گیا ہو۔ لوگوں کی محبت اور چاہت فزوں تر ہوتی
چلی جاتی ہے۔ یہ وہ قندیلیں ہیں جنہیں اٹھا کر راہ رو تیرہ و تار راہ کو پار کرتے ہیں۔ ان کے وجود

Marfat.com

مسعود سے خوشبو کی لپٹیں نکلتی ہیں جو مشام جاں کو معطر کرتی ہیں۔ مضطرب دل ٹھہر جاتا ہے اور ہموار سانس لینے لگتا ہے۔

اگرچہ وہ صاحب قرطاس وقلم تھے اور بالعموم ایسے افراد فن تقریر کا حق کماحقہٗ ادا نہیں کر سکتے، مگر ہمارے ممدوح جب بھی آمادۂ تقریر ہوئے تو تحریر سے بڑھ کر مزا آیا۔ تقریر کا ہر لفظ سامع کے دل میں جاگزیں ہو جاتا۔ ہوا ٹھہر ٹھہر جاتی، ایک سماں بندھ جاتا، کائنات گوش برآواز ہو جاتی۔ الفاظ چونکہ پوری قدر و قیمت اور حزم واحتیاط سے ادا ہوتے اور پھر آپ کا جذب مسلسل اور سوزِ دروں الفاظ کے نشے کو دوآتشہ کر دیتا۔ تقریر کرتے وقت عالم سے زیادہ آپ عارف معلوم ہوتے۔ عجیب عجیب نکتہ ہائے دوررس اور حکمت کے موتی الفاظ کی صورت میں آپ کی زبان فیض ترجمان) سے نکلتے جاتے۔ اب یہ سامع پر منحصر ہوتا کہ کتنے موتی سمیٹتا ہے اور کتنوں سے جیب ودامن کو بھر لیتا ہے یا خالی ہاتھ محروم اپنے گھر کی راہ لیتا ہے۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

آپ کی رحلت سے عالم اسلام کا کتنا بڑا نقصان ہوا؟ اس کا اندازہ لگانا دشوار ہے، مگر چونکہ موتی، مونگا اور پتھر میں فرق کی تمیز نہ رہی لہٰذا کوئی ارتعاش نہیں پیدا ہوا۔ ہر ایک اپنی انا کے بت کو سجائے خود اپنی پوجا میں مصروف اور منہمک ہے اور جن کے چہرے سے انھوں نے خوبصورتی کا ملمع اتارے وہ اپنے ہاتھوں سے اپنا مکروہ چہرہ چھپائے ہوئے تھے، وہ خوش ہوئے ہوں گے۔ ابلیس کی تلبیس بھی کیا عجیب ہے؟ آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے مگر ہمہ دانی کا دعوٰی ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

آج کل ہمارا عجیب حال ہے کوئی تو علم وعرفان کی انتہائی بلند و بالا چوٹی پر متمکن ہے تو کوئی

Marfat.com

قعرِ جہالت کے تنگ وتاریک کنویں میں گرا ہوا۔ درمیان میں کوئی نہیں۔ ہم جیسے عامی، صاحبانِ علم وعرفان کے مقام سے یکسر ناآشنا خزف کو موتی سمجھ کر گلے میں لٹکائے ہوئے ہیں اور فخر سے پھولے نہیں سمارہے ہیں۔ اگر صاحبانِ علم وفضل کی بلندی وعظمت کی طرف دیکھیں تو دستارِ فضیلت گرنے کا خدشہ ہے۔ لہٰذا ان کی عظمت وسربلندی کی طرف نہیں دیکھ رہے ہیں۔ اسی میں لوگوں نے اپنی عافیت کا پہلو تلاش کرلیا ہے۔

قحط الرجال کے اس دور میں مئے معرفت پلانے والے پرانے بادہ خوار اٹھتے چلے جاتے ہیں۔ بس آپ کا وجود مسعوداللہ تعالیٰ کا انعام تھا۔ مگر افسوس! وہ بھی ہمیں داغ مفارقت دے کر چلے گئے مگر ان کی یاد خوشبو بن کر ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گی۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

ان کے ہر تحقیقی مقالے اور کتاب سے رہتی دنیا تک ان کی دل آویز مہک آتی رہے گی۔ اور ساتھ ساتھ علم کے ساتھ، عالم اسلام کے اس بے مثال محقق کی امانت اور دیانت کی یاد آئے گی۔

ان کی سب سے بڑی کرامت ان کا علمی وتحقیقی کام ہے۔ جسے دیکھ کر آدمی ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ انھوں نے اتنا وقیع اور معیاری کام کیسے کرلیا؟ جس کی عالم اسلام میں مثال نہیں ملتی۔ وہ کام جو بڑے بڑے ادارے نہیں کرسکتے وہ اک فقیر بےنوا نے نہایت آسانی سے کرلیا۔ ایک ایک لفظ امانت اور دیانت کا آئینہ دار، ایک ایک جملہ صداقت وراستی کا شاہکار۔ ہر بات کا حوالہ موجود، ہر دعویٰ کی دلیل حاضر، نہ سب وشتم نہ تبرّیٰ ومشقِ ستم، سیدھی سچی بات جو پڑھتے ہی دل میں جاگزیں ہوتی۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

میں نے جب ایک مرتبہ تعجب سے ان سے پوچھا کہ ''حضرت! جہان امام ربانی کا اتنا

Marfat.com

عظیم الشان کام (۱۵ ضخیم جلدیں) آپ نے کیسے کرلیا'' تو دل نشین تبسم سے جواب دیا۔ ''حضرت مجدد الف ثانی کا فیض ہے'' واقعی انھیں بزرگان دین، اولیائے کرام کے فیض سے بہرہ وافر ملا تھا۔ ورنہ

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ان کے کس کس احسان کو یاد کریں۔ ہم نے ان کی ذات گرامی سے تقوی کو جانا۔ جو اسلام پاک کو سمجھنے کا اسم اعظم ہے۔ کہاں رہیں؟ کہاں بڑھیں؟ کیسے زندگانی بسر کریں؟ یہ ان سے جانا۔ انھوں نے تقوی کو حرز ہیکل بنا دیا تھا۔ تقوی مجسم آپ ہی میں دکھائی دیتی۔ اس کے چہرۂ زیبا کی جھلک آپ میں ہی عیاں ہوتی تھی۔ تقوی کی رعنائی و زیبائی اور دلکشی آپ کی ذات سے وابستہ تھی اور پتا چلتا تھا کہ تقوی کتنی خوبصورت چیز ہے۔

زبان خامہ ندارد سرِ بیانِ فراق
وگرنہ شرح دہم با تو داستانِ فراق

(حافظ)

''قلم کی زبان، فراق کے بیان کی طاقت نہیں رکھتی، ورنہ تجھ سے فراق کے داستان کی تفصیل بیان کردوں''

کیا واقعی وہ ہم سے جدا ہو گئے ہیں؟ یقین نہیں آتا، دل میں جھانک کر دیکھا، وہ اسی طرح دل میں بصد ناز جلوہ فرما ہیں۔ پھر ہم کیسے مانیں کہ وہ ہم سے جدا ہو گئے ہیں؟ موجود کو غیر موجود کہنا علم و آگہی کی توہین ہے۔ بھلا یادوں پر کس کا زور چلتا ہے؟ یادوں کا ایک نہ ختم ہونے والا کارواں ہے جو اپنی جلو میں طرح طرح کی حسین یادیں لے کر ذہن کے پردے پر گزر رہا ہے۔ ایک ایک یاد اتنی دلکش اور اتنی حسین کہ قافلہ، دل ٹھہر ٹھہر جاتا ہے۔

مگر قافلہ بہر کیف جا رہا ہے اور سارا خزانہ یادوں کا، علم و عرفان کا، محبت و الفت کا، اپنے

Marfat.com

ساتھ لیے جارہا ہے۔

انیس دم کی کثر ہے ذرا ٹھہر جاؤ
چراغ لے کے کہاں سامنے ہوا کے چلے

کارواں جارہا ہے اور ہم جھلملاتی نظروں سے کارواں کو تک رہے ہیں۔ آنکھوں کے آگے آنسوؤں کی چادر تن جاتی ہے۔ ان آنسوؤں کو بہنے دو کہ یہ بے چارے دل کی داستان بیان کر رہے ہیں۔

جوئے خوں آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شامِ فراق
میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہوگئیں

(الوداع)

☆......☆......☆

صوفی غلام سرور نقشبندی وصال فرما گئے

حضرت مسعود ملت علیہ الرحمۃ کے محبِ خاص، ناشر مجددیات، صدر حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی، لاہور حضرت مولانا صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علالت کے بعد ۹ راپریل ۲۰۰۹ء کو لاہور میں وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جانشین مسعود ملت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد نے ۱۰ راپریل ۲۰۰۹ء کو خصوصی طور پر کراچی سے لاہور جا کر تعزیت کی اور نماز جنازہ کی امامت بھی فرمائی بعد ازاں جامع مسجد شیر ربانی لاہور کے احاطہ میں سپرد خاک کیا گیا...... دریں اثناء جانشین مسعودِ ملت، ادارۂ مسعودیہ کراچی، امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل کراچی، مجلہ المظہر کراچی کی مجلس شوریٰ اور حلقہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ مسعودیہ کے تمام احباب طریقت حضرت صوفی صاحب کے پسماندگان اور ارادت مندوں سے دلی تعزیت پیش کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ مولائے کریم ان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت صوفی صاحب کے درجات بلند فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے (آمین)

Marfat.com

اسلاف کی اِک معتبر نشانی

(مسعود ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ)

علامہ ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری، لاہور

☆☆

جب سے ہوش سنبھالا اور کتب بینی کا ذوق عطا ہوا تب سے حضرت پروفیسر صاحب علیہ الرحمۃ کی کتب پڑھنے کا ایسا ذوق وشوق پیدا ہوا جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا ہی چلا گیا۔ آپ ایک صاحب طرز ادیب تھے، آپ کی شخصیت اور پھر تحریروں میں اثر آفرینی کا اضافہ کئی امور کے باعث ہوا، سب سے پہلے تو آپ ایک عظیم علمی وروحانی خانوادے کے چشم وچراغ تھے، عظیم باپ کے عظیم فرزند تھے، پھر تقویٰ وطہارت اور اتباع شریعت میں اپنی مثال آپ تھے، ساری زندگی تعلیم وتربیت کے میدان میں گزری، علاوہ ازیں وسیع مطالعہ کے مالک اور عالمی سطح کی سوچ رکھنے والی شخصیت تھے۔ آپ کا عہد چودہویں اور پندرہویں صدی ہجری کا حسین سنگم ہے لیکن آپ سے ملنے والے برملا اس بات کو محسوس کرتے تھے کہ جیسے آپ سلف صالحین کے دور کی کوئی شخصیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور ذہنی صدمہ سے دوچار اہل سنت وجماعت کو صبر جمیل اور آپ جیسی کثیر شخصیات عطا فرمائے۔

تقریباً بیس پچیس سال پہلے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں مجھے پتا چلا کہ حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب تشریف لا رہے ہیں تو میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا کہ آج آنکھیں آپ کی زیارت سے شادکام ہوں گی۔ اور جب آپ تشریف لائے تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی، میں تو ایک پروفیسر صاحب جو کسی کالج کے پرنسپل بھی ہیں ان کے انتظار میں تھا اور پرنسپل حضرات کا روایتی خاکہ میرے ذہن میں تھا لیکن یہ کیا؟ یہ تو گزری صدیوں کی نور نور شخصیات سے ملتی جلتی ہستی ہیں، یہ عالمانہ شان، یہ درویشی وضع قطع اور پیشانی پر سجدوں کا نور قابل دید تھا، خوش نصیب ہیں وہ

Marfat.com

لوگ جنہوں نے ایام کے اس ''راہب'' کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔

حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کئی کالجز میں پرنسپل رہے اور سکریٹری ایجوکیشن کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے لیکن آپ نے یہ سارا عرصہ اتنا شفاف طریقے سے گزارا جو عہد حاضر کے لوگوں کے لیے شاید ناقابل یقین ہو، حضرت والدِ گرامی علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ نے ایک مرتبہ مجھے بتایا کہ حضرت پروفیسر صاحب سرہند شریف روانگی کے لیے واہگہ بارڈر تشریف لے گئے تو آپ وہاں کلیرنس کے لیے لائن میں کھڑے ہوگئے، کئی مرتبہ قلیوں نے پیش کش کی کہ لائن سے باہر آکر بیٹھیں آپ کی کلیرنس کروادی جائے گی، لیکن آپ نے ضعف اور پیری کے باوجود عام لوگوں کے ساتھ لائن میں کھڑے ہوکر اور باری آنے پر کلیرنس کروائے اور مشقت برداشت کی لیکن معمولی رشوت دینا گوارا نہیں کیا، آپ کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی بیسیوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

متانت سے آراستہ آپ کی تحریریں دلوں کو تسخیر کرتی چلی جاتی ہیں، آپ اردو ادب کی تاریخ میں باقاعدہ ایک ادبی مکتب فکر کے بانی اور صاحب طرز ادیب تھے، الفاظ کا چناؤ، الفاظ کے پیچھے کارفرما بلند سوچ اور جملوں کے درمیان چھوٹے چھوٹے خطوط آپ کی تحریروں کو زیادہ مؤثر بنادیتے تھے، آپ کی تحریروں میں پائی جانے والی اس ادبی لطافت اور فکری بلندی کے پیش نظر ہندوستان میں آپ کی شخصیت اور ادبی خدمات پر پی ایچ ڈی کا مقالہ تحریر کیا گیا جو طبع ہوکر منظر عام پر آچکا ہے۔

آپ کی تحریروں کے بارے میں حضرت والدگرامی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

> ''ہمارے دور کے ادیب کھلے دل سے کسی ادیب کے ادبی جوہر کا اعتراف نہیں کرتے اور پھر دینی رجحان رکھنے والی شخصیت کو تو قصداً نظرانداز کیا جاتا ہے، اور ہمارے ہاں تو ترقی پسند اور غیر ترقی پسندوں کی ایک ایسی کشمکش جاری ہے جو ادیب تو ادیب عام انسانوں میں بھی نہیں ہونی چاہیے اور اگر حضرت پروفیسر صاحب کی تحریروں کو ادبی نکتہ

Marfat.com

نگاہ سے دیکھا جائے تو ہر منصف مزاج ادیب انھیں اردو ادب کے شیکسپیئر کہے گا۔ آپ کی تحریروں میں صرف ادبی چاشنی ہی نہیں بلکہ اعتقادی، اخلاقی، علمی اور روحانی اصلاح کا رنگ بھی ہے، آنے والے وقتوں میں انصاف پسند اور تصوف کی روح سے آگاہ مرحوم اشفاق احمد اور واصف علی واصف جیسے ادیب حضرت پروفیسر صاحب کی نگارشات میں ادبی، فکری اور روحانی گوشوں سے نقاب ہٹائیں گے اور ان تحریروں کا ناقدانہ جائزہ لیں گے۔''

حضرت مولانا سید ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں جب سے کراچی میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی بنیاد رکھی گئی تب سے اب تک حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس ادارے کی علمی اور فکری سرپرستی فرمائی، چنانچہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے منفرد انداز میں ملکی اور عالمی سطح پر امام اہل سنت کا علمی تعارف کرایا، علاوہ ازیں حضرت صاحب نے امام اہل سنت کے حوالے سے ایسے علمی مقالات اور تصنیفات کا ایک ذخیرہ اہل علم کی نذر کیا ہے کہ کسی کو نہ چاہتے ہوئے بھی یہ کہنا پڑا کہ:

''ہم (اپنے خیال میں) جس شخصیت کو (الزمات کی مٹی تلے) دفن کر چکے تھے اسے پروفیسر صاحب نے دوبارہ زندہ کر دیا ہے''

آپ کی ٹھوس علمی، شستہ اور ادبی تحریروں کو جو بھی پڑھتا قائل ہوتا چلا جاتا، آپ کی تحریروں کے ذریعے دنیا بھر میں امام اہل سنت کا ایسا تعارف ہوا کہ غلط فہمیوں کے بادل چھٹ گئے اور نہ ماننے والوں نے بھی امام اہل سنت کی عظمت و بزرگی کو تسلیم کیا۔

والد گرامی حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری اور حضرت پروفیسر صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ کے درمیان للہ فی اللہ ایمانی اور روحانی تعلق تھا، حضرت پروفیسر صاحب نے حضرت والد ماجد کے وصال پر سوز گداز میں ڈوبا ہوا تعزیت نامہ تحریر فرمایا۔ آپ نے اس مکتوب میں حضرت والد ماجد کے ساتھ اپنے تعلق کے بارے میں فرمایا:

Marfat.com

''انھوح نے مسلسل ۳۵ سال فقیر سے مراسم محبت قایم رکھے، شدید علالت کے زمانے میں بھی مراست کا سلسلہ نہ ٹوٹا، انھوں نے آخر دم تک محبت کو نبھایا''

اسی للہ فی اللہ محبت اور تعلق کے پیش نظر حضرت پروفیسر صاحب نے والد گرامی کے چہلم کے موقع پر اپنے والد گرامی حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ کی تفسیر کے غالباً بتیس نسخے یہ کہتے ہوئے بھجوائے کہ یہ نسخے حضرت شرف صاحب کے ایصال ثواب کے لیے علماء کے درمیان تقسیم کرادیں۔ اسی موقع پر حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد نے بھی اتنی ہی تعداد میں مذکورہ تفسیر کے نسخے حضرت والد ماجد صاحب کے ایصال ثواب کے لیے علماء کرام کے درمیان تقسیم کرنے کی غرض سے بھجوادیے اور یوں دونوں حضرات نے حضرت والد صاحب کے ساتھ انتہائی منفرد انداز میں محبت کا اظہار فرمایا، اللہ تعالیٰ ان دونوں حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حضرت والد گرامی کے وصال پر میں بکھر کر رہ گیا اور مجھے اکثر وہ جملہ یاد آنے لگا جو حضرت والد صاحب نے دادا جی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کو تحریر فرمایا تھا، آپ نے لکھا تھا:

''مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں زندہ لوگوں کے درمیان قبرستان میں ہوں''

مجھے ان دنوں کسی طور صبر و قرار میسر نہیں تھا، ایسے میں حضرت پروفیسر صاحب کے مکتوب گرامی نے ڈھارس بندھائی، آپ نے ہمت بندھاتے ہوئے فرمایا تھا:

''الحمد للہ! آپ حضرت علیہ الرحمۃ کے لائق و فائق فرزند ہیں، آپ سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں، خلوص وللّٰہیت سے کام کیے جائیں، نہ مدح کرنے والوں کی مدح پر خوش ہوں اور نہ قدح کرنے والوں کی قدح سے رنجیدہ ہوں، متوجہ الی اللہ رہیں تا کہ سکون و اطمینان رفیق سفر رہے''

آپ کے یہ کلمات ہمیشہ میرے پست ہوتے ہوئے حوصلوں کو پہاڑ سا حوصلہ دیتے رہیں

Marfat.com

گے اور زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔

حضرت پروفیسر صاحب نے حضرت والد ماجد کے سوئم اور پھر چہلم پر حضرت صاحبزادہ میاں مسرور احمد صاحب حفظ اللہ تعالیٰ کو اپنے قریبی احباب کے ہمراہ بھیجا تھا اور پھر حضرت داتا صاحب کے مزار سے ملحق سماع ہال میں حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمۃ کی یاد میں منعقد سیمینار کے لیے لاہور تشریف لائے تو سب سے پہلے ہمارے گھر تشریف لائے، حضرت مخدومہ صاحبہ بھی ہمراہ تھیں، ایک لمبے سفر سے تشریف لائے تھے، لیکن کسی تھکاوٹ کا احساس نہیں دلایا، گھنٹہ بھر تشریف فرما رہے، بہت شفقت فرمائی، ایسی شفقت جو روایتی نہیں تھی، بلکہ اس دن مجھے یہ احساس ہوا کہ جیسے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور سنی نوجوانوں کے سرپرست شفقت رکھتے آج اسی محبت کے ساتھ کسی نے میرے اور بہنوں بھائیوں کے سر پر ہاتھ رکھا ہے۔

ایک دن میں حضرت والد صاحب کی مسند کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور مجھے مسند پر بیٹھنے سے مسند کے پاس بیٹھنا اچھا لگتا تھا تو طبیعت میں بہت اضطراب پیدا ہوا ایسے میں مجھے خیال آیا کہ حضرت والد صاحب پر ایک مرتبہ ایسا ہی اضطراب طاری ہوا تھا تو آپ نے حضرت پروفیسر صاحب اور عصر حاضر کی بے مثال شخصیت حضرت خواجہ محمد صادق مدظلہ سے اس کیفیت پر مشورہ کیا تھا تب میں نے بھی ایک عریضہ حضرت صاحب کی خدمت میں ارسال کیا اور حضرت پروفیسر صاحب کی خدمت میں فون کے ذریعے اپنی دلی کیفیت عرض کی، تب آپ نے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا اور چند دنوں کے بعد مکتوب گرامی سے بھی نوازا، آپ نے فون کال پر خوشی کا اظہار فرمایا اور آئندہ بھی مراسلت جاری رکھنے کے لیے فرمایا، اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت پروفیسر صاحب کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کی علمی، دینی اور روحانی خدمات کو آپ لیے صدقہ ٔ جاریہ بنائے، آپ کے فرزند ارجمند حضرت صاحبزادہ میاں مسرور احمد صاحب کو آسمان جیسا بلند حوصلہ عطا فرمائے، اور حضرت صاحبزادہ صاحب کو اپنے عظیم والد کا مشن جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Marfat.com

یادوں کے چراغ

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (لاہور)

☆☆

حضرت محترم ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد مظہری علیہ الرحمۃ ایک معلم، مفکر اور دینی اسکالر تھے۔ انھوں نے اپنی تحریروں سے ہزاروں اہل علم وفضل کو متاثر کیا اور لاکھوں ارباب علم سے خراج تحسین حاصل کیا۔ وہ علمی دنیا میں آفتاب بن کر چمکے اور مسلکی شاہراہوں پر خضر راہ بن کر رہے۔ ہم ان کے علم وکمال کے خرمنوں کے خوشہ چیں رہے ہیں اور ان کے گلستان علم وادب کی گل چینی کرتے رہے ہیں۔

وہ جب تک اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے علم وفضل کے گلستانوں میں رہے "ماہر رضویات" کہلائے۔ جب وہ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے نظریات کے ترجمان بن کر آئے تو "جہان امام ربانی کے روشن چراغ" بن کر رہے۔ ہمیں زندگی کی طویل راہوں میں ان کے شاہسوار قلم کی ہمرکابی کا شرف حاصل رہا ہے اور ہمارے دل ودماغ میں ان کی یادوں کے چراغ جگمگاتے رہیں گے۔

غالباً یہ ۱۹۷۰ء کا زمانہ تھا جب وہ لاہور تشریف لائے، انھوں نے پی ایچ ڈی کا مقالہ اپنے دستخطوں سے مزین کر کے عطا فرمایا۔ یہ قرآن پر پی ایچ ڈی کا معلوماتی مقالہ تھا۔ جو خوبصورت تحریر میں کتابی انداز میں سامنے آیا اور یہ مقالہ ہمارے لیے وجہ تعارف بنا۔ ان دنوں حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمۃ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد مأۃ حاضرہ کے افکار ونظریات کو علمی دنیا میں پھیلانے میں مصروف تھے۔ انھوں نے حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی تحریریں دیکھیں تو بڑے متاثر ہوئے۔ ان کے طرز تحریر کو پسند کیا اور انداز تحریر کو دیکھ کر جھوم اٹھے۔ ان کی دلی خواہش تھی کہ کوئی صاحب قلم اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی تعارفی ٹیم میں شامل ہو کر

Marfat.com

علم کی راہنمائی کرے۔ پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب آگے بڑھے اور دنیائے رضویت میں
آہستہ آہستہ قدم رکھا۔ آپ نے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کی علمی، اعتقادی، فقہی اور مسلکی
تحریروں کے ساتھ ساتھ آپ کی سیاسی خدمات اور نظریات پر قلم اٹھایا۔ جب ان کی پہلی کتاب
سامنے آئی تو مرکزی مجلس رضا کے حلقوں میں ایک نیا انداز سامنے آیا۔ تو ہر صاحب علم نے اسے
سراہا بلکہ لفظ لفظ کا مطالعہ کیا اور پروفیسر محمد مسعود احمد کے سامنے تحسین وتبریک کے پھول برسنے
لگے۔ حضرت پروفیسر صاحب مزید آگے بڑھے ان کی تازہ بتازہ تحریریں چھپنے لگیں۔ جب
مرکزی مجلس رضا کئی کئی ایڈیشن چھپوا کر دنیا کے گوشے گوشے میں پہچانے لگی تو چمنستان رضویت
میں بہار آگئی۔

ہم ان دنوں مرکزی مجلس رضا کے حاشیہ نشینوں میں تھے۔ جو کتاب آتی پڑھتے دل خوش
ہو جاتا۔ مگر پروفیسر صاحب کی تحریریں سامنے آئیں تو

دل وجد کناں جھک گئے بہر تعظیم!

اعلیٰ حضرت کے افکار ونظریات پر جناب پروفیسر صاحب علیہ الرحمۃ کی تحریریں بڑی مقبول
ہوئیں۔ خصوصاً جب آپ کی دوقومی نظریہ، تحریک ترک موالات، کانگریسی علماء کی وطن دشمنی پر
کتابیں سامنے آئیں تو ملک کے سیاستدانوں نے بھی اعلیٰ حضرت کے سیاسی نظریات کو بڑی قدر کی
نگاہ سے دیکھا اور محسوس کیا کہ پاکستان بننے سے نصف صدی قبل بریلی کا ایک عالم بھی دوقومی نظریہ
پیش کر رہا ہے۔

حضرت مسعود احمد نقشبندی مجددی مظہری نے شہنشاہ سرہند حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی
پر کام شروع کیا تو اس سلسلہ میں کئی سال مسلسل کام کیا اور چودہ مجلدات میں امام ربانی مجدد الف
ثانی کے علوم ومعارف پر جہان امام ربانی مرتب کرایا۔ زیور طباعت سے آراستہ کیا اور اہل علم وفضل
میں تقسیم کیا۔ آپ کا یہ بڑا کارنامہ ہے۔ برصغیر کا کوئی مجددی یا نقشبندی وہ کام نہ کر سکا جو حضرت
مسعود احمد مظہری نے کیا۔

Marfat.com

دعائے مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ

مولانا جاوید اقبال مظہری، کراچی

☆☆

موردِ تجلیات الٰہی، قطب الواصلین، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، نائب امام ربانی، مجدد عصر حضرت قبلہ مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ اپنے والد ماجد اور مرشد نامی مفتی اعظم ہند حضرت شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ کے نامور فرزند اور خلیفہ تھے۔آپ عالم اسلام کے عظیم روحانی پیشوا تھے۔آپ کے علم وفضل کا چرچا چاردانگ عالم میں جاری ہے۔ آپ امام احمد رضا خان بریلوی اور امام ربانی مجدد الف ثانی پر اتھارٹی ہیں۔

عالم اسلام میں حضرت مسعود ملت کا عزت وشرف سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر اذکار اور عشق ومحبت کا مرہون منت ہے۔آپ کے والد ماجد اور مرشد نامی حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمۃ کی نسبت شریفہ اور دعائیں آپ کے ہمرکاب نہ ہوتیں تو آپ شمع رسالت پروانے، مسعود ملت، ماہر رضویات، ماہر مجددیات اور مجدد عصر نہ ہوتے۔

حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہٗ صاحب انفاس تھے، ان کی دعائیں بارگاہِ الٰہیہ میں مستجاب ہوتی تھیں، حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کو اپنے فرزند دلبند حضرت مولانا منظور احمد علیہ الرحمۃ سے بے پناہ محبت تھی، وہ انتہائی جلیل القدر عالم تھے، ان کے اساتذہ کا بیان تھا کہ اگر ان کی زندگی وفا کرتی تو وہ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کے درجے کو پہنچتے۔حضرت مفتی اعظم کے یہ جلیل القدر فرزند ۲۴ رسال کی عمر میں وصال فرماگئے۔

حضرت مفتی اعظم اپنے ایک مرید صادق کے نام مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''کل حیدرآباد سے تار آیا تھا جس میں لکھا تھا کہ مولوی منظور احمد انتقال کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میری اولاد میں اپنے سب بھائیوں

Marfat.com

میں اونچے درجے کا جلیل القدر عالم تھا اگرچہ اپنے تین بھائیوں سے چھوٹا تھا'' (بنام عزیز الدین مرسلہ ۳ رجون ۱۹۴۹ء)

حضرت مفتی اعظم کو اپنے فرزند دلبند سے بڑی بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔ جب وہ وصال فرما گئے تو ان کی امیدوں کا رخ اپنے محبوب فرزند دلبند حضرت مسعود ملت کی طرف ہو گیا حالانکہ حضرت مفتی اعظم کے چار جلیل القدر عالم و فاضل فرزند حیات تھے۔ چنانچہ حضرت مسعود ملت کے نام ایک مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں:

''مرحوم کے ساتھ بڑی امیدیں وابستہ تھیں اب ان کا رخ بھی تمہاری طرف ہو گیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ تم سے میری آنکھیں ٹھنڈی رکھے اور مخلوق کو تمہاری دینی خدمت سے بہرہ ور کرے'' (مرسلہ ۱۹۴۹ء)

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نے اپنے جلیل القدر فرزند حضرت مولانا منظور احمد علیہ الرحمۃ کے بارے میں فرمایا تھا:

''میری اولاد میں اپنے بھائیوں میں اونچے درجے کا جلیل القدر عالم تھا اگرچہ اپنے تینوں بھائیوں میں چھوٹا تھا''

حضرت مولانا منظور احمد علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد حضرت مسعود ملت کو اس دعا سے سرفراز فرمایا:

''مجھے امید ہے اپنے بھائیوں سے سبقت لے جاؤ گے اور اپنے اجداد کا نمونہ ثابت ہو گے۔'' (مرسلہ ۲۵ رفروری ۱۹۵۳ء)

یہاں یہ نکتہ قابل ذکر ہے کہ حضرت مسعود ملت ۱۹۵۶ء میں اپنے والد ماجد مرشد نامی حضرت مفتی اعظم سے بیعت ہوئے۔ مگر حضرت مفتی اعظم نے ۱۹۴۹ء سے ہی آپ کو اپنی مراد اور اپنی مسند جلیلہ کا امین بنا دیا تھا اور اشارۃً اپنا باطنی خلیفہ مقرر فرمایا۔ یہاں یہ نکتہ قابل ذکر ہے کہ حضرت مسعود ملت کے تینوں برادران بزرگ مفتی اعظم کے خلفاء ہیں۔

Marfat.com

حضرت مسعود ملت نے ۱۹۵۸ء میں ایم۔اے (اردو) میں کامیابی حاصل کی اور سندھ یونیورسٹی کے تمام امتحانات میں اول آئے۔ اس کامیابی پر گورنر مغربی پاکستان کی طرف سے گولڈ میڈل اور وائس چانسلر سندھ یونیورسٹی کی طرف سے سلور میڈل دیا گیا مگر سب سے اہم وہ دینی خدمات ہیں جو گزشتہ پچاس سال سے انجام دے رہے ہیں۔ یہ سب کا سب حضرت مفتی اعظم کی دعاؤں کا ثمر شیریں تھا جس کا اظہار حضرت مفتی اعظم نے اپنے مکتوب مورخہ ۲۶ر جولائی ۱۹۵۸ء میں فرمایا۔

حضرت مسعود ملت نے ۱۹۶۰ء میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر ایک مقالہ تحریر فرمایا جو معارف اعظم گڑھ میں ۱۹۶۰ء اور ۱۹۶۱ء کے درمیان نو قسطوں میں شائع ہوا۔ حضرت مفتی اعظم حضرت مجدد الف ثانی پر مقالہ کی خبر سے انتہائی خوش ہوئے اور عالم عشق و محبت میں اپنے فرزند دلبند حضرت مسعود ملت کو اس عظیم دعا سے سرفراز فرمایا۔

"حضرت شیخ (مجدد الف ثانی) قدس سرہ کے مقالے کی خبر نے نہایت درجے محظوظ کیا مولیٰ تمہیں تمہارے جد امجد کا مظہر بنائے"

(مرسلہ ۱۱رمئی ۱۹۶۱ء)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے اس مقالے کی برکت سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت قبلہ مسعود ملت سے بڑا عظیم اور جلیل القدر کام لیا، حضرت قبلہ مسعود ملت کی نگرانی میں ۲۰۰۲ء تا ۲۰۰۵ء حضرت مجدد الف ثانی کی عظیم علمی اور روحانی شخصیت پر تحقیقی کام ہوا اور بارہ جلدوں پر مشتمل ایک عظیم انسائیکلو پیڈیا منظر عام پر آیا۔ جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کی اشاعت کا دنیا بھر میں خیر مقدم کیا گیا اور علماء اسکالرز کی طرف سے کہا گیا کہ اتنا عظیم تحقیقی کام گزشتہ چار سو برس میں کسی زبان میں کسی صوفی پر نہیں ہوا۔

حضرت مسعود ملت کے جد امجد فقیہ الہند شاہ محمد مسعود محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ہیں جن کی شان اور منزلت کا اندازہ ان القاب سے لگایا جا سکتا ہے جو ان کے پیر و مرشد حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی علیہ الرحمۃ کی زبان مبارک سے جاری ہوئے ملاحظہ فرمائیے:

Marfat.com

''مظہر صفاتِ ربانی، موردِ اخلاق سبحانی، صدر مسند ارشاد وہدایت،
جامع نعوت ولایت، فضائل وکمالات مرتبت''

ذرا ان القاب کی نورانیت، علمیت اور جامعیت کو ملاحظہ فرمایئے اور پھر حضرت مفتی اعظم کی دعائے فیض ترجمان کو ملاحظہ فرمایئے کہ ''مولیٰ تعالیٰ تمہیں تمہارے جدامجد کا مظہر بنائے'' یہ ارشاد گرامی بھی باطنی خلافت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

حضرت مسعود ملت نے ۱۹۶۶ء میں جب اپنے جدامجد حضرت شاہ محمد مسعود دہلوی علیہ الرحمۃ کے حالات تحریر کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت مفتی اعظم نے اپنے فرزند دلبند کو مبارک باد دیتے ہوئے فرمایا:

''اعلیٰ حضرت (شاہ محمد مسعود محدث دہلوی) کے حالات لکھنا تم کو اور
اہل بواطن کو مبارک ہو'' (مرسلہ ۳۰ مارچ ۱۹۶۶ء)

حضرت مفتی اعظم نے حضرت مسعود ملت کو اس دعا سے سرفراز فرمایا تھا۔

''مولیٰ تعالیٰ روح القدس سے تمہاری مدد فرمائے''

یہ دعا مستجاب ہوئی، حضرت مسعود ملت نے تھرپارکر سندھ (مٹھی) کے زمانۂ قیام میں، جہاں پانی اور کاغذ وغیرہ مشکل سے دستیاب ہوتا تھا، شمائل ترمذی شریف میں حضور انور ﷺ کا سراپائے ناز تحریر فرمایا، عالم برزخ میں حضرت مفتی اعظم نے اس سراپائے ناز کو اتنا پسند فرمایا کہ اپنے ایک فرزند طریقت کو خواب میں بشارت دی کہ جو کتاب میں لکھا گیا ہے اس کو الگ سے شائع کریں، چنانچہ یہ مقالہ ''جان ایمان'' کی صورت میں شائع کیا گے۔ حضرت مفتی اعظم نے ایک مکتوب میں فرمایا تھا:

''تم اہل زمانہ کو اپنے افکار سے رلاؤ''

الحمدللہ! آج سارا عالم حضرت مسعود ملت کے عارفانہ، عالمانہ، عاشقانہ ملفوظات پڑھ پڑھ کر اور سن سن کر رو رہا ہے۔

الحمدللہ! حضرت فقیہ الہند کی نواسی نے یکم شعبان المعظم/۱۴راگست ۲۰۰۷ء کو حضرت قبلہ مسعود ملت کو حضرت فقیہ الہند کے عمامہ شریف کا ٹکڑا پیش کیا۔

Marfat.com

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نے اپنے فرزند دلبند مجدد مأۃ حاضرہ مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کو جن جن دعاؤں سے سرفراز فرمایا وہ سب مستجاب ہوئیں۔ ذرا ۱۹؍جون ۱۹۴۹ء کے مکتوب گرامی میں ان القاب کو ملاحظہ فرمایئے جو حضرت مفتی اعظم نے اپنی مراد وخلیفہ حضرت مسعود ملت کے لیے ارشاد فرمائے۔

ربیع فوادی ومنتہائے مرادی اوصلکم اللہ الی غایۃ مایتمنا کم" (۱۳؍نومبر ۱۹۵۷ء)

حضرت مسعود ملت اپنے والد ماجد اور مرشد نامی حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کی دعا اور مراد ہیں۔ جب ہی تو آپ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری، سراپائے مبارک، سیرت مبارکہ اور شان ومنزلت پر بکثرت کتابیں اور رسائل تحریر فرمائے۔ اس طرح آپ نے احیائے دین کا وہ کام کیا کہ مردہ دلوں کو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے آباد فرمادیا۔ وہ بدعقیدہ جن کے دلوں میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر نہ تھی، وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کرنے لگے۔ آپ کو مدینہ منورہ سے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نادر تبرکات عطا ہوئے، یہ اللہ کا کرم ہے۔

آپ نے امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ پر علمی اور تحقیقی کام کیا، جو تیس سال کی خدمات پر محیط ہے اور ساری دنیا میں اس عاشق صادق کا پیغام محبت پہنچا دیا اور یہ بتادیا کہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کس کو کہتے ہیں۔ ان خدمات کے صلے میں آپ کو "ماہر رضویات" کا خطاب عطا ہوا۔ اعلیٰ حضرت کے مزار مبارک کی چادر عطا ہوئی۔ سرزمین بریلی میں سپاس نامہ پیش کیا گیا۔

آپ نے مجدد ہزارۂ دوم کے علاوہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر کئی علمی وتحقیقی کتابیں تصنیف فرمائیں اور مکتوبات امام ربانی کے درس کی محافل سجا کر طالبین کے قلوب کو علوم ظاہری وباطنی سے مالا مال فرمایا۔ آپ کو خانوادۂ مجددیہ سے جبہ اور خاندان علویہ سے چادر عطا ہوئی۔

Marfat.com

آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ کے شیخ طریقت کی حیثیت سے نہ صرف پاک و ہند بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں اپنے مریدین و مخلصین کی روحانی تربیت فرمائی اور اس سلسلہ کے فیض کو عام فرمایا۔ آپ نے ایک گوشے میں بیٹھ کر اپنے قلم اور اپنی صحبت کے ذریعے جو تحریک احیاء دین چلائی اس کے اعتراف کے طور پر پاک و ہند کے علماء و مشائخ کی جانب سے آپ کو "مجدد مأۃ حاضرۃ" کا خطاب عطا ہوا۔ جس کی تفصیل، تمام حقائق اور شواہد کے ساتھ جناب عبدالستار طاہر کی مرتب کردہ کتاب "مجدد عصر" میں دیکھی جاسکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے شیخ طریقت ہیں لیکن تمام سلاسل سے اجازت یافتہ اور فیض رساں ہیں۔ چاروں سلاسل کے طالبین آپ سے فیض حاصل کر رہے ہیں۔ احقر نے خود دیگر سلاسل کے مشائخ کو آپ کی دست بوسی کرتے ہوئے اور نذر پیش کرتے ہوئے دیکھا۔

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کی اولاد امجاد میں یہ اعزاز صرف اور صرف آپ کو حاصل ہوا کہ آپ نے اپنے جد امجد اور والد ماجد کے فتاوٰی مرتب فرمائے جو فتاوٰی مسعودی اور فتاوٰی مظہری کے نام سے شائع ہوئے اس کے علاوہ سلسلہ عالیہ مظہریہ مسعودیہ کی بکثرت کتابیں تصانیف و تالیف فرمائیں جن میں فتاوٰی مظہری، مکاتیب مظہری، تذکرہ مظہر مسعود، مواعظ مظہری، حیات مظہری قابل ذکر ہیں۔ حضرت مسعود ملت اپنے جد امجد شاہ محمد مسعود دہلوی علیہ الرحمۃ کے مظہر کی حیثیت سے اور اپنے والد ماجد اور مرشد گرامی مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمۃ کے علمی اور روحانی ورثے کے امین اور باطنی خلیفہ کی حیثیت سے ایک گوشے میں بیٹھ کر تحریک احیاء دین کی طرف اپنا علمی و روحانی سفر جاری رکھے ہوئے تھے۔ ان شاء اللہ اب یہ سفر حضرت مسعود ملت کے جانشین اور خلفائے کبار کے ذریعے جاری رہے گا اور حضرت مفتی اعظم کی وہ دعا ہمیشہ دعا شامل حال رہی گی کہ "مولیٰ تعالیٰ روح القدس سے تمہاری مدد فرمائے"

حضرت مولانا عبدالحکیم شاہجہاں پوری مظہری علیہ الرحمۃ نے سچ فرمایا۔

حضرت مسعود کا اب بھی نشاں مسعود ہے
بن گیا جو ترجماں حضرت فقیہ الہند کا

Marfat.com

آہ! تاجور امارات ِقلم

.............(۱۴۲۹ھ).............

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، بریلی شریف

☆☆

وہ چراغ جس سے علم و تحقیق کی صدہا انجمنیں نور بار تھیں، اچانک خاموش ہوگیا۔ یعنی حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری جنت مکانی ہوگئے۔

مسعود ملت علیہ الرحمۃ

............۱۴۲۹ھ............

مسعود ملت رحمۃ اللہ علیہ! جو علم و تحقیق کے بادہ نوشوں کی تشنگی کا سامان تھا مسعود ملت صرف راہ رضویات کے مسافروں کے رہبر و راہنما اور شہرستان رضویات کا منارۂ نور ہی نہیں تھے، وہ حضرت امام ربانی کی عقیدت والفت سے بھی نور بار تھے یعنی وہ ''نور محبت مجدد الف ثانی تھے (۱۴۲۹ھ) وہ ''رند خم کدۂ نقشبند (۱۴۲۹ھ)'' بھی تھے اور مجددی نقشبندی میخانہ کے ساقی بھی تھے۔ وہ خواجہ تا شان مجددیت و نقشبندیت کو سرہندی نقشبندی جام تھے۔ عقیدت والفت سے سرشار بھی کرتے تھے۔

مسعود ملت...... ماہر رضویات بھی تھے اور ماہر مجددیات بھی تھے۔ وہ سرکار بریلی کے والہ وشیدا تھے اور ان کے نام اور کام کو عام کرنے میں انھوں نے اپنی زندگی کے تقریباً تیس سال صرف کردیے۔

مسعود ملت خوش خصال و شیریں مقال، خلوص و شرافت کے جلوۂ جمال، نگار خانۂ نثر کے مصور با کمال تعصب دینی کے جاہ وجلال اور علم و فن و ادب سے مالا مال اور نہال تھے۔

مسعود ملت قرطاس وقلم کے دل کے قرار، گلستان ادب کی بہار، تحقیق و تدقیق کے وقار علم وقلم کے سرمایۂ افتخار اور سچائی و اچھائی کا معیار تھے۔

Marfat.com

مسعودِ ملت کے علمی و تحقیقی کمال، ان کے نام اور کام مدارس و جامعات اور دانش کدوں و یونیورسٹیوں میں دھوم تھی۔ ظاہر ہے ایسی نام آور شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، البتہ لائق غور و فکر ضرور ہے۔ مسعودِ ملت کی شخصیت کی ہمہ جہتی کا عجیب عالم ہے۔ حجاب اٹھایئے تو جانے کتنے پردے نظر آئیں گے اور ہر پردہ میں انوکھے و نرالے جلوے۔

یوں تو مسعودِ ملت کی حیات و شخصیت اور علمی و ادبی، دینی تدریسی کارناموں پر برصغیر اور دیگر ممالک کے مشاہیر قلم کاروں نے مقالات، مضامین اور کتب و رسائل لکھے ہیں، ان پر تاثرات پیش کیے ہیں۔ ان کی مدح میں قصائد و مناقب لکھے ہیں۔ خود راقم کی دو کتابیں بھی ان کے تعلق سے ادارۂ مسعودیہ، کراچی نے شائع کی ہیں:

۱..... نثر اردو اور پروفیسر محمد مسعود احمد ۲..... مسعودِ ملت اور امام احمد رضا (۱۹۹۳ء)

علاوہ ازیں محترم مولانا ڈاکٹر اعجاز انجم لطیفی، استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی نے ''ڈاکٹر مسعود احمد'' کے عنوان سے محترم المقام پروفیسر ڈاکٹر فاروق احمد صدیقی کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھا اور انھیں مظفر پور یونیورسٹی، بہار (بھارت) سے پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض ہوئی۔ ڈاکٹر اعجاز انجم کا ڈاکٹریٹ مقالہ بھی ادارۂ مسعودیہ کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔ لیکن ابھی حضرت مسعودِ ملت پر بہت کچھ لکھا جانا، تحقیقی کام کیا جانا باقی ہے تاکہ ان کی حیات و شخصیت اور تمام تر دینی، روحانی، علمی، تحقیقی اور ادبی کارنامے کماحقہٗ اجاگر کیے جا سکیں۔

قلمِ مسعود اور انوکھے البیلے موضوعات:

حضرت مسعودِ ملت نے فقہ، حدیث، قرآنیات، دینیات، اسلامیات، ادبیات، لسانیات، عمرانیات، معاشیات، تصوف، حکمت و فلسفہ، بھانت بھانت کی شخصیات..... رضویات اور مجددیات پر پچاسیوں کتب و رسائل اور صدہا مضامین اور مقالات لکھے۔

حال ہی میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و شخصیت اور تدریسی کارناموں پر بارہ ضخیم جلدوں پر مشتمل گرانقدر تصنیف پیش فرمائی جو شائع بھی ہو چکی ہے اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی پر یہ تصنیف ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت کی حامل ہے۔ جس کا نام ''جہانِ امام ربانی'' ہے۔

Marfat.com

مسعود ملت نے کثیر تعداد میں تقدیمات و تقریظات بھی لکھی ہیں۔

قرآنیات پر تصانیف:

(۱) اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر (۲) آخری پیغام (۳) قیامت (۴) تعظیم و توقیر وغیرہ۔ مقالات ان کے علاوہ ہیں۔

سیرت نبوی پر چند تصانیف:

سراج منیر، محبت کی نشانی، جشن بہاراں، جان جاناں، جان ایمان، رحمۃ للعالمین، دعائے خلیل، علم غیب، عشق ہی عشق وغیرہ

مجددیات پر چند تصانیف:

سیرت مجدد الف ثانی، حضرت مجدد الف ثانی حالات وافکار، حضرت مجدد الف ثانی، مجدد ہزارۂ دوم۔

پروفیسر مسعود احمد نے بھانت بھانت کے موضوعات پر لکھا ہے، ان سب کے جائزے کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔ راقم نے انہیں کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ کی تحریروں کو ''نگار خانۂ نثر'' لکھا ہے۔ گو حضرت مسعود ملت نے بہت سے موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ صفحات قرطاس پر علم وادب و تحقیق اور فکر و نظر کے موتی لٹائے ہیں لیکن انھیں شہرت ''رضویات'' پر کام کرنے کی وجہ سے حاصل ہوئی اور اسی لیے وہ ''ماہر رضویات'' مشہور و معروف ہیں اور ان کا یہ لقب مسلم ہے ''محقق زمن۔ ماہر رضویات'' (۲۰۰۸ء)

مسعود ملت اور رضویات:

مسعود ملت نے امام احمد رضا پر ۱۹۶۰ء سے لکھنے اور تحقیقی کام کا آغاز کیا۔ تقریباً تیس پینتیس سال تک آپ نے فروغ رضویات میں اپنا اہم و عظیم کردار ادا کیا۔ آپ نے امام احمد رضا پر چالیس کے قریب کتب و رسائل اور سو سے زائد مقالات تحریر فرمائے۔ چند تصانیف و مقالات کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

Marfat.com

تصانیف وتالیفات:

(۱) فاضل بریلوی اور ترک موالات (۲) فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں (۳) حیات فاضل بریلوی (۴) مولانا احمد رضا خاں بریلوی (۵) حیات امام اہل سنت (۶) حیات امام احمد رضا بریلوی (۷) محدث بریلوی (۸) گناہ بے گناہی (۹) اُجالا (۱۰) رہبر و رہنما (۱۱) اکرام امام احمد رضا (۱۲) سرتاج الفقہاء (۱۳) غریبوں کے غمخوار (۱۴) گویا دبستاں کھل گیا (۱۵) امام احمد رضا اور عالمی جامعات وغیرہ ہندوستان اور پاکستان کے کئی ناشرین نے شائع کیں۔

مقالات برائے انسائیکلوپیڈیا:

(۱) رضا بریلوی برائے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد دہم

(۲) رضا بریلوی برائے شاہکار اسلامیہ انسائیکلوپیڈیا

(۳) احمد رضا خان برائے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ۱۹۸۲ء

(۴) احمد رضا خان برائے انسائیکلوپیڈیا اسلامیہ فاؤنڈیشن ۱۹۹۵ء تہران (ایران)

(۵) احمد رضا خان برائے مجمع الملکی بحوث الحضارۃ الاسلامیہ ۱۹۹۰ء عمان (اردن)

ان کے علاوہ حضرت امام احمد رضا سے متعلق تصانیف و مقالات کے عربی، فارسی، فرنچ، ہندی، بنگلہ وغیرہ میں تراجم کی تعداد ۲۵ سے زیادہ ہے۔ اخبارات و رسائل کے لیے امام احمد رضا پر تقریباً ۱۰۵ مضامین و مقالات تحریر فرمائے۔

انگریزی مقالات:

(1) The Neglected Genius of East
(2) Chromiccal of Imam Ahmad Raza
(3) The Reformer Of the Muslim World

دائرۂ معارف امام احمد رضا:

۱۹۸۲ء میں مسعود ملت نے امام احمد رضا کا پندرہ جلدوں پر مشتمل سوانحی خاکہ پیش کیا تو اس خاکہ کے کچھ حصہ پر صاحبان علم و قلم نے کام کیا ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ اس خاکہ پر مکمل

Marfat.com

طور سے کام کرنے کے لیے علماء اور دانش وروں کی ایک ٹیم تیار کی جائے۔ اگر یہ کام مکمل ہو جائے تو یقیناً امام احمد رضا پر ایک عظیم انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت کا حامل ہوگا۔ یہ بھی امام احمد رضا پر حضرت مسعود ملت کا ایک اہم کارنامہ ہے۔

مسعود ملت شہرستان رضویات کا منارۂ نور تھے:

مسعود ملت بلاشبہ رہبران راہ رضویات کے رہبر و راہنما اور قافلہء رضویات کے سالار تھے۔ برصغیر کے علاوہ امریکہ و یورپ کا شاید ہی کوئی ایک پی ایچ ڈی کا اسکالر ہو جس کی مسعود ملت نے راہنمائی نہ کی ہو۔ امام احمد رضا پر ریسرچ ورک کرنے والے یونیورسٹی کے اسکالر رہے ہوں یا پرائیویٹ سطح پر تحقیق کرنے والے فضلاء ادبا صاحبان قلم رہے ہوں۔ بیشتر نے مسعود ملت کے مشوروں پر عمل کیا اور ان سے راہنمائی حاصل کی۔

معاندین رضا میں بوکھلاہٹ:

کتاب ''فاضل بریلوی اور ترک موالات'' کے بعد مسعود ملت نے جب ۱۹۷۳ء میں امام احمد رضا پر دوسری کتاب ''فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں'' تصنیف فرمائی تو مخالفین رضا اور بدمذہب بوکھلا اٹھے۔ پروفیسر صاحب موصوف خود لکھتے ہیں کہ:

''جب راقم کی کتاب ''فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں'' شائع ہوئی اور امام احمد رضا کی عرب وعجم میں ہمہ گیر مقبولیت کے جلوے دکھائے گئے تو ماہر القادری نے اپنے رسالے (فاران) میں لکھا احمد رضا کی عظمت وجلالت کے جلوے دیکھ لیے تو پھر ان کی نظروں میں کوئی نہیں سمائے گا۔ یہی کتاب جب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بھیجی گئی تو وہاں شعبہء دینیات کے صدر پروفیسر ڈاکٹر محمد رضوان اللہ مرحوم نے اپنے ساتھیوں کو دکھائی انھوں نے پڑھ کر یک زبان کہا کہ اس سے قبل ہم سخت غلط فہمی میں مبتلا تھے'' (پیش لفظ البریلویہ کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ، ص ۱۴)

۱۹۸۱ء میں کتاب ''گناہ بے گناہی'' لکھ کر مسعود ملت نے مخالفین رضا کے پروپیگنڈے کو جھوٹا ثابت کر دیا اور امام احمد رضا کی انگریز دشمنی کو دلائل وشواہد کی روشنی میں ثابت کر دیا اس طرح غلط رنگ دینے والے عیاران زمانہ کو زبردست تازیانہ لگا۔

Marfat.com

ہم دفن کر چکے تھے فلاں پروفیسر نے اسے قبر سے نکالا ہے:

۱۹۸۳ء میں مسعود ملت نے امام احمد رضا کے دینی تحریری، ملی، علمی، سماجی، اصلاحی، ادبی اور سائنسی کارناموں پر جب بہت علمی و تحقیقی اور دلکش و دلنشین پیرائے میں کتاب ''حیات امام اہل سنت'' لکھی تو مخالفین امام احمد رضا میں بھونچال آ گیا۔ آپ مخالفین رضا کی بوکھلاہٹ اور مورخین کے ظلم وتعصب کا نقشہ اس طرح کھینچتے ہیں۔

جب امام احمد رضا کا اندرون ملک و بیرون ملک چرچا ہونے لگا اور محققین و دانشوروں کی ۱۳ رسالہ جدوجہد رنگ لائی، یہ بات مخالفین امام احمد رضا کو نہ بھائی وہ فکر میں پڑ گئے کہ اب کریں تو کیا کریں۔ ایک فاضل نے یہاں تک کہا کہ ''احمد رضا کو ہم دفن کر چکے تھے فلاں پروفیسر (پروفیسر مسعود احمد) نے قبر سے نکالا ہے۔ اب دوبارہ دفن کرنے میں نصف صدی لگے گی۔ (اُجالا ص ۴۸)

امام احمد رضا کی دھوم مچانے والا:

مسعود ملت ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ نے امام احمد رضا پر قلم اٹھایا تو اہل سنت کے حلقوں کا جمود ٹوٹنے لگا اور عالم یہ ہوا کہ متعدد مقامات پر رضا پر تحقیقی وتحریری امور کی انجام دہی کے لیے ادارے، اکیڈمیاں اور یونیورسٹیاں قایم ہونے لگیں۔ تو ان کے حوصلے بلند ہونے لگے۔ قلمکاروں کی نئی نئی ٹیمیں سامنے آئیں۔ یونیورسٹیوں میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کے لیے رجسٹریشن ہونے لگی۔ آج الحمد للہ امام احمد رضا پر ایم فل اور پی ایچ ڈی ڈگریاں حاصل کرنے والوں کی تعداد چالیس سے اوپر پہنچ چکی ہے۔ اور ایک درجن سے زائد اسکالر اب بھی رضا پر ریسرچ ورک میں مصروف ہیں۔ پروفیسر مسعود احمد نے ہندو پاک بنگلہ دیش، مصر اور دوسرے ایشیائی ممالک کے اسکالرز سے لے کر یوروپ وامریکہ کے اسکالروں کو رضا پر ریسرچ ورک کے لیے موڑ دیا۔ انھوں نے اپنے قلم تحقیق رقم سے رضا کے علوم کی دھوم مچادی۔ رضا کی عبقریت اور صداقت کو اجاگر کر کے طلسم باطل کو توڑ دیا۔

Marfat.com

مسعود ملت :

امام احمد رضا کے جمال وکمال کے جلووں کا نظارا کرنے والا آئینہ ہے۔ رضا کے عشق ومعرفت کے ساز کو مضراب قلم سے چھیڑ کر سرمدی نغمے بکھیرنے والے مضراب کا نام ہے۔ مسعود ملت نے زمانے کو بتادیا، زمانے پر واضح کیا کہ اے رضا کی گلی کو سونی کرنے والواے رضا کے نام اور کام کو مٹانے والو رضا خود فرما گئے تھے۔

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں

مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

بھلا عاشق مصطفیٰ کے نام کو کون مٹا سکتا ہے۔ وہ رضا کہ رب عظیم نے جس کے قلب میں ایمان نقش فرمادیا ہواور اپنی طرف کی روح سے مدد فرما تا رہا ہو۔ بھلا اس شیدائے رسول کی مقبولیت کے گرد کون حصار کھڑا کرسکتا ہے۔ ''اللہ نور السمٰوٰت والارض'' (۲۰۰۸ء)...... ''ناشر مسلک وفکر رضا'' (۲۰۰۸ء) ''محقق زمن ماہر رضویات'' (۲۰۰۸ء) اللہ تعالیٰ مسعود ملت پروفیسر محمد مسعود احمد کی قبر کو نور سے معمور فرمائے اور رضا کے رضا کاروں کوان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کہاں تک ذکر مسعود کروں۔

ان کا ذکر ہے کوئی داستاں نہیں

صبح ہو جائے گی داستاں کہتے کہتے

مسعود ملت کی یاد ہمیشہ دلوں میں آباد رہے گی۔ ان کے کارنامے لالہ وگل کی طرح کھلاتے اور چاند تاروں کی مانند جگمگاتے رہیں گے۔

چند مشاہیر خلفاء:

(۱) مولانا ڈاکٹر محمد سعید احمد سجادہ نشین خانقاہ عالیہ خواجہ باقی باللہ، دہلی (۲) مولانا ڈاکٹر محمد مکرم احمد شاہی امام وخطیب جامع مسجد فتح پوری، دہلی (آپ حضرت مسعود ملت کے بھتیجے ہیں) (۳) مولانا جاوید اقبال مظہری، کراچی (۴) ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری کراچی وغیرہ

اولاد امجاد: تین صاحبزادیاں ایک صاحبزادے محمد مسرور احمد جانشین مسعود ملت

Marfat.com

وصال حضرت مسعود ملت: ۲۸ اپریل ۲۰۰۸ء کراچی

چند مادہ ہائے تاریخ وفات:

۱..... محقق زمن ماہر رضویات ..... (۲۰۰۸ء)

۲..... ناشر مسلک وفکر رضا ..... (۲۰۰۸ء)

۳..... نور محبت مجدد الف ثانی ..... (۱۴۲۹ھ)

۴..... اندخم تذکرۂ نقشبند ..... (۱۴۲۹ھ)

۵..... آہ تاجور امارات قلم ..... (۱۴۲۹ھ)

۶..... آہ! مصباح خاندان مظہری ..... (۱۴۲۹ھ)

۷..... آہ! چراغ بزم قلم ..... (۱۴۲۹ھ)

۸..... آہ! رخصت جناب مسعود ملت، آہ ..... (۱۴۲۹ھ)

۹..... رحلت پروفیسر مسعود احمد ..... (۱۴۲۹ھ)

۱۰..... مسعود ملت رحمۃ اللہ علیہ ..... (۱۴۲۹ھ)

قطعہ تاریخ

بخشی تھی رب نے تم کو ہاں ایسی توفیق
کرتے رہے صدا تم تحقیق کی تصدیق
تم ہو قلم کی روشنی اور علم کی شمع
پھر کیوں نہ کہے عزیزی ہو "تم تب و تاب تحقیق"

Marfat.com

ایک چراغ اور بجھا

پروفیسر حافظ سید مقصود علی، کراچی

☆☆

زندگی فانی اور موت یقینی ہے۔ یہاں جو بھی آتا ہے وہ جانے کے لیے آتا ہے لیکن کچھ اولوالعزم ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جو اس عارضی زندگی سے رخصت ہونے کے بعد بھی ہماری روحوں میں بستی ہیں۔ ہمارے افکار و خیالات کی زینت بنتی ہیں اور جن کے اندازِ فکر اور طرز عمل سے ہمارے نظریات اور تصورات میں ایک عظیم انقلاب آجاتا ہے۔ ان ہی بابرکت اور مایہ ناز ہستیوں میں ایک عظیم اور گراں قدر شخصیت قبلہ محترم پروفیسر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔

قبلہ محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ کو ہم سے رخصت ہوئے ایک سال گزر گیا (۲۲ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ/ ۲۸ اپریل ۲۰۰۸ء) آپ کا چلنا آپ کا پھرنا، آپ کی رفتار، آپ کی گفتار، آپ کا کردار سب کچھ ہمارے سامنے ہے۔ آپ اس دنیا سے کیا گئے آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ ملت کا سرمایہ لٹ گیا۔ عالم اسلام کے طول وارض میں صف ماتم بچھ گئی۔ آنکھیں اشک بار ہیں، دل سوگوار اور بحرالم وغم میں ڈوبا ہوا ہے۔ غم کے مارے جائیں تو کہاں جائیں اور کریں تو کیا کریں۔ وہ ہستی ہم کو داغ مفارقت دے گئی۔ جو خود ہی عظیم نہیں تھے بلکہ جس نے اپنے نظریات اور عمل سے دوسروں کو بھی عظیم بنا دیا۔ جس نے بے گانوں کو یگانہ اور غیروں کو اپنا بنایا، جس نے ٹوٹے دلوں کو ملایا اور ان کی زندگی کو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی سے منور اور تاباں کر دیا۔
آپ کا جانا ایک عظیم سانحہ اور اندوہ ناک واقعہ ہے۔ ویسے تو ہر کوئی جانے کے لیے ہی آیا ہے مگر عام آدمی کے جانے میں اور ان کے رخصت ہو جانے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ان کا جانا جہان علم کا اٹھ جانا ہے۔

وہ عالم باعمل تھے، سراپا اخلاص تھے۔ صاحب عزیمت تھے۔ ان کے رب نے کس قدر

Marfat.com

لی اور متنوع صفات سے مزین کر کے اس دنیا میں مبعوث فرمایا تھا۔ کس کس کی خوبی اور کمال کو لہاں تک گنا جائے۔ بے نظیر محقق، صاحب طرز مصنف و مترجم، اثر انگیز خطیب، غیر جانب دار قید نگار، بلند پایہ ادیب، باکردار انسان، دین دار اور تقوی شعار مسلمان، اعلیٰ اخلاق اقدار کی امل نابغہء روزگار شخصیت جو قابل احترام اور قابل فخر ہی نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبے اور حیات سانی کے ہر گوشے میں لائق تقلید بھی ہیں، اس ہمہ صفت انسان اور ہمہ جہت شخصیت کو جس قدر بھی راج عقیدت پیش کیا جائے وہ کم ہے۔

آپ باشرع اور باوضع انسان تھے۔ سب سے ملتے اور سب کو ملاتے۔ جو بھی آپ سے ملتا وہ آپ کی خوبیوں اور حسن اخلاق کا گرویدہ ہو جاتا، آپ خود تکالیف برداشت کرتے دوسروں کو راحت و آرام پہنچاتے۔ مخلوق خدا کی بے لوث خدمت آپ کے پیش نظر تھی۔ ایثار و قربانی، صداقت و امانت، غیرت و حمیت کا آپ عملی نمونہ تھے۔

آپ کی پوری زندگی ایک ہی مقصد اور محور کے گرد گھومتی نظر آتی ہے اور وہ ہے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس رنگ میں اپنے پیروؤں کو مکمل طور پر رنگ دیا۔ آپ نے جدید زمانے کے تقاضوں کے مطابق عمل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں زندگی گزارنا سکھایا، آپ فرماتے تھے:

> ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اس طرح کریں جس طرح ایک عاشق اپنے معشوق کی اطاعت کرتا ہے، اطاعت فرمانبرداری کا ایسا رویہ پیدا کریں کہ ہماری پسند و ناپسند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو جائے''

تصنیفی و تحقیقی مصروفیات:

آپ کی شخصیت عالم اسلام اور دنیائے اردو ادب میں باعث فخر اور لائق تکریم ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی ذات بابرکات کے بارے میں جو تشریحی اور تنقیدی کام آپ نے کیا ہے اور ان کی تعلیمات اور فکر و فن کی بلندیوں سے عوام روشناس کرانے کی جو کامیاب کوشش

Marfat.com

کی ہے اسے اہل اسلام کبھی فراموش نہیں کر سکتے ۔ جب بھی امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا اسم گرامی لبو پر آتا ہے ایک اور نام لوگوں کے ذہنوں میں فورا آجاتا ہے وہ آپ کا نام مبارک ہے۔ آپ ـ اعلی حضرت عظیم المرتبت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کے پیغام اور تعلیمات کو پھیلانے میں اپ ساری زندگی وقف کر دی۔ اگر یہ کہا جائے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عاشق صادق ک علمی خدمات کی طرف پوری دنیا کو متوجہ کرانے کے لیے رب کریم نے پروفیسر صاحب کا خاص طو پر انتخاب فرمایا ہے تو اس میں ذرہ برابر بھی تعجب نہیں ہوگا۔

آپ کا دوسرا فقید المثال اور عظیم الشان کارنامہ جہان امام ربانی کی تصنیف و تالیف ہے۔ ر کتاب شائع کر کے ڈاکٹر صاحب علیہ الرحمۃ نے جس خوبصورت انداز میں حضرت امام ربانی ک خدمت اقدس میں جو نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے وہ تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت نگاری کے بعد اتنا عظیم کام شاید آج تک نہیں ہوسکا۔ یہ اس صدی کا تاریخ ساز اور عظیم الشان کام ہے جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے منفرد اور امتیازی شان رکھتا ہے جو تائید الٰہی اور غیبی امداد کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب علیہ الرحمۃ نے ان موضوعات پر بھی تحقیقی کام کیا جن پر کسی فاضل نے قلم نہیں اٹھایا تھا یا لکھا تو سرسری طور پر۔ وہ موضوعات اور عنوانات جن پر اس فاضل محقق نے مقالات یا مضامین تحریر کیے ہیں ان میں سوانح، سیرت، اخلاقیات، ادب، شخصیات، تصوف، اقبالیات، فلسفہ، تاثرات، نفسیات، سیاست وغیرہ شامل ہے۔ جن کی تعداد سیکڑوں کے قریب ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار تصنیفات و تالیفات بھی ہیں نیز کتابوں پر ڈاکٹر صاحب کے تبصرے، پیش لفظ، مقدمے، تقاریز، تاثرات و پیغامات بھی شائع ہو چکے ہیں۔ یہ تمام تحریری سرمایہ اور تحقیقی خزانہ ملکی اور غیر ملکی مشہور رسائل میں شائع ہو چکا ہے۔

محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفی خاں (مرحوم) اپنے اس ہونہار شاگرد رشید کے بارے میں تعریفی کلمات کہتے ہوئے فرماتے ہیں۔

Marfat.com

''میری پوری مدت ملازمت میں وہ میرے سب سے بہترین شاگرد رہے ہیں۔ میں ان پر بجا طور پر فخر کر سکتا ہوں۔ ان جیسے باوقار با کردار اور باصلاحیت طلباء موجودہ حالات میں خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ وہ زندگی میں کامیاب و بامراد رہیں۔''

حضرت مسعود ملت کی علمی و روحانی شخصیت کی تشکیل اور کردار کی پاکیزگی اور بلندی میں اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کے حبیب مکرم کا کرم، آپ کے والد بزرگوار مفتی اعظم حضرت مظہر اللہ شاہ علیہ الرحمۃ کی بزرگانہ شفقت، مخلصانہ دعاؤں اور بزرگان دین کے روحانی فیض کو بڑا دخل ہے جس کے ساتھ اپنی علمی لگن، ان تھک محنت، حسن عمل، خلوص نیت کی بیش بہا دولت سے مستفیض ہو کر عظمت و بلندی کے اس بلند ترین مقام پر آپ پہنچ گئے جو اللہ کے محبوب اور مقبول بندوں کی اہم منزل ہے۔ آپ کے احباب، مریدین اور متوسلین پاکستان، ہندوستان، افغانستان، سعودی عرب، لبنان، ترکی، جرمنی، فرانس، ہالینڈ، انگلینڈ، امریکہ اور کینیڈا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ سب آپ کے لیے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو درجات عالیہ عطا فرمائے۔ اپنے قرب خاص سے نوازے۔ ہماری سب کی بارگاہ خداوندی میں دعا ہے کہ وہ اپنے اس محبوب اور مقبول بندے کے فیوض و برکات تا ابد قایم رکھے، آپ کے مزار مبارک کو اپنی رحمتوں، عنایتوں کا مرکز بنائے اور آپ کا فیض پھیلتا رہے۔ نیز جانشین مسعود ملت حضرت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد دام برکاتہ العالیہ کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے اور آپ کا سایہ ہمارے سروں پر قایم رکھے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم آپ کی اس نشانی کا حق ادا کر سکیں۔

اس تصور سے دل کو چوٹ لگتی ہے کہ آپ ہم سے اچانک جدا ہو گئے۔ دل کو چین نہیں آتا، روح بے قرار ہے۔ آنکھیں متلاشی ہیں۔ آپ کی بابرکت مجلس، نورانی شکل اور آپ کی صحبت کی تاثیر رہ رہ کر یاد آتی ہے۔ آپ کا سایہ اللہ کی عظیم نعمت تھا، اس نعمت سے محرومی بہت بڑی محرومی ہے۔ آپ کا نعم البدل کہاں سے لائیں اور کیسے لائیں۔

Marfat.com

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اللہ تعالیٰ نے محروموں کو اپنی عنایتوں اور بشارتوں کی خبر دے کر جو دلداری اور دل جوئی فرمائی ہے اس کا کس زبان سے شکر ادا کیا جائے۔ بس اللہ تعالیٰ ہر حال میں اپنی رضا پر راضی رکھے۔

ٹوٹے ہوئے دلوں اور اشک بار آنکھوں کے لیے صبر کا مرہم ہیں۔ ایک شافی علاج ہے جس کی تقلین حضرت فخر ملت عالی جناب حضرت مسعود احمد صاحب علیہ الرحمۃ اپنے ایک مکتوب میں اس طرح فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نصیحت کو ہمارے لیے سرمایۂ راحت بنائے۔ آپ فرماتے ہیں:

''سب کچھ اس کا ہے ہمارا کچھ بھی نہیں، جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ ہماری راحت کے لیے ہے۔ جب تک وہ چاہتا ہے رکھتا ہے اور جب چاہتا ہے وہ انعام واپس لے لیتا ہے۔ یہ واپس لینا محروم کرنا نہیں بلکہ امتحان محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ مصیبت و ابتلاء اور غم میں اپنے ہی خیال میں مستغرق رکھے۔ آمین بے شک اس کا خیال قرار جسم و جاں ہے۔ اس کا تصور نہ ہوتا تو غم کے مارے کہاں جاتے۔ ذرا غور تو فرمائیں ہمارے حال پر اس کا کتنا بڑا کرم ہے کہ اپنی لو لگا کے سب کچھ بھلا دیا''۔

سبق ایسا پڑھا دیا تو نے
دل سے سب کچھ بھلا دیا تو نے

Marfat.com

مسعود ملت کا مقام اولیت

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

☆

گردش لیل ونہار سے افق انسانیت پر کچھ ایسی عبقری اور یگانہ روزگار ہستیاں جلوہ گر ہوتی ہیں جن کے علمی وفکری کارنامے رہتی دنیا تک انسانیت کو رہنما اصول فراہم کرتے ہیں۔ وہ اپنے دامن میں علم وفضل کے ایسے ایسے گوہر رکھتے ہیں کہ جن کی کرنوں سے سارا عالم روشنی حاصل کرتا ہے۔ جن کی چمک دمک سے شعور وآگہی کو منزل عروج تک رسائی ہوتی ہے۔ وہ ہستیاں نہ صرف خود بلکہ ان کی آغوش تربیت کے پروردہ بھی دانش گاہوں میں علم وعرفان کے نقیب ہوتے ہیں۔ ان باکمال حضرات میں حضرت سیدی استاذی مرشدی مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نوراللہ مرقدہٗ کی باجمال شخصیت ممتاز ہے۔ آپ کا برق رفتار قلم عرب وعجم اور یورپی ممالک میں اپنا لوہا منوا کر اسلامی ادب و تحقیق کے پرچم نصب کر چکا ہے۔

آپ اپنی قابل قدر تصانیف اور اپنے دینی وعلمی کارناموں کی وجہ سے دور دور تک شہرت رکھتے ہیں۔ آپ کے قدر دان اور عقیدت مند پاک وہند میں نہیں بلکہ مشرق وسطیٰ اور یورپ میں بھی پائے جاتے ہیں۔ آپ کی تصانیف اردو کے علاوہ متعدد زبانوں میں تراجم ہو کر ساری دنیا میں پھیل چکی ہیں۔

عزیزم ڈاکٹر اعجاز انجم لطیفی صد ہا مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اس عظیم ہستی کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ان کی حیات ہی میں ان کی علمی وادبی خدمات کے حوالے سے مقالہ تیار کر کے ۱۹۹۷ء میں بہار یونیورسٹی، مظفر پور (بھارت) سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی اعلیٰ سند حاصل کی۔ کسی زندہ موجودہ شخصیت پر اس کی حیات وخدمات کے حوالے سے پی۔ ایچ۔ ڈی کیے جانے کے حوالے سے فاضل مقالہ نگار اور عنوان مقالہ ہستی دونوں ہی مقام اولیت پر فائز ہیں۔

ڈاکٹر اعجاز انجم لطیفی کا کارنامہ سب کے لیے لائق تقلید ہے کہ اس جہان فانی سے جانے کے بعد تو نہایت جوش وخروش سے خراج پیش کیا جاتا ہے۔ مگر انھوں نے اس کام کو حیات ہی میں کرنے کی داغ بیل ڈالی۔

Marfat.com

حضرت مسعود ملت کے مشائخ طریقت

ڈاکٹر سید عدنان خورشید مسعودی

☆☆

حضرت مسعود پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ کو ان کے والد ماجد اور مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمۃ اور دیگر مشائخ نے مختلف سلاسل میں اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ اجازت و خلافت کی تفصیل مفتی اعظم ہند حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد صاحب نے اپنے مکاتیب میں بیان فرمائی ہے۔

اقتباسات مکاتیب گرامی علامہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد، شاہی امام وخطیب مسجد فتحپوری، دہلی۔

معظم ومحتشم مسعود الملت مجدد الوقت حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب عبدالستار طاہر صاحب خلفاء مظہری کا ذکر کر رہے ہیں تو آپ کا ذکر تو اس میں جلی ہونا چاہیے۔ احقر نے حضرت قبلہ دادا ابا علیہ الرحمۃ کی زندگی میں اپنی عمر کے تقریباً پندرہ سال کے شب وروز حضرت کی خدمت میں گزارے۔ حضرت نے بھی بارہا بڑے ابا اور آپ کی خلافت کا ذکر فرمایا کہ میں نے ان کو پاکستان میں خلیفہ بنا رکھا ہے اور احقر کی موجودگی میں لوگوں سے بے شمار بار حضرت مفتی مظفر صاحب کا ذکر فرمایا تو آپ کا بھی ذکر خلفاء میں فرمایا۔ احقر ہمہ وقت حضرت کی خدمت میں رہتا تھا۔ مریدین ومعتقدین ہوں یا علماء ومفتیان کرام ومشائخ ہوں سب سے گفتگو کے دوران احقر خدمت میں رہتا تھا بلکہ حضرت کے قریب ہی تکیہ کے پاس بیٹھا رہتا تھا۔ ساری باتیں میرے سامنے ہوتی تھیں تو حضرت قبلہ نے بارہا آپ کی خلافت کا ذکر فرمایا اور دونوں خلفاء کے ساتھ ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ بھی اسی منصب پر فائز فرمائے گئے تھے۔۔۔

Marfat.com

(۲) حضرت قبلہ کے ساتھ درگاہوں پر جانے کا موقعہ بھی احقر کو ہی ملتا تھا۔ وہاں بھی وگان سے جب خلفاء کا ذکر آتا تو مذکورہ دونوں بزرگوں کے ساتھ آپ کا ذکر ضرور فرمایا۔

پاکستان کے مریدین جب تشریف لاتے تھے اور حضرت قبلہ سے ذکر ہوتا تھا تو اکثر آپ تے تھے:

''میں وہاں نہیں ہوں لیکن میاں مسعود تو ہیں وہ ہیں تو میں ہوں۔ آپ لوگوں کے لیے ان کو وہاں رکھا ہوا ہے اور سب کچھ انہیں بتا دیا ہے''

پاکستان میں ۱۹۶۴ء میں حضرت کراچی تشریف لے گئے تو نازلی ہوٹل میں بھی احقر ساتھ رات کو ماموں جان کے پاس جہاں امی جان ٹھہری ہوئی تھیں سونے جاتا تھا اور دن بھر حضرت خدمت میں رہتا تھا وہاں بھی ہمیشہ آپ کی خلافت کا ذکر سنا۔

حضرت کی عادت شریفہ تھی کہ وہ بہت کم گفتگو فرماتے تھے نظر کرم سے ہی سب کچھ عطا دیتے تھے اور نظر غضب سے سب سلب فرما لیتے تھے۔ قبلہ کا آپ پر زبردست کرم تھا بھلا پ کو خرقہء خلافت (سیاہ جبہ) بھی عنایت فرمایا جو اولیاء اللہ کا خصوصی طریقہ ہے۔ چغہ عام ر سے جمعہ اور عیدین کی نماز کی امامت کے وقت پہنا جاتا ہے۔ احقر نے قبلہ کو اور والد حب کو بار بار پہنے ہوئے جمعہ وعیدین میں دیکھا لیکن آپ کو وہ عنایت کیا جانا امامت مسجد کے ے نہیں تھا بلکہ امامت امت کے لیے تھا۔ گویا حضرت نے شان مجددیت پر آپ کو فائز فرماتے ے امت کی امامت وپیشوائی عطا فرمائی۔ اگر آپ مسجد میں امام ہوتے تو وہ جمعہ وعیدین کے لیے ارہ ہوسکتا تھا۔ لیکن آپ کو چغہ (جبہء خاص) عطا فرمانا اپنے اندر گہرائیاں لیے ہوئے ہے جو جہان امام ربانی'' کے ایک ایک جملہ سے ظاہر ہے۔ جہان امام ربانی کے افتتاحیہ واختتامیہ سبحان ہ یہ عظیم انسائیکلوپیڈیا، ماشاءاللہ! یہ اسی جبہ اور خرقہء خلافت کا ظہور ہے۔ سمجھنے والے سمجھ گئے ٹکنے والے بھٹک گئے۔۔۔ اس ناچیز کی نظر میں حضرت کے خلفاء گرامی قدر میں آپ کا مرتبہ سب ے اعلیٰ وارفع ہے۔ فرق مراتب میں برادران گرامی آپ سے بزرگ ہیں لیکن اس روحانی منصب ں آپ بجا طور پر فائق ہیں اور ان شاءاللہ فائق ہی رہیں گے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ

Marfat.com

عمر مبارک میں برکتیں صحت وتوانائیاں عطا فرمائے۔ آمین۔ (مکتوب محررہ: ۲۲؍جولائی ۲۰۰۷ء)

حضرت قبلہ مسعود ملت کو اپنے والد ماجد اور حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے علاوہ جن عظیم مشائخ طریقت سے اجازت وخلافت حاصل ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

از

آفتاب ولایت قطب دوراں حضرت علامہ شاہ محمد محمود الوری علیہ الرحمۃ (حیدر آباد، سندھ)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

از

خانوادۂ مجددیہ کے چشم وچراغ حضرت بدر المشائخ فضل الرحمٰن مجددی علیہ الرحمۃ (لاہور)

سلسلہ عالیہ علویہ

از

حضرت علامہ شیخ سید علوی مالکی مکی علیہ الرحمۃ (مدینہ منورہ)

سلسلہ عالیہ قادریہ

از

حضرت سید زین العابدین گیلانی (نورائی شریف، سندھ)

سلسلہ عالیہ چشتیہ

از

حضرت سید حکیم اکرام حسین سیکری علیہ الرحمۃ (حیدر آباد، سندھ)

سلسلہ عالیہ اویسیہ قادریہ رضویہ

از

شیخ الحدیث علامہ محمد فیض احمد اویسی (بہاولپور، پنجاب)

Marfat.com

چمنستان مظہریہ کا گلاب

(حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ کی یاد میں)

ریحانہ شفاعت ناز مسعودی (مکلی ،ٹھٹھہ، سندھ)

☆☆

جب سے چمن جہاں آباد ہوا ہے نجانے کتنی شخصیات منظر عام پر آئیں اور رخصت ہوئیں۔ کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں جو نہ مٹنے والے نقوش چھوڑ جاتی ہیں۔ان کے جانے سے چمن جہاں اداس ہو جاتا ہے۔انہی معطر و معنبر شخصیات میں ایک شخصیت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی ہے۔جن کے بنا جہاں سونا سونا ہے۔ لاکھوں دل اداس ہیں اور آنکھیں اشکوں سے لبریز ہیں۔ نگاہیں ہر طرف ان کو ڈھونڈتی ہیں۔سماعت ان کے مبارک کلمات سننے کے لیے بے تاب، چہرے ان کی حسین مسکراہٹ کے لیے بے قرار۔آپ کی شخصیت دل موہ لینے والی شخصیت تھی۔

حضرت مسعود ملت ایک ایسے چمنستانؒ کے حسین گلاب تھے جس کے تمام پھول عالم باعمل تھے۔ایک سے بڑھ کر ایک روشنی کا مینار جو اپنے علم و عمل کی روشنی سے سب کو منور و تاباں کیے ہوے تھے۔انہی میں وہ حسین پھول اور روشن مینار جس کی عظمت کی گواہی یہ ہوائیں یہ فضائیں دیتی ہیں۔آپ کے چاہنے والوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ اب گنتی کرنا دشوار ہے۔محبت کی نجانے کتنی چنگاریاں دلوں میں جنم لے چکی تھیں۔جن کا کوئی شمار نہیں۔ سب آپ کی شخصیت کے گرویدہ،آپ کی باتوں پر مرجانے والے اور مِٹ جانے والے ہیں۔ یہ سب عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سیدھے اور سچے راستے پر چلنے والے سچے عاشق ہیں۔ جنہوں نے آپ کی تعلیمات کو دل سے لگایا اور اپنے لیے ایک حسین راہگور کا انتخاب کیا۔ایسی راہ گزر جس پر چل کر اپنی منزل کو پاسکیں۔

حضرت مسعود ملت علم و عمل میں اپنے اسلاف کا عملی و مثالی نمونہ تھے۔آپ کی حیات کا ہر پہلو ایک روشن مثال ہے۔شرافت و سادگی ،امانت و دیانت اور علم و عمل کا شاہکار۔

Marfat.com

آپ کی محفل میں سب کو خصوصی اہمیت حاصل ہوتی، ہر شخص آپ کے لیے معتبر ہوتا۔ نہ کوئی تعصب نہ کوئی بدعقیدگی۔ بس آپ کی محبت اس پر ایسا چوکھا رنگ چڑھا دیتی کہ آنے والا بار بار آنے پر مجبور ہوتا۔ احسن انداز اور پیار بھرے لہجے میں فرمائی گئی گفتگو کانوں میں رس گھولتی اور سننے والا مسحور کن کیفیت محسوس کرتا۔

حضرت نے قرآن، حدیث، فقہ، سیرت، اخلاقیات، سوانح، شخصیات، نفسیات، تاثرات، اقبالیات، فلسفہ و ادب اور تصوف وغیرہ پر پانچ سو سے زیادہ مقالات تحریر فرمائے۔ آپ کی تحریر کا اسلوب آپ کا اپنا تھا اور اثر انگیز تھا کہ پڑھنے والا آپ کی تحریر کا شیدائی ہو جاتا۔ آپ کی تصنیفات کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب ہے۔ کئی تصانیف کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

آپ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ آپ ہمیشہ نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی فرماتے، اسے آگے لاتے لکھنے کے اسلوب بتاتے اور لکھنے والے کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی شخصیت پر جدید اسلوب کے دریا بہا دیئے۔ آپ پر کی گئی تحقیقی خدمات سرانجام دینے پر انھیں ''ماہر رضویات'' کہا جاتا ہے۔

''جہان امام ربانی'' کے عنوان سے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے مختلف تحریروں کو جمع کر کے پندرہ ضخیم جلدیں شائع کرنے کا سہرا بھی آپ کے سر ہے۔

حضرت مسعود ملت کبھی نہ مٹنے والی یادوں کے ایسے نقوش چھوڑ گئے ہیں جن کو قیامت تک یاد رکھا جائے گا۔ آپ کی زندگی بہت سادہ تھی، سادہ لباس پہنتے، سادہ خوراک استعمال کرتے اور فرشی نشست پر بیٹھنا پسند فرماتے۔ آپ سب کے لیے آئیڈیل تھے۔ آپ جھوٹ سے نفرت فرماتے۔ ہمیشہ لوگوں سے ملنساری سے ملتے۔ باقاعدہ ملنے جلنے والوں کے یہاں تشریف لے جاتے اور دعائے خیر فرماتے۔ آپ کی شخصیت کا یہ ایک بہت بڑا اعجاز ہے کہ وہ دنیائے اسلام اور دنیائے ادب دونوں کے لیے باعث عزت و احترام ہے کیونکہ آپ نے اپنے قلم سے جہاد کا فریضہ انجام دیا۔

Marfat.com

آپ کی علمی وادبی خدمات پر حکومت نے آپ کو اعزازات سے نوازا۔ آپ نمود و نمائش سے ہمیشہ دور رہتے تھے۔ اسی لیے اعزازات بھی خود وصول نہیں کیے بلکہ آپ کے صاحبزادے مسرور میاں اور دیگر احباب نے وصول کیے۔ صرف اس ایک بات سے ہی آپ کی پوری شخصیت نمایاں طور پر واضح ہو جاتی ہے۔

آپ عالم دین، دانشور واسکالر تھے۔ ملازمت کے سلسلہ میں آپ اندرون سندھ کئی شہروں میں تعینات رہے۔ بحیثیت پروفیسر، پرنسپل آپ نے بہت ذمہ داری سے اپنی ملازمت کے فرائض انجام دیئے۔ آپ ایڈیشنل سکریٹری تعلیم بھی رہے اور وہیں سے ریٹائرمنٹ کی مدت کو پہنچے۔ آپ نے ہمیشہ ایمانداری کو مدنظر رکھا۔

آپ جب بھی کراچی سے ٹھٹھہ تشریف لاتے، اس ناچیز کے غریب خانے پر ضرور رونق افروز ہوتے اور بہت ساری کتب ورسائل تحفتاً عنایت فرماتے۔

وصال سے چند روز پہلے ٹھٹھہ تشریف لائے اور اپنی دعاؤں سے نوازا۔ میرے سر پر آپ کے دستِ مبارک کا وہ لمس ایک حسین یاد ہے اور میرے لیے حسین سرمایہ حیات بھی۔ آپ کی باتوں میں جو روحانی کیف وسرور تھا ہمیشہ یاد رہے گا۔

آپ کو وصال ۲۸ اپریل ۲۰۰۸ء کو ہوا۔ آپ ایک عہد ساز شخصیت تھے۔ آپ کو کبھی بھلایا نہیں جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔

آمین

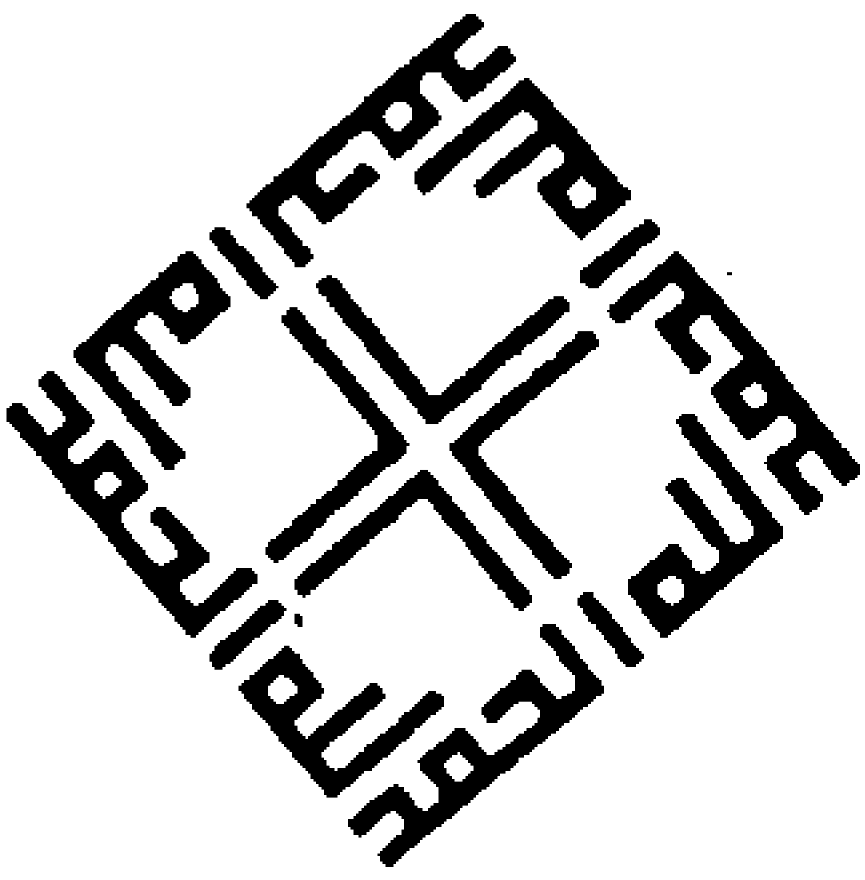

الحمد للہ

Marfat.com

مجدد ملت

صوفی عبدالستار طاہر مسعودی (لاہور)

☆

عام معتقدین میں تو ان گنت نام ہیں ان میں اہل قلم اہل علم وفضل حضرات شامل ہیں۔ جنہوں نے واضح طور پر آپ کو مجدد لکھا ہے۔ آئندہ سطور میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ مجدد کے اوصاف وشرائط پر پورا اترنے والی عصر حاضر میں ایک ذات جامع الصفات ہے۔ یہ معجزہ ہے عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کا، یہ کرامت ہے عاشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، یہ ثمرہ ہے فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ریاضت کا۔

معلوم ہوا کہ ایک زمانے میں ایک ہی علاقے میں کئی مجددین کا ہونا انوکھی بات نہیں۔ حضرت مسعود ملت جس صدی کے مجدد ہیں اس صدی میں ان کی عظیم تجدیدی خدمات ہیں پھر ایک ملک اور ایک علاقے میں رہتے ہوئے پوری دنیائے اسلام میں پہچانے جاتے ہیں۔

☆......وہ خانوادۂ مسعودیہ مظہریہ کے چشم وچراغ ہیں

☆......اپنے نانا جان کی پیش گوئی ہیں

☆......اپنے والد گرامی کی دعاؤں کا ثمر ہیں

☆......اپنی والدہ ماجدہ کے خوابوں کی تعبیر ہیں

☆......ہمشیرہ محترمہ کی محبتوں کے گلزار ہیں

☆......حضرات القدس کی عنایات کی آن ہیں

☆......عمہ مکرمہ کی شفقتوں کی بہار ہیں

☆......رفیقہء حیات کی رفاقت کی شان ہیں

☆......اہل نظر کے نور نظر ہیں

☆......امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر اتھارٹی ہیں

Marfat.com

☆ … عالم اسلام کے عظیم محقق ہیں

☆ … جن کا پیغام عشق ومحبت ساری دنیا کے لیے مشعل راہ ہے

جنہوں نے مجدد دین وملت اعلیٰ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی عبقری شخصیت پر تحقیق کی اور ان کا پیغام عشق ومحبت ساری دنیا میں پھیلایا اور ماہر رضویات کہلائے۔

☆ …… جن کا سلسلہ ءرشد وہدایت دور ونزدیک پھیلا ہوا ہے

☆ …… جو تمام سلاسل کے مشائخ میں یکساں مقبول ہیں

☆ …… جن کے خلفاء دنیا کے مختلف خطوں میں موجود ہیں اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا فیض پہنچا رہے ہیں

☆ …… اہل قلم میں نہایت ممتاز ہیں

☆ …… صورت وسیرت اور علم وعمل میں اسلاف کا نمونہ ہیں

☆ …… دردمندوں اور عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے داعیوں کے لیے مشعل راہ ہیں

☆ …… قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی نشانی ہیں

☆ …… دین اسلام کے پُر جوش مبلغ ہیں

☆ …… آسمان علم کے کوکب درخشاں ہیں

☆ …… سعادت لوح وقلم ہیں

☆ …… مخلص وخوش دل رفیق صدیق ہیں

☆ …… گم کردہ راہ نوجوانوں کے لیے چراغ راہ ہیں

☆ …… اہل سنت کا فخر ہیں

☆ …… محبین کے لیے چشمہ ءفیض ہیں

☆ …… زندگی نذر کرنے والوں کی زندگی ہیں

☆ …… مریدین کے لیے گنج کرم ہیں

☆ …… بلاشبہ آپ مجدد دین وملت ہیں۔ (مجدد عصر، مطبوعہ لاہور، ص ۳۵_۳۶)

Marfat.com

خدمات کا طائرانہ جائزہ

پروفیسر محمد امین خان حکمت

☆☆

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد قدس سرہ العزیز کی شخصیت پر جن کے پرستار پاک وہند کے علاوہ دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے ہوں، میرے جیسے مبتدی کے لیے کچھ لکھنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

بے شمار خوبیوں کے مالک، ہزار ہا حسین اور دلآویز صفات سے مزین ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ سے میرا تعلق استاد اور شاگرد کا ۱۹۶۳ء میں قایم ہوا جب میں نے شاہ عبداللطیف گورنمنٹ کالج میر پور خاص میں سال اول میں داخلہ لیا۔ اس تعلق پر میں جتنا بھی ناز کروں کم ہے۔

یہ کس مہکے ہوئے رنگین گل کا تذکرہ نکلا
کہ عطر و مشک و عنبر سے بھرا گنج دہن میرا

آپ سے دوسرا تعلق اس وقت ہوا جب میرا بحیثیت لیکچرار گورنمنٹ کالج مٹھی میں تقرر ہوا۔ مٹھی میں رہائش کا مسئلہ بہت سنگین نوعیت کا تھا۔ مقامی باشندے باہر سے آنے والوں کو اپنے محلوں میں رہائش دینے پر رضامند نہ تھے۔ مٹھی جیسے دور افتادہ قصبے میں آپ کو کالج شروع کرنے کی ذمہ داری تفویض کی گئی تھی۔ آپ نے نو واردان ملازمت کو رہائش دلانے کی ذمہ داری بھی خود ہی سنبھال لی۔ آپ نے میرا انتظام دوسرے لیکچراروں کے ساتھ زیر تعمیر سول اسپتال میں کرادیا۔ جب اسپتال کا افتتاح ہونے لگا تو آپ نے ہمیں دوسری جگہ رہائش دلائی۔

حضرت ہمارے افسر تھے لیکن آپ میں افسروں والی کوئی بات نہ تھی۔ آپ تمام عملے سے چاہے وہ کوئی بھی ہو یکساں سلوک کرتے تھے۔ آپ سب کے دوست اور غمخوار ہوتے ہوئے بھی

Marfat.com

اعلیٰ درجے کے منتظم تھے۔ میں نے آپ کے زیرِ سایہ تین سال سے زائد مٹھی میں گزارے۔

یہ زندگی، زندگی نہ سمجھو کہ زندگی سے مراد ہیں بس
وہ عمرِ رفتہ کی چند گھڑیاں جو ان کی محفل میں کٹ گئیں

۱۹۷۵ء میں مٹھی تھر کا ایک بڑا قصبہ تھا۔ جب آپ کا تبادلہ وہاں ہوا بجلی نہیں تھی۔ میٹھا پانی نایاب تھا اور ریتلے راستوں پر کیکڑے (GMC Truck) میں جانا پڑتا تھا۔ یہ سفر بھی صبر اور استقامت کی آزمائش ہوتا تھا۔ آپ کے مٹھی تبادلے میں آپ کے ایک ساتھی کا ہاتھ تھا لیکن آپ نے اس کے بارے کبھی کوئی شکایت اور منفی بات نہیں کی۔

طریقِ اہلِ دنیا ہے گلہ شکوہ زمانے کا
نہیں زخم کھا کر آہ کرنا شانِ درویشی

آپ کے بہت سے چاہنے والوں نے مٹھی سے کسی اچھی جگہ تبادلے کی سفارش کرنے کی اجازت چاہی لیکن آپ نے انھیں سختی سے منع کر دیا۔ مٹھی سے آپ کا تبادلہ سکرنڈ نواب شاہ کر دیا گیا اور آپ وہاں چلے گئے لیکن کسی سے منت سماجت نہ کی۔

دعا میں ذکر کیوں ہو مدعا کا
کہ یہ شیوہ نہیں اہلِ رضا کا

اہلِ علم جہاں بھی جاتے ہیں وہاں وہ نہ صرف علم کی ترویج کرتے ہیں بلکہ ان کو دیکھ کر دوسروں میں بھی علم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ آپ کی حوصلہ افزائی اور راہنمائی میں بہت سے اساتذہ نے مضامین لکھے جو مختلف رسائل میں شائع ہوئے۔ آپ نے حیرت کدہ مٹھی کے نام سے مضامین کا ایک سلسلہ تحریر کیا جو ضیاءِ حرم میں قسط وار شائع ہوا۔ ان مضامین میں مٹھی کے لوگوں کے معاشرتی اور مالی مسائل کو نہایت عمدہ اور شگفتہ تحریر میں پیش کیا۔ یہ کتاب بعد میں سفرنامہ مٹھی کے نام سے شائع ہوئی۔

Marfat.com

مٹھی کی گرمی اور دوسرے معاملات و مسائل سے نمٹنے کی ہمارے اندر ہمت نہ تھی اور نہ ہی تربیت۔ جب صبر کا دامن ہمارے ہاتھ سے چھوٹنے لگتا ہم ڈاکٹر صاحب کی طرف دیکھتے۔ پھر مایوسی کے بادل چھٹ جاتے، دل کو سکون ملتا اور رہنے کا سرور ملتا۔

دھوپ سے جل رہے ہیں جسم و جاں
اس خرابے میں اک گھٹا ہو تم

اسی زمانے میں آپ نے تحریک پاکستان کے بارے میں لکھنا شروع کیا۔ یہ ایک تحقیقی کام تھا اور اس میں آپ نے تحقیق کے ذریعے تاریخ کے وہ گوشے بھی آشکارا کیے جو کسی وجہ سے دوسرے مصنفین نہ کر سکے تھے۔ تحقیق کا مقصد کسی خبر کے اصل تک پہنچنا ہے۔ گویا تحقیق نام ہے علمی بصیرت کے ساتھ حقیقت کو دریافت کرنا۔ اہل علم و تحقیق صداقت کے امین، متقی اور امانت دار ہوتے ہیں۔ آپ محقق کی اعلیٰ ترین تعریف پر ہر لحاظ سے پورا اترتے ہیں۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ آپ کے پاس ایک کتابچہ تھا جسے عبدالقادر بدایونی نے تحریر کیا تھا۔ ان کا یہ مضمون پہلے رسالہ ذوالقرنین میں شائع ہو چکا تھا۔ ان صاحب نے علامہ اقبال کی تجویز سے بہت پہلے اس کتابچے میں ان اضلاع کے پاکستان میں شامل ہونے کا مطالبہ کیا جو واقعی بعد میں پاکستان میں شامل ہوئے۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی اور دوسرے لوگوں سے مراسلت کی اور تقریباً چھ ماہ کی تحقیق کے بعد آپ دو مختلف ناموں کا راز معلوم کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ انگریز سرکار کے ملازم بھائی نے وہ کتابچہ لکھ کر ذوالقرنین رسالے میں اپنے کاروباری بھائی کے نام سے شائع کرایا تھا تاکہ وہ قانون کی گرفت سے آزاد رہیں۔ ملازمت کے بعد اسے اپنے نام سے دوبارہ کتابچہ کی شکل شائع کیا۔ اس تحقیق سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ تاریخی واقعات، سنن اور ناموں کی درستگی کے لیے آپ کس دیدہ ریزی اور ذہنی کاوش سے کام لیتے تھے۔ اسی لیے آپ کی تحریر کردہ کتب کی صحت اور ہر اہل علم و حکمت نے نہ صرف تسلیم کیا بلکہ سراہا بھی ہے۔

تحریر اور گفتگو میں استعمال ہونے والے الفاظ میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ بعض لوگ تحریر کے

Marfat.com

غازی ہوتے مگر گفتگو کے محاذ پر شہید ہو جاتے ہیں اور کچھ گفتگو میں مہارت رکھتے ہیں لیکن تحریر ان کے لیے شجر ممنوعہ ثابت ہوتی ہے۔ حضرت نہ صرف تحریر بلکہ تقریر کے بھی غازی تھے۔

لیکن یہ بھی حقیقت ہے آپ نے تقریر کے مقابلے میں تحریر کو ترجیح دی۔ اگر آپ کی گفتگو قلم بند کر کے تحریر سے موازنہ کیا جاتا تو یقیناً گفتگو اور تقریر میں تفریق کے پیمانے شکستہ ہو جاتے۔

آپ جس محفل میں جلوہ افروز ہوتے اس محفل کو چار چاند لگ جاتے۔ آپ متوازن طبیعت اور عادلانہ مزاج کے حامل انسان تھے۔ آپ اختلاف رائے پر شدت بالکل نہیں کرتے تھے۔ جو ایک مرتبہ ملتا وہ آپ کا زندگی بھر کے لیے گرویدہ اور عقیدت مند بن جاتا یعنی۔

تیری محفل ناز سے جانے والے
نگاہوں میں تجھ کو لے جا رہے ہیں

کوئی بھی بزم ہو ہر ایک آپ کی بات کو غور سے سنا کرتا تھا۔ آپ کی گفتگو مختصر، موضوع سے متعلق اور جامع ہوتی تھی۔ آپ کے چھوٹے چھوٹے فقرے دل کے پار ہو جاتے تھے۔ آپ اپنے نظریات دوسروں پر تھوپتے نہیں تھے اور سامع ان نظریات سے متاثر ہوئے بغیر رہتے نہیں تھے۔

ہم جیسے عامی اس گفتگو میں اس شخص کے معائب کا خوب اظہار کرتے ہیں جو وہاں موجود نہیں ہوتا۔ ایسی ہی ایک نشست میں ہم اپنے ایک سینئر ساتھی کی کنجوسی پر خوب تبصرہ کر رہے تھے۔ وہ الفاظ اگر اس استاد کے سامنے کہے جاتے تو یقیناً وہ انھیں بُرا مانتے اور یہ ہی غیبت ہے۔ حضرت نے اس میں سے چند الفاظ سن لیے اور فرمایا:

''وہ بہت ہی دور اندیش ہیں''

اس مختصر سے جملے میں ایک جہانِ معنی پوشیدہ ہے۔ یہ الفاظ اگر سامنے بھی کہے جائیں تو بُرے محسوس نہیں ہوتے اس طرح آپ نے کسی کی غیر حاضری میں ایسے الفاظ کے چناؤ کرنے کا درس دیا تاکہ غیبت سے بچا جا سکے۔

آپ کی تصانیف کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی اور اس کے آخری رسول حضرت محمد

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اجمعین اور بزرگان دین کے فضائل ومناقب کو بیان کرنا ہے تاکہ قاری نہ صرف ان کی عظمت کا قائل ہو بلکہ ان کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی اس میں خودبخود رغبت پیدا ہو۔

آپ کا اسلوب اس قدر دل نشین اور پُراثر ہے کہ حکومت کے ایک سکریٹری نے آپ کی کتاب ''محبت کی نشانی'' صرف اس لیے نہیں پڑھی کہ اگر کتاب پڑھ لی تو داڑھی رکھنی پڑ جائے گی۔

آپ کی نگارشات فکرانگیز ہونے کے ساتھ ساتھ تدبر اور توازن کا حسین مرقع ہیں۔

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی نے اپنی کتاب ''ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی اردو نثر نگاری'' میں آپ کے حسین، پُراثر اور دلچسپ اسلوب نگارش کے مختلف پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی ہے جو پڑھنے کے لائق ہے۔

سچے حرف ہی لکھتے ہیں یہ جذبہ ان کا سچا ہے
لہجہ ان کا اپنا ہے، اسلوب بھی ان کا اپنا ہے

اور

رنگوں کا ہے ایک سمندر خوش بو کا پرچار بھی ہے
ان کے قلم کی بات ہی کیا، پھول بھی ہے تلوار بھی ہے

آپ نے سیرت وکردار کا صرف تذکرہ ہی نہیں کیا بلکہ اپنے عمل سے بھی سیرت وکردار کی ایک اعلیٰ مثال قایم کی۔ جب جنرل ضیاء الحق کی طرف سے آپ کو سیرت کانفرنس میں شرکت کا دعوت نامہ آیا تو آپ نے اس دعوت نامے کو قبول کرنے سے اس لیے معذرت کرلی کہ آپ نے اسکول کے طلبہ سے اسی تاریخ کو خطاب کرنے کا پہلے ہی وعدہ کرلیا تھا۔ اس کے علاوہ آپ جس دن واپس آنے کا کہہ کر جاتے اسی دن اور تاریخ کو واپس تشریف لاتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب تصوف کے سلسلہ میں نقشبندیہ سے وابستہ تھے۔ اس سلسلے کے ایک عظیم بزرگ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات، ارشادات، افکار، تجلیات، علمی ودینی خدمات کے موضوعات پر آپ نے کافی کتب تصنیف کیں اور اپنی زیرنگرانی دوسروں سے لکھوائیں تاکہ آپ کا

Marfat.com

پیغام عوام الناس تک زیادہ سے زیادہ پہنچے۔

آپ کی اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ سے خصوصی محبت عالم آشکارا ہے۔ دونوں عشق رسول میں ڈوبے ہوئے تھے۔ آپ نے فاضل بریلوی کے علمی مقام اور دینی خدمات پر تحقیق کرکے بیس سے زائد کتب خود تصنیف کیں اور دوسروں سے فاضل بریلوی پر بے شمار کتابیں لکھوائیں۔ آپ نے مٹھی میں پروفیسر رفیع اللہ صدیقی سے ''فاضل بریلوی کی مسلمانوں کے لیے معاشی ہدایات'' نامی کتابچہ لکھوا کر فاضل بریلوی کی معاشی مسائل سے واقفیت کا ڈنکا بجوایا۔ فاضل بریلوی کے حوالے سے آپ کو ایک منفرد مقام حاصل ہے اور آپ کی تن تنہا خدمات کئی اداروں پر بھاری ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے قلم، عمل، قدم، فہم، ادراک، منطق، استدلال، عبادت، ریاضت، تسلیم، تہذیب اور ترغیب سے اس ارض آب وگل اور انسانوں پر اللہ کے حکم کے اطلاق کرنے اور اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کی تعلیم دی اور یہی تعلیم دیتے ہوئے آپ ۲۸/اپریل ۲۰۰۸ء کو اس جہان فانی سے حیات ابدی کی طرف روانہ ہوگئے۔

آسمان تیری لحد شبنم افشانی کرے

☆......☆......☆

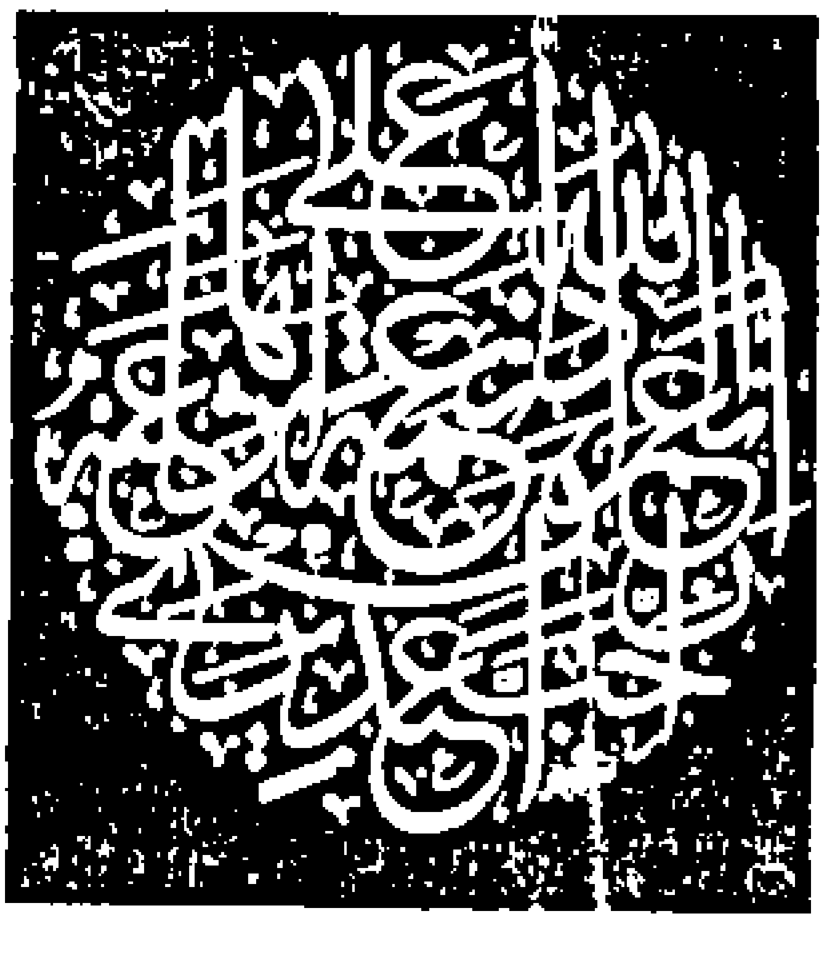

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد سے ایک مختصر ملاقات

ذوالفقار علی (میرپور خاص، سندھ)

☆☆

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔ اسی لیے پریشان حال اور تاریک راہوں کے مسافروں کے لیے ایک مسعود جہاں عطا کیا۔ جس کی صحبت سے دلوں کو اطمینان، دیدار سے چہرے کو بشاشت وتازگی اور گفتگو سے فکر کو رعنائیاں حاصل ہوتی ہیں۔ جب نظر کرم ہو جائے تو جسم وجاں مسحور و مسعود ہو جاتا ہے۔ اللہ کے ولیوں کی بھی عجیب شان و رمز ہوتی ہے۔ آپ کسی بھی مقام پر اپنے دل میں ان سے محبت کا جذبہ پیدا کریں یہ اپنی کشش محبت سے آپ کو شرفِ صحبت عطا کر دیتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب سے کبھی مصافحہ کا شرف حاصل ہوا تھا۔ پھر دوست احباب سے ان کی محافل میں، روحانیت، تقدس اور اعلیٰ نظم وضبط کی تعریف و تحسین سن کر دل ان سے ملاقات کے لیے مضطرب ہو گیا لیکن ہر مرتبہ کوئی نہ کوئی عذر ہو جاتا۔

سوچتا ہوں کیا کوئی ایک مختصر سی ملاقات اتنی سحر انگیز ہو سکتی ہے؟ جس کا اثر مہینوں ذہن پر قایم رہے۔ (جبکہ میں ان سے بیعت بھی نہیں) تو ذہن کا ایک ہی جواب ہوتا ہے نہیں۔ پھر اس بیس یا پچیس منٹ کی ملاقات نے مجھے کیوں ان کا گرویدہ کر دیا۔ جبکہ اس محفل میں تو آپ کے کئی عقیدت مند محبت بھری نظروں سے دیدار سے مشرف ہو رہے تھے اور آپ ان کی طرف توجہ بھی فرما رہے تھے۔ دل سے ایک ہی جواب آرہا ہے کہ جب کوئی فرد اللہ کے محبوب کا درجہ حاصل کر لیتا ہے تو اللہ فرشتوں میں منادی کرا دیتا ہے کہ یہ بندہ میرا محبوب ہے تم بھی اس سے محبت کرو اور یہ بات مخلوق میں بھی پھیلا دو۔ کراچی پہنچ کر ایک مرتبہ شرف ملاقات کی خاطر فون کیا تو معلوم ہوا کہ کسی علمی سلسلے میں ہندوستان تشریف لے گئے ہیں۔ دوسری مرتبہ کراچی پہنچ کر فون کیا تو معلوم ہوا کہ وہی علمی سلسلے میں پنجاب تشریف فرما ہیں۔ جب پچھلے سال موسم گرما کی تعطیلات میں اپنے

Marfat.com

تحقیقی مقالے کے سلسلے میں کراچی گیا تو میرے ساتھ سندھی کے لیکچرار آغا در محمد صاحب تھے۔ بازار میں ضروری کام سے فارغ ہوئے تو مغرب کا وقت سر پر آ پہنچا تھا اور ہم کھوڑی گارڈن کے آس پاس تھے۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد سے ملاقات کا وقت عصر تا مغرب تھا۔ میں آپ سے ملاقات کے لیے مضطرب تھا۔ میں نے کہا ٹیکسی یا رکشہ کرلیں تاکہ زیادہ وقت آپ کی صحبت میں گزارا جاسکے۔ آغا صاحب نے کہا بس سے چلتے ہیں۔ اس دن میں نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے رکشے کے لیے انھیں راضی کرلیا۔ ورنہ میں اکثر ان کی بات پر سرِ تسلیم خم ہی کرتا ہوں۔ جب رکشہ روانہ ہوا تو دل میں ایک خوشی کی لہر دوڑ رہی تھی۔ پہلی ملاقات سے قبل یہ کیفیت کیوں ہوگئی۔ یقیناً ہم جب اللہ والوں کی طرف تھوڑا بھی متوجہ ہوتے ہیں تو وہ اپنی شفقت سے کڑی دھوپ میں ہم پہ سایہ فگن کردیتے ہیں۔ میرے پاس ایک تھیلی تھی جس میں مقالے سے متعلق بنیادی لوازمہ تھا۔ ساتھ ہی کچھ کھجوروں کے پیکٹ تھے جو فرمائش پر میرپور خاص سے لے کر آئے تھے۔ میرے ہم سفر نے کہا یہ کھجوروں کے پیکٹ اندر رکھ لو کہیں ڈاکٹر مسعود صاحب تحفہ نہ سمجھ لیں۔ مجھے ان کی بات سمجھ میں آ گئی میں نے فوراً ان پیکٹ کو تھیلی کی تہہ میں ڈال دیا۔ شوق ملاقات تو تھا لیکن بازار کی مصروفیات اور سفر کے باعث اہتمام ملاقات نہیں تھا۔ ایسی ہستیوں سے ملاقات کے لیے اہتمام ضرور کرنا چاہیے۔ اس سے فیوض و برکات کے نور کو جذب اور محسوس کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ کیونکہ وہ تو مائل بہ کرم ہوتے ہیں اور ہمیں سائل بننا بھی نہیں آتا۔ سیڑھیاں چڑھ کر آپ کے دربار میں حاضری دی تو کوئی اجنبیت محسوس نہیں ہوئی۔ ہاں دل کی صورت یاد نہیں کیا ہوا۔ فائلیں نکالنے لگا تو بے اختیار وہ کھجور کا پیکٹ بھی باہر آ گیا اور اسے وہاں موجود ایک معصوم سے بچے کے حوالے کردیا۔ بزرگوں کا قول ہے کہ ولی کامل کے دربار میں حاضری کے لیے جاؤ تو خالی ہاتھ نہ جاؤ۔ وہاں ایک لنگر جاری ہوتا ہے۔ اس لنگر میں حصہ شامل کرنے کی سعادت بھی خوش نصیب افراد کو حاصل ہوتی ہے۔ یہ خطا کار پر پہلی نظر کرم ہوئی۔ اپنے مقالے کے بارے میں مدعا بیان کیا۔ آپ نے میرے مضمون کے ہر صفحے پر نظر ڈالی اور وہاں موجود کسی صاحب (اقبال احمد اختر القادری) کو مختلف کتابیں لانے کو فرمایا۔ میں نے آواز ریکارڈنگ کی USB آن کردی پھر آپ سے

Marfat.com

ریکارڈنگ کی اجازت طلب کی، جو مجھے نہیں مل سکی لیکن میں نے نیک نیتی سے اسے بند نہیں کیا۔

اسی اثناء میں ادب کے حوالے سے گفتگو ہوئی تو ادب کی ایسی جامع، واضح اور مختصر تعریف بیان کی جسے سن کر اطمینان اور اعتماد میں اضافہ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا:

''میرا خیال ہے پر اثر تحریر کو ادب کہتے ہیں''

اللہ والوں کی تحریر اور گفتگو سے زیادہ اثر کہاں ملے گا؟ اس جملے کی معنوی وسعت کے ساتھ آپ کی عاجزی وانکساری نے سائل کو گفتگو کرنے کا اعتماد بھی دیا مگر روحانیت کا پہلا اور آخری سبق ''ادب'' نے زیادہ گفتگو سے اجتناب پر مجبور کر دیا۔ پھر خانقاہ کے تصور پر گفتگو شروع کی تو مجھے ماضی میں ہونے والی ایک گفتگو یاد آئی، جنہوں نے خانقاہ کے تصور کو واضح کرنے کی بجائے اتنا الجھا دیا تھا کہ مقالے سے ہاتھ اٹھانے کو جی چاہا تھا مگر ایک سال کی کوشش کے بعد کچھ کچھ تصور واضح ہوا تھا۔ آپ نے حضرت مفتی محمود الوری علیہ الرحمۃ کی خانقاہ کا ذکر کیا کہ وہ تو ایک چھوٹا سا کمرہ تھا وہاں سے ایک جہاں مستفیض ہوتا تھا۔ پھر اس ہستی کی مثال دی جس کے عشق میں آپ گم تھے۔ فرمایا:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کسی محل نما مقام سے تبلیغ نہیں کی وہ بھی مختصر تھا''

واقعی وہاں سے فیض پانے والوں کا نور تو آسمان کے تاروں کو بھی شرماتا تھا۔ میں نے سوچا یوں آپ نے خانقاہ کا تصور بھی واضح کر دیا۔ آپ نے یہ نکتہ میرے ذہن پر نقش کر دیا کہ خانقاہ عمارت کا نام نہیں بلکہ ولی کامل کی تربیت گاہ کا نام ہے۔ اس دوران آپ دیگر افراد کی طرف بھی متوجہ ہوتے رہے۔ مغرب کا وقت دور کہیں گم ہو گیا تھا۔ سورج نے مغرب کی طرف اپنی حرکت بند کر دی تھی۔ وہ ساکن ہو گیا تھا۔ شاید اس مخصوص مقام پر وقت ٹھہرا تھا یا پورے کراچی میں یا ملک میں نہ جانے کہاں کہاں یہ معاملہ ہو گیا۔ اصحاب کہف کا واقعہ بھی عجیب ہے۔ اس میں وقت کا وہ عملی تصور ملتا ہے جس سے سائنس ابھی کوسوں دور ہے۔ ہر کوئی وقت کی نئی نئی تعریف کر کے دانشور بن جاتا ہے اور جو وقت کو روک دیں انھیں کیا کہیں۔

ابھی تو ایک اہم معاملہ پر سوال کرنا تھا جسے سوچ کر میرے ساتھی آغا در محمد آئے تھے۔ انھوں نے بڑے اعتماد سے ''نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت'' کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے

Marfat.com

صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر صاحب کے مضمون کا حوالہ دیا اوراس موضوع کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا ادراک بہت ہی کم افراد کو ہوتا ہے۔ایک بڑی ہستی کا نام لے کر فرمایا وہ بھی اس سے آگاہ نہیں تھے۔ یقیناً اس ہستی کے بارے میں آپ سے زیادہ کون واقف ہوگا؟ آپ ہی نے تو اہل دنیا کوان کے اصل مقام سے آگاہی دی۔ میں آپ کی گفتگو کوسن رہا تھایا موضوع کی محبت میں گم تھا۔آپ کو یہ نکتہ کیسے معلوم ہوا کہ انھیں اس کا ادراک نہیں ہو سکا۔میرا خیال ہے دو ذرائع ہو سکتے ہیں۔ان کی تحریریں یا پھر علم باطن۔مگر اتنی بڑی بات کیا ہر فرد کہہ سکتا ہے۔نہیں یہ نکتہ تو وہی بیان کرسکتا ہے جو''نور محمدی (ﷺ) کی حقیقت'' سے آگاہ ہو۔پھر فرمایا آپ میر پور خاص سے تعلق رکھتے ہیں پیر نثار احمد جان سرہندی سے رابطہ رکھیں۔میرے وہ کولیگ رہے تھے۔میں ان کی علمیت کا قائل نہیں تھا۔ میں نے سوچا وہ کیا مدد کریں گے۔ابھی خیال مکمل ہی ہوا تھا۔آپ سے تو زیادہ جانتے ہوں گے۔اپنے خیال پر شرمندگی ہوئی۔آپ نے مجھے شرمندہ کیے بغیر یہ نکتہ بھی سمجھا دیا کہ کسی کوخود سے کم نہیں سمجھنا چاہیےاور بزرگوں کا احترام دل سے کرنا چاہیے۔اس کے بعد پیر نثار احمد جان سرہندی سے وقتاً فوقتاً مستفیض ہونے کا موقع ملتا رہتا ہے۔اللہ ان کوصحت یابی کے ساتھ عمر خضر عطا فرمائے۔

جن صاحب کو کتب لانے کے لیے فرمایا تھا وہ کئی کتب سلیقے سے لے آئے اور میرے حوالے کر دی۔ میں نے وہاں کتابوں کو دیکھنا مناسب نہیں سمجھا۔آپ نے خود پر تحریر کردہ ڈاکٹر اعجاز انجم لطیفی کے پی ایچ ڈی مقالے کے بارے میں فرمایا کہ وہ پروفیسر پیر نثار احمد جان سرہندی سے یا پروفیسر عبدالرحمٰن سے حاصل کر لینا۔لوڈشیڈنگ کی وجوہات پر بھی گفتگو ہوئی۔میرے ساتھی نے یہ کہا جنریٹر بنانے والی کمپنی اور بجلی والوں کی ملی بھگت ہے۔آپ نے دھیمے انداز میں فرمایا ہوسکتا ہے۔

سورج تو مزید احکامات کا منتظر تھا کہ اسے آج غروب بھی ہونا ہے یانہیں۔اس کی نظر شاید تمام سائل پر تھی کہ ان کے معاملات مکمل ہوں تو مزید سفر طے کرسکوں۔ہم نے اجازت چاہی۔ وہاں سے روانہ ہوے۔میر پور خاص گھر واپسی پر کتب دیکھیں تو زیادہ تر موضوع سے متعلق تھیں۔

Marfat.com

ایک کتاب کو دیکھ کر تو دل باغ باغ ہو گیا۔ درود تاج بمعہ تحقیق۔ ان دنوں یہ درود پڑھنے کو جی بہت چاہ رہا تھا۔ ایک دو کتب خانوں سے معلوم کیا نہیں ملی۔ ہم کاہل لوگ محبت میں بھی کاہلی دکھاتے ہیں۔ اس در سے پا کر جو خوشی ہوئی وہ ناقابل بیان ہے۔ آپ کی آواز بھی بغیر اجازت ریکارڈ کر لی تھی۔ گھر آ کر اسے کھولنے کی کوشش کی تو اس نے کھلنے سے انکار کر دیا۔ مجھے کوفت ہونے لگی۔ میں نے USB نہ کھلنے کا الزام اپنے فرزند محمد رصیف پر لگایا۔ کیوں کہ اس نے اسے استعمال کیا تھا۔ میں نے اس کوفت میں USB کا تمام مواد ضائع کر دیا۔ یوں مسعود ملت کی آواز نہ جانے کہاں کھو گئی۔ حکم عدولی میں ایسا تو ہوتا ہے۔ میں واپس آ کر بے اختیار آپ سے ملاقات کا تذکرہ مختلف دوستوں سے کرتا رہا اور یہ سوچتا رہا۔ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ جو کوئی آپ کی گفتگو کرتا وہی اچھا لگنے لگتا۔ آج اس ملاقات کو ایک سال ہونے کو ہے مگر اس کی لذت دل و دماغ آج بھی محسوس کر رہے ہیں۔ اس ملاقات کو رقم کرنے کا خیال ملاقات کے بعد ہی آ گیا تھا مگر آپ کے پردہ فرمانے کے بعد اسے رقم کیا جا رہا ہے۔ شاید اللہ والے زندگی میں اپنے بارے میں ایسی تحریروں سے گریز فرماتے ہیں۔

آج بظاہر مسعود ملت ہمارے درمیان نہیں ہیں مگر ان کی زندگی کے حالات و واقعات، ملفوظات اور کتب میں موجود ہیں۔ جن کی روشنی میں ہم اپنی زندگی میں مثبت تبدیلی لا سکتے ہیں۔ اللہ ہمیں ان کی حیات طیبہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

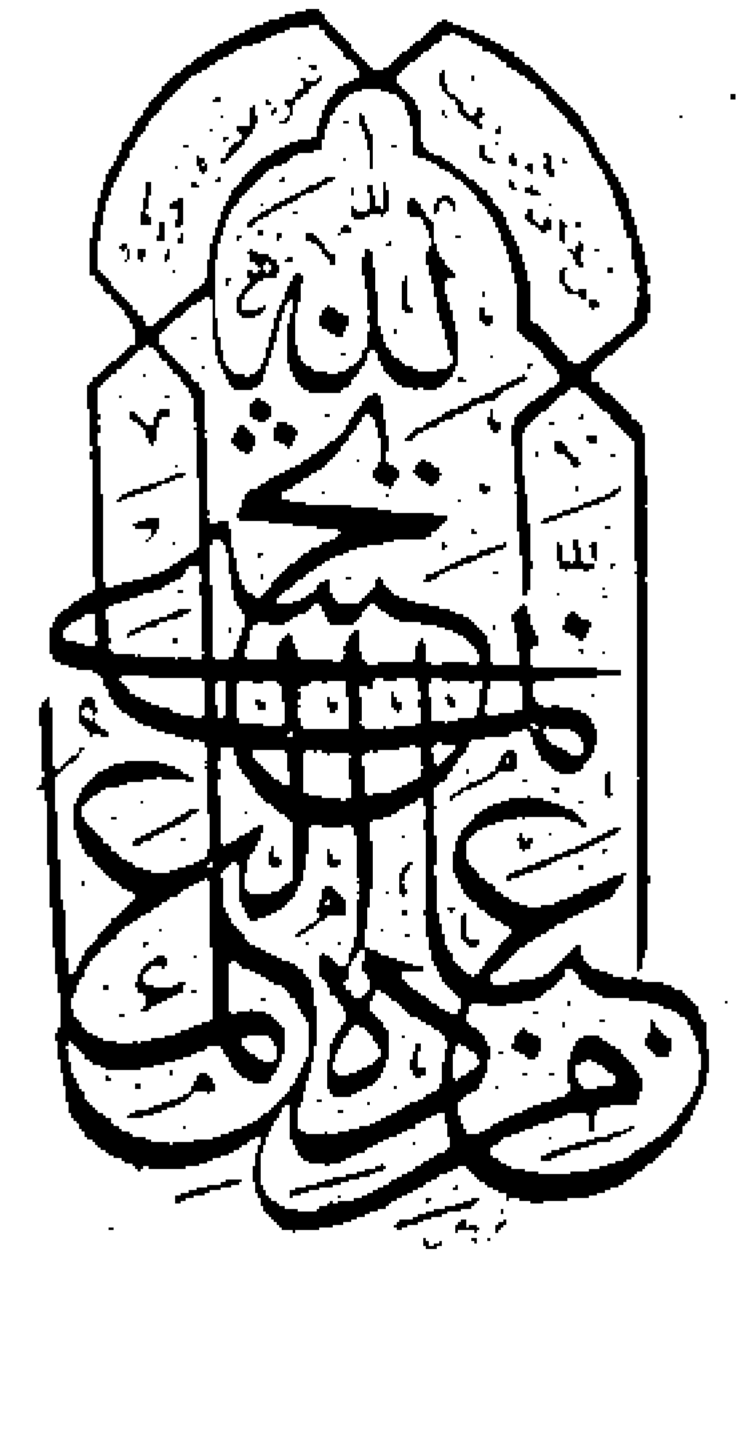

Marfat.com

ایفائے عہد اور مسعودِ ملت

نوید سروش، میرپور خاص

☆☆

میں سیکنڈ ائر کا طالب علم تھا۔ ۱۹۸۶ء میں چار دوستوں نے مکہ جامع مسجد میرپور خاص میں رضا لائبریری قایم کی۔ اس ناچیز کے ساتھ عاشق حسین، محمد نعیم اور مختار احمد تھے۔ ہماری راہنمائی حضرت صاحب کے شاگرد پروفیسر فیاض احمد کاوش مرحوم فرماتے تھے۔ رضا لائبریری کے زیر اہتمام ۱۹۸۷ء ماہ ربیع الاول میں ہم نے سیٹلائٹ ٹاؤن میرپور خاص میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل کا انعقاد کیا۔ استاذی پروفیسر فیاض احمد کاوش کے ذریعے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کو جلسے میں صدارت فرمانے کی دعوت دی۔ حضرت صاحب نے یہ دعوت بخوشی قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا:

> ''جہاں میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل ہو خوش نصیب لوگ بلائے جاتے ہیں، میں ضرور حاضر ہوں گا''

مزید فرمایا:

> ''مجھے فیاض صاحب نے بتایا کہ آپ سب طالب علم ہیں یا پھر بے روزگار، کسی قسم کا کوئی تکلف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔''

یہ تمام گفتگو حضرت صاحب سے ٹیلی فون پر ہوئی، میں نے یہ سب اپنے دوستوں کو بتایا۔ ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی، ہم اپنی بساط کے مطابق محفل کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ دعوت نامے چھپوائے گئے۔ بینر لکھوائے، ہم نے بشیر سینٹر کے برآمدے میں فرشی نشست کا انتظام کیا، جہاں ڈھائی تین سو افراد بآسانی بیٹھ سکتے تھے۔ دو دن بعد پروفیسر فیاض کاوش صاحب سے علم ہوا کہ کراچی میں تین روزہ قومی سیرت کانفرنس ہے۔ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے ملک بھر سے جید علمائے دین و زعمائے کرام کو مدعو کیا اس فہرست میں حضرت محمد مسعود احمد صاحب کا نام بھی شامل

Marfat.com

ہے۔ دن تاریخ کا علم ہونے کے بعد ہمارے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ کوشش کے باوجود ہمارا رابطہ حضرت صاحب سے نہیں ہو سکا۔ استاذی پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش بھی رابطہ کرنے میں احتیاط برت رہے تھے۔ وہ ایسا احتراماً کر رہے تھے۔ اس وقت موبائل ایجاد کا چلن نہ تھا۔ پی ٹی سی ایل اور پی سی او عام نہیں تھے۔ مولوی ریاض صاحب مرحوم کو تمام صورتحال سے آگاہ کر کے جلسے کی صدارت کے لیے راضی کیا۔

محفل والے دن سہ پہر کو پروفیسر فیاض احمد کاوش صاحب نے ہمیں خوش خبری دی کہ حضرت صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ یہ خبر سن کر ہم کھل اٹھے، جھوم جھوم گئے۔

بعد نماز عشاء رات تقریباً دس بجے محفل کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت پروفیسر فیاض احمد کاوش نے حاصل کی۔ تقریب کی نظامت کے دوران میں حضرت صاحب کا تعارف اور چند جملے نذر سامعین کیے آپ بھی سن لیجیے:

> ''حضرت صاحب نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس محفل میں آنے کا وعدہ فرمایا تھا بعد میں صدر پاکستان سے قومی سیرت کانفرنس میں شرکت کا دعوت نامہ ملا، آج کراچی میں اس کانفرنس کا آغاز ہوا ہے، حضرت صاحب نے ہم سے کیے ہوئے وعدے کو پورا کیا اور آج ہمارے درمیان موجود ہیں، ایفائے عہد اسے ہی کہتے ہیں، سبحان اللہ''

حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب جب خطبہ صدارت کے لیے تشریف لائے، انھوں نے اپنے منفرد اور دلنشین لہجے میں آیات ربانی کی تلاوت فرمائی، پھر ارشاد فرمایا:

> ''حضرات گرامی! میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سب محفلیں مبارک، بابرکت اور گنجینہ فیض ہوتی ہیں۔ مگر ان احباب (ہمارے طرف اشارہ کر کے) سے پہلے آنے کا وعدہ کر چکا تھا مجھے ہر حال میں میرپور خاص آنا تھا اب چاہے رضا لائبریری کی انتظامیہ چار غلامان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کریں یا چار سو۔''

Marfat.com

اس وضاحت کے بعد حضرت صاحب نے اپنے دھیمے لہجے اور سمجھانے والے انداز میں ایسی شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کی کہ سننے والے دم بخود رہ گئے۔ مجمع ساٹھ ستر نفوس پر مشتمل تھا مگر پنڈال واہ واہ۔ سبحان اللہ کی صداؤں سے گونجتا رہا۔ حضرت صاحب نے اپنے خطاب کا ہر جملہ آیات ربانی اور مستند احادیث مبارک کے حوالوں سے ایسا مزین کیا کہ آج بھی اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی اس محفل کو یاد کر کے دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔

میں اپنی، اپنے دوستوں اور لوگوں کی زندگیوں کو دیکھتا ہوں، جیسے جیسے میرے عقل وشعور میں اضافہ ہو رہا ہے اور مطالعہ ومشاہدے میں گہرائی آ رہی ہے تو حضرت صاحب کے ''ایفائے عہد'' کے واقعہ کو یاد کرتا ہوں جو بظاہر چھوٹا سا واقعہ ہے مگر حقیقتاً یہ بہت بڑا اور غیر معمولی واقعہ ہے۔ تو حضرت صاحب سے عقیدت، محبت اور عزت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور حضرت صاحب ایک باعمل عالم، حقیقی اسلامی روح کے مفکر، شریعت وطریقت کے پابند، پُرخلوص شخصیت اور انسانیت کے اونچے درجے پر فائز نظر آتے ہیں۔

۱۹۹۸ء کا ایک واقعہ ہے، استاذی پروفیسر فیاض احمد کاوش کے گھر حضرت صاحب آئے تھے۔ حضرت صاحب مریدوں، عقیدت مندوں اور محبت کرنے والے دوست احباب بیٹھے ہوئے تھے میں بھی موجود تھے، مغرب کی نماز حضرت صاحب کی امامت میں ادا کی، نماز کے بعد حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد سے ہم نے ایک سوال کیا۔ حضرت صاحب تھر کے علاقے میں مسلم وغیر مسلم کا کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا کیا علمائے کرام کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ ایسے علاقوں میں جا کر تبلیغ دین کا کام کریں اور اسلام کے بنیادی اصولوں اور ارکین کے بارے میں بتائیں۔

حضرت صاحب نے نہایت اطمینان سے سوال سنا اور بڑی شفقت سے جواب دیا۔

''آپ اسلام کے لیے، مسلمانوں کے لیے دردمند دل رکھتے تھے، آپ کی سوچ لائق تحسین ہے، جب میں مٹھی میں تھا تو میں نے اپنی بساط کے مطابق تبلیغ دین کے لیے کوششیں کی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں بڑا کرم کیا۔ مسجد بھی تعمیر

Marfat.com

کروائی، اللہ نے کامیابی عطا کی، پھر ذرا توقف کے بعد آہستگی سے گویا ہوئے۔آپ پڑھے لکھے ہیں، لیکچرر ہیں، مذہب کے مطالعے کا شوق بھی رکھتے ہیں، اپنی بساط کے مطابق آپ کوشش کیوں نہیں کرتے، رب دوجہاں کے حکم کے مطابق ہر مسلمان پر دین برحق کی دعوت دینا فرض ہے''

اسلامی دنیا ایک غلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم ہوگئی۔ایسا اسلامی مفکر جس کا لفظ لفظ مستند تحقیق کا آئینہ دار، جس کا ہر عمل حکم اللہ کے مطابق اور جس نے اپنی پوری زندگی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بسر کرنے کی کامیاب کوشش کی۔

حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی پوری زندگی اور ان کے خیالات وافکار ہمارے سامنے ہیں ان پر عمل کر کے ہم بہتر زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

ڈاکٹر محمد مسعود احمد

کرن سنگھ

☆☆

ڈاکٹر محمد مسعود احمد بسلسلہ ملازمت میر پور خاص آئے۔ ۱۹۵۸ء تا ۱۹۶۶ء تک شاہ عبداللطیف کالج میں بحیثیت لیکچرار (اردو) اپنے منصبی فرائض انجام دیے۔ اسی دوران یہاں کی علمی و ادبی تقریبات میں شریک ہوتے رہے خصوصاً کالج کی علمی و ادبی فضا کو فروغ دینے میں آپ نے نمایاں حصہ لیا، کالج سے شائع ہونے والے ''لطیف'' میگزین کے حصہ اردو کے نگران بھی رہے۔

میر پور خاص میں قیام کے دوران ۳۷ مضامین لکھے جو پاک و ہند کے مشہور و معروف رسائل میں شائع ہوئے۔ یہ مضامین ادبی، تاریخی، مذہبی، دینی اور صوفیانہ نوعیت کے تھے۔ قیام میر پور خاص کے دوران دو کتابیں ''ویرانے کے شریف زادے'' ترجمہ اور ''شاہ محمد غوث گوالیاری'' کے علاوہ ڈاکٹریٹ کا مقالہ ''اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر'' قلم بند کیں۔

(ڈاکٹر) محمد مسعود صاحب کی تخلیقی زندگی کا آغاز ۱۹۵۶ء میں طالب علمی کے زمانے میں ہوا۔ طالب علمی کے زمانے میں تین کتابیں ترجمہ کیں جن میں ڈاکٹر تاراچند کی کتاب ''تمدن ہند پر اسلامی اثرات'' بھی شامل ہے۔ جو بعد میں میر پور خاص میں قیام کے دوران نظر ثانی کے بعد شائع ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب کو تخلیق و تراجم دونوں میں مہارت حاصل تھی بقول ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان ''عزیزی گرامی پروفیسر مسعود احمد صاحب ایم۔ اے علمی دنیا میں غیر متعارف نہیں انھوں نے تھوڑے عرصے میں ہی متعدد بلند پایہ مقالات شائع کیے ہیں۔ بفضل تعالیٰ انھیں ایسی وسیع نظر حاصل ہے کہ وہ اپنے موضوع کے لیے حتی الوسیع تمام ماخذوں کو کھنگال لیتے ہیں اور کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑتے''

(ماخوذ میر پور خاص کی ادبی سرگرمیاں از کرن سنگھ)

Marfat.com

''حضرت قبلہ مسعود ملت''

مولانا محمد شہزاد قادری ترابی

☆☆

بڑھتی ہوئی بدعقیدگی سے پیدا ہونے والے بگاڑ نے مجھے عقائد اہل سنت پر مختصر کتاب تحریر کرنے پر آمادہ کیا۔ وہ اعتراضات جو بدمذہب اسلامی عقائد (عقائد اہل سنت) پر مختلف سوالات کی صورت میں کر کے سادہ لوح لوگوں کو وسوسوں کا شکار کیا کرتے ہیں، لہٰذا میں نے ۱۹ رسال کی عمر میں ۱۹۹۹ء میں ''صراط الابرار'' (نیکوں کا راستہ) کے نام سے ایک کتاب تحریر کی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں بہت مقبول فرمایا۔ اس کے بعد ۲۰ رسال کی عمر میں ''بیان حق'' کے نام سے دوسری کتاب تحریر کی۔

ان دو کتب کو لکھنے کے بعد ایک مرتبہ رات کے وقت پیر طریقت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب علیہ الرحمۃ کے در دولت پر حاضر ہوا۔ یہ ۲۰۰۰ء کی بات ہے، میں نے دروازے پر دستک دی۔ ان کے صاحبزادے نے دروازہ کھولا اور مجھے گھر کے اندر لے گئے۔ اسی ضمن میں حضرت مسعود ملت علیہ الرحمۃ تشریف لے آئے اور مجھ سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے؟ اور کیوں آئے ہیں؟ میں نے حضرت مسعود ملت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ''صراط الابرار'' اور ''بیان حق'' کتابیں پیش کیں۔ حضرت بہت خوش ہوئے، اپنے کمرے میں لے گئے جہاں بیٹھ کر آپ کتابیں تحریر فرماتے تھے، میں نے کمرے کو دیکھا تو حیران رہ گیا۔ بالکل سادہ سا کمرہ تھا۔ زمین پر دری بچھی ہوئی تھی اور دری پر ایک ٹیبل پر قلم دوات اور دیگر چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ میں ان چیزوں کو حیرت سے دیکھتا رہا۔ واللہ آج بھی وہ چیزیں میری نظروں میں ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ابھی کل ہی کی بات ہے۔ غرض آپ مجھ سے فرمانے لگے کہ یہ میرا چھوٹا سا کمرہ ہے۔ یہاں بیٹھ کر کتابیں تحریر کرتا ہوں تھک جاتا ہوں۔ پھر دوبارہ لکھنا شروع کر دیتا ہوں۔

Marfat.com

پھر آپ نے مجھے اپنی کچھ کتابیں تحفہ کے طور پر دیں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں وہ وقت، وہ لمحات آج تک نہیں بھلا پایا۔

۲۹ اپریل بروز منگل موبائل پر میسج آیا جس میں تحریر تھا کہ مفکر اسلام، فخر رضویت، مسعود ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب وصال فرما گئے ہیں، میسج پڑھتے ہوئے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ دل غمگین تھا اور دل یقین نہیں کر رہا تھا کہ مسعود ملت علیہ الرحمۃ کا وصال ہو گیا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک خواب ہو گیا۔ ابھی تو مسعود ملت ہمارے درمیان آفتاب و ماہتاب کی طرح بنفس نفیس موجود رہ کر ہماری رہنمائی اور سرپرستی فرما رہے تھے۔ آپ نے اپنی کتابوں اور مقالات کے ذریعے اہل سنت کی بڑی خدمت کی، اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے پیغام کو گھر گھر پہنچایا، آپ کی تعلیمات سے لاکھوں مسلمانوں نے فیض پایا۔ یوں سمجھ لیجیے کہ آپ کو عالم اسلام میں ایک محقق اور رئیس التحریر کے نام سے جانا جاتا تھا۔

اہل کراچی خوش نصیب ہیں کہ قبلہ مسعود ملت علیہ الرحمۃ جیسی ہستی اتنے برس ہمارے درمیان جلوہ گر رہی اور بعد از وصال بھی اپنی مرقد انور میں سے فیض لٹا رہی ہے۔ اتنا بلند مرتبہ ہونے کے بعد بھی آپ میں عاجزی و انکساری کی دولت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ایک مرتبہ آپ کو کسی ٹیلی فون کیا۔ ٹیلی فون کرنے کے بعد سائل نے عرض کی، حضور ایک سوال ہے اس کا جواب مرحمت فرمائیں۔ آپ نے سائل سے فرمایا اگر شرعی مسئلہ پوچھنا ہے تو آپ عالم کو فون کریں کیونکہ میں عالم نہیں ہوں اور اگر کوئی فتویٰ کی صورت ہے تو پھر کسی مفتی سے رابطہ کریں کیونکہ میں مفتی نہیں ہوں۔ یہ بات لکھنے کا مقصد یہ ہے اس قدر علمی شخصیت ہونے کے باوجود آپ کا یہ عمل آپ کی عاجزی و انکساری پر دلالت کرتا ہے ورنہ یہاں تو خشخشی داڑھی والے اور کلین شیو لوگ اس طرح سوالات کے غلط جوابات دیتے ہیں اور پھر اپنے آپ فخر کرتے ہوئے خود کو ممتاز مذہبی اسکالر اور علامہ کہلواتے ہیں۔

آہ! صد آہ! ایسا لگتا ہے کہ جیسے تصوف کی حقیقی تصویر چلی گئی۔ صوفیاء کرام کی ایک نشانی چلی گئی، رئیس التحریر چلے گئے، تحقیقی دنیا کا ایک باب بند ہو گیا۔

Marfat.com

علماء اور دانشوروں کی نظر میں

ڈاکٹر محمد اعجاز انجم لطیفی (بریلی شریف)

ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ کی ذات ستودہ صفات کوئی محتاج تعارف نہیں۔ اس وقت ان کا تعارف پیش کرنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک ایسے عاشق رسول اور ایسی عالمگیر ہمہ جہت شخصیت کو اپنی تحقیق (ریسرچ) کا موضوع بنایا کہ جن کے نقوش تاریخ کے صفحات میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ اس ذات گرامی کا مکمل تعارف کرانے کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کو اس بارگاہ فیض سے ایسا تمغہ ملا کہ اب ان کی ذات بھی انمٹ ہوگئی۔ راقم الحروف کے مقالہ ڈاکٹریٹ پر اظہار خیال فرماتے ہوئے امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے لیے مشہور و معروف شخصیات نے جو تاثرات پیش کیے ہیں انھیں تاثرات کو ذیل میں پیش کر رہا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ مفتی مطیع الرحمٰن پورنوی

☆☆

پروفیسر مسعود احمد علم و تحقیق کی دنیا میں ایک معروف اور مسلم شخصیت کا نام ہے۔ ارباب مذہب کی انجمن ہو یا یاران ادب کی بزم وہ ہر جگہ یکساں اعتبار کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور معارف رضا کی حیثیت سے تو وہ وحدہٗ لاشریک یعنی اپنی نظیر آپ اسی لیے لوگ انھیں ماہر رضویات کہتے اور لکھتے ہیں۔ (ڈاکٹر مسعود احمد حیات، علمی اور ادبی خدمات، ص ۳۹)

حضرت علامہ مفتی محمد مکرم احمد

(شاہی امام وخطیب مسجد جامع فتحپوری دہلی)

☆☆

وہ طالب علمی کے زمانے ہی سے ماہ وانجم کی طرح چمکے، ملازمت کے دوران وہ جس جس

Marfat.com

اداروں میں تشریف لے گئے انھوں نے اپنا رنگ جمایا اور اپنی بے لوث خدمات سے نیز علمی مہارت اور انتظامی صلاحیتوں کی وجہ سے ہر ادارہ کو چار چاند لگائے اور خوب ترقی دی۔ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی شخصیت پر تقریباً ۳۳ رسال سے وہ لکھ رہے ہیں۔ ماہر رضویات کا لقب پانے والے عالم اسلام کے وہ تنہا دانشور و قلمکار ہیں۔ جو آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکتے نظر آرہے ہیں۔ پروفیسر صاحب نے عالم اسلام میں، عالم اغیار میں، اپنوں میں اور بے گانوں میں، علماء و مشائخ میں، محققین اور مصنفین میں، اساتذہ اور طلباء میں، عدلیہ اور انتظامیہ میں، عوام اور خواص میں، اطفال اور پردہ نشین خواتین میں، غرض زندگی کے ہر شعبے اور ہر میدان میں ہر سماج اور ہر زبان میں حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا ایسا جامع اور مکمل تعارف کرایا، ایسا مدلل اور مبرہن تعارف پیش کیا کہ آج ایشیاء اور افریقہ میں، ہر کالج اور یونیورسٹی میں حتیٰ کہ ہزار سالہ بلند وقار قدیم و معتبر جامعہ ازہر میں ان کا نام نامی اسم گرامی معظم اور محترم الفاظ میں لیا جا رہا ہے۔

(ڈاکٹر مسعود احمد حیات، علمی اور ادبی خدمات، ص ۳۷)

پروفیسر ڈاکٹر فاروق احمد صدیقی

(صدر شعبہء اردو بہار یونیورسٹی مظفرپور)

☆☆

ڈاکٹر مسعود احمد دنیائے علم و دانش میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اپنے بوقلموں، علمی، ادبی اور دینی کارناموں کی بدولت وہ اپنے ہم عصروں میں بڑی محترم اور قد آور شخصیت کے مالک ہیں۔ ان جیسے کثیر التصانیف اصحاب، اشخاص برصغیر پاک و ہند میں اب خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ ان کے بلند اور وقیع کارنامے اُن کو ہمیشہ زندہ رکھیں گے۔ خصوصاً رضویات کے تعلق سے ان کی عظیم الشان خدمات کو ہمیشہ قدر و احترام کی نظر سے دیکھا جائے گا۔ محض چند جملوں میں ان کی بلند قامت شخصیت کا احاطہ ممکن نہیں۔ مختصر یہ کہ ڈاکٹر صاحب جامع صفات و حیثیات میں اہل سنت کے لیے ایک سرمایہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (ڈاکٹر مسعود احمد حیات، علمی اور ادبی خدمات، ص ۳۴)

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین آرزو

(وائس چانسلر مظہر الحق عربک پرشین یونیورسٹی پٹنہ بہار)

☆☆

پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد مجددی کا شمار ان فضلاء میں ہوتا ہے جو اپنی قابل قدر تصانیف اور اپنے دینی و علمی کارناموں کی وجہ سے دور دور تک شہرت رکھتے ہیں۔ ان کے قدرداں اور ان کے معتقدین ہندوستان و پاکستان ہی میں نہیں، مشرق وسطی کے ممالک میں بھی پائے جاتے ہیں۔ جہاں مختلف موضوعات پر ان کی تصانیف شوق اور توجہ سے پڑھی جاتی ہیں۔ ان کی تصانیف کی تعداد سو سے زائد ہے۔ جن میں چالیس کتابوں کے ترجے دوسری زبانوں میں شائع ہوکر مختلف ملکوں میں پھیل گئے ہیں۔ (ڈاکٹر مسعود احمد حیات، علمی اور ادبی خدمات، ص ۲۸)

پروفیسر وسیم بریلوی

(ڈین فیکلٹی آف آرٹس روہیلکھنڈ یونیورسٹی بریلی)

☆☆

ڈاکٹر مسعود احمد ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہی نہیں بلکہ دینی فکر و نظر کے معیار گر کہے جاسکتے ہیں۔ ان کے نثری کارنامے زیادہ تر مذہبی نکتہ سنجیوں سے وابستہ ہیں۔ ایسے دانشور کی شخصیت اور اس کی نثری کاوشوں کا تفصیلی جائزہ علمی دنیا کے لیے بشارت بے بہا سے کم نہیں۔

(ڈاکٹر مسعود احمد حیات، علمی اور ادبی خدمات، ص ۳۱)

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی

☆☆

اردو زبان و ادب کی دنیا میں ایسے صاحبان علم و ادب و قلم کم ہی ملیں گے اور ان کمیاب اور کامیاب شخصیات میں ایک مشہور اور مستند و معتبر نام ہے عزت مآب، پروفیسر ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کا جو بیک وقت عالم دین، پروفیسر، دانشور، مفکر، محقق، ادیب، مصنف اور

Marfat.com

نقاد بھی کچھ ہیں اور ان سب پر مستزاد وہ ہادی و مرشد بھی ہیں۔ انھوں نے اردو کو مذہبیات و مذہبی علوم وفنون، اخلاقیات، تاریخ، سیاسیات، عمرانیات، معاشیات، شعروادب وغیرہ بھانت بھانت موضوعات کے جہانوں کی سیر کرائی ہے اور مختلف علوم وفنون کو تحقیق وتنقید کی نئی نئی جہتوں سے آشنا کیا۔ محسن اعظم انسانیت مصطفیٰ جان رحمت علیہ التحیۃ والثناء اور ان کے نائبین صحابہ، صلحاء، اولیاء وعلماء کی سیرت وسوانح اور تقدیسی پہلو کو اجاگر کر کے ادب برائے ادب اور ادب برائے زندگی کے جلوے دکھائے ہیں۔ ان کے قلم حق وفیض رقم کا سب سے بڑا کمال ہے سرسید اور ان کے رفقاء کے ایک ہم عصر عالم وفاضل، ادیب وشاعر اور مفکر ومصلح امام احمد رضا بریلوی کی شخصیت، علم وفضل، عظمت وعبقریت اور تقدیسی کارناموں کو اجاگر کرنا کہ انھیں مخالفین امام احمد رضا نے دبانے، چھپانے اور مٹانے کی انتھک کوشش کی۔ اردو زبان وادب کی تاریخ سے لے کر مذہبی، قومی، ملی، ملکی تواریخ میں جگہ نہ دے کر جو ظلم کیا گیا، اس ظلم وبے عدلی کا پردہ قلم مسعود نے چاک کر کے امام احمد رضا کی سچائی، اچھائی اور بڑائی کے حقیقی جلوے دکھا کر مشاہیر زمانہ کو حیرت زدہ کر دیا اور سب کی آنکھیں کھول دیں۔ (ڈاکٹر مسعود احمد حیات، علمی اور ادبی خدمات، ص ۳۰)

احمد حسین قادری

(انسپکٹر آف سینٹرل ایکسائز ممبئی)

☆☆

امام احمد رضا کو علم داں طبقوں میں متعارف کرنے میں آپ (ڈاکٹر مسعود احمد) نے مجتہدانہ طرز اپنایا اور یہ کام تاریخ کا اہم باب بن گیا۔ آپ (ڈاکٹر محمد مسعود احمد) رضویات کے سلسلے میں جزو لاینفک کی حیثیت اختیار کر گئے۔ آنے والا اہل سنت کا مورخ آپ کی ان خدمات جلیلہ کو نہ تو نظر انداز کر سکتا ہے اور نہ ہی سنی دنیا آپ کے احسانات کو فراموش کر سکتی ہے۔ امام احمد رضا نابغہ روزگار تھے اور آپ کی عبقریت مسلم تھی، مگر آپ کے قلمی رسالوں کی اشاعت کے بعد ہی امام احمد رضا کی عبقری شخصیت کے تمام محجوب اور پوشیدہ گوشے طشت از بام ہوئے، آج یونیورسٹیوں

Marfat.com

میں، مغرب کے دانش کدوں میں امام احمد رضا کے علم اور اسلامی فکر وفقہ، اسلامی سائنس کے جدید علوم وفنون پر امام احمد رضا کی دسترس، یہ سارے شعبہ ہائے حیات منظر عام پر لانے میں آپ کی خدمات نمایاں ہیں، اعلیٰ حضرت کی ہمہ جہتی فکر و دانش اور تمام علمی وفکری و دینی خدمات سامنے آئیں۔ آپ اہل سنت کا ایک لازوال اور ایک حسین دولت گرانمایاں ہیں۔ سنیوں کو امام احمد رضا جیسا مجدد ملا۔ ''رہبر و رہنما'' اور ''اجالا'' پڑھنے کے بعد لاکھوں سینوں میں یہ تصویر آویزاں ہوئی ہے آپ کی تحریروں نے غلط فہمی کا صرف ازالہ ہی نہیں کیا بلکہ حقائق و معارف کو واشگاف کیا۔

(ایضاً، ص ۸۷۴، ۸۷۵)

ڈاکٹر اختر بستوی

☆☆

آپ (ڈاکٹر مسعود احمد) کی شخصیت عالم اسلام اور دنیائے ادب اردو، دونوں کے لیے باعث تکریم ہے کیونکہ آپ نے اپنے قلم سے صالح اسلامی عقائد کی تبلیغ کے لیے بھی گرانقدر خدمت انجام دی ہے اور اردو ادب کے تنقیدی ادب کے دامن کو بھی بے بہا تحریروں کے جواہر پاروں سے بھر دیا ہے، خاص طور پر امام احمد رضا کی علمی، دینی اور شعری خدمات جلیلہ کے متعلق جو تحقیقی، تنقیدی اور تشریحی کام آپ نے کیا ہے اور جس طرح ان کے فکر وفن کی بلندیوں سے اردوداں عوام کو روشناس کرانے کی انتہائی کامیاب و مستحسن کوشش کی ہے اسے اہل اسلام اور اہل اردو کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ (ایضاً، ص ۸۶۶)

علامہ عبدالمبین نعمانی

(رکن المجمع الاسلامی مبارک پور)

☆☆

عرفان رضا کو عام کرنے میں آپ (ڈاکٹر مسعود احمد) کے فیضان قلم نے جو کردار ادا کیا ہے

Marfat.com

پوری دنیا اس کی دل سے معترف ہے اور تمام عاشق رضا آپ کے لیے سراپا دعا گو ہیں، سچ ہے عشق کی آواز دبتی نہیں اور آتش عشق مرتی نہیں اور جو اس کی لپیٹ میں آجائے وہ بھی حیات جاوداں پا جاتا ہے۔علماء اور دانشور حضرات کے مذکورہ بالا اقتباسات سے آفتاب نیمروز کی طرح عیاں ہو گیا کہ ڈاکٹر مسعود احمد علیہ الرحمۃ دنیائے سنیت کے لیے ایک عظیم سرمایہ کی حیثیت رکھتے تھے۔اس سرمایہ کی ابھی ہمیں بہت ضرورت تھی۔ کیونکہ ڈاکٹر مسعود احمد علیہ الرحمۃ نے حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے تعارف کے لیے ''جہان امام ربانی'' کی طرز پر ایک خاکہ تیار کیا تھا، جو مختلف ابواب پر مشتمل تھا۔کاش وہ کتاب مکمل ہو کر منظر عام پر آجاتی تو اعلیٰ حضرت کی حیات و خدمات پر وہ ایک عظیم انسائیکلو پیڈیا ثابت ہوتی۔ بہر کیف مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

ڈاکٹر مسعود احمد کی شخصیت اور ان کی حیات و خدمات کو میں نے اپنی تحقیق (ریسرچ) کا موضوع اس لیے بنایا تھا کہ انھوں نے اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے تعارف میں اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔ میں نے سوچا کہ انھوں نے اعلیٰ حضرت پر کام کیا ہے۔لہٰذا میں ان کی شخصیت پر کام کروں کیونکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے قایم کردہ ''جامعہ منظر اسلام بریلی شریف'' کا میں ایک ادنیٰ خادم ہوں۔

قرآن کا فرمان ہے ''ھل جزاء الاحسان الا الاحسان'' بحمدہٖ تعالیٰ میری یہ کوشش کامیاب ہو گئی۔ڈاکٹر صاحب کی حیات ہی میں میرا یہ مقالہ ڈاکٹریٹ (ڈاکٹر مسعود احمد حیات، علمی وادبی خدمات) ضیاء الاسلام پبلی کیشنز کراچی پاکستان سے شائع ہو گیا جو آج مآخذ و مراجع کے لیے مستند ثابت ہو رہا ہے۔

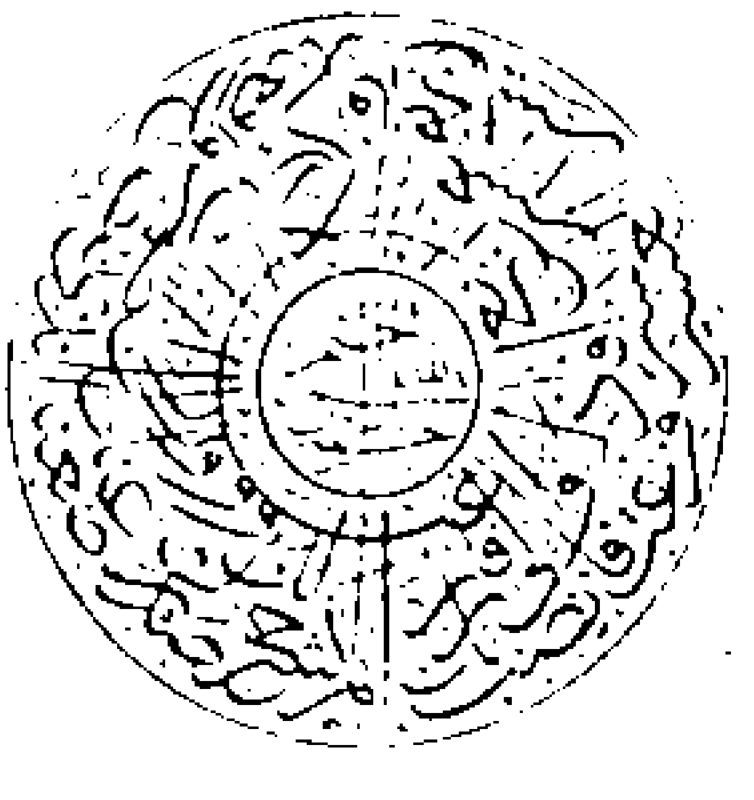

Marfat.com

اہل بصیرت کا خراج تحسین

(حاجی محمد الیاس مسعودی)

☆☆

ڈاکٹر محمد سعید احمد

(سجادہ نشین خانقاہ خواجہ باقی باللہ، دہلی)

☆

جناب نے جس قدر محنت و کوشش سے اپنا قیمتی وقت نکال کر اپنی پوری زندگی کو تحقیق و تجدید میں صرف فرمایا ہے واقعی اس لحاظ سے خطاب ''مجدد مأۃ حاضرہ'' بھی کم ہے۔ سمندر تحقیق و تجدید کی عمیق گہرائیوں سے غوطہ زن ہو کر جو نادر موتی کتب ہائے کثیرہ میں پروئے ہیں وہ اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ اگر اس کے ساتھ یہ بڑھا دیا جائے ''آسمان علم کے کوکب درخشاں'' تو زیادہ مناسب ہوگا۔

پیر محمد ہاشم جان سرہندی

(سابق صدر جمعیت الاطباء و جمعیت العلماء سندھ، کراچی)

☆

آپ حضرت مولانا مفتی محمد مظہر اللہ قدس سرہ کے صاحبزادے ہیں جو جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے ان کے تقویٰ اور پاک نفسی کے دوسرے مذاہب کے لوگ بھی معترف تھے یہ انہی کی تربیت اور فیض نظر کا اثر تھا کہ ایسے اہل علم اور اہل قلم پیدا ہوئے کہ جنہوں نے ان کی یاد تازہ کردی اور ان کے نام کو روشن رکھا۔

(پیر محمد ہاشم جان سرہندی مجددی، صدر جمعیت العلمائے سندھ، ۹؍ جون ۱۹۷۵ء)

Marfat.com

حضرت بدر المشائخ مولانا فضل الرحمٰن مجددی

(نبیرۂ حضرت نور المشائخ کابلی)

☆

قابل غور بات یہ ہے کہ ایک انعام وہ ہوتا ہے جو مانگنے سے ملتا ہے مگر یہاں تو معاملہ ہی کچھ اور ہے کہ انعام خود عطا ہو رہا ہے جس طرح آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے روحانی و علمی فیض کو پھیلا رہے ہیں شاید ہی دوسروں سے پھیل رہا ہو۔ کام دوسرے علماء و مشائخ بھی کر رہے ہیں مگر جو حضرت مسعود ملت کا انداز ہے یقیناً وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ آپ نے جو ایک ہزار سال کے مجدد جس پر اپنی محبت و عقیدت سے کام کیا اور مجدد دین کو عام کیا حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی اسی عہدے پر فائز فرما دیا۔ جن جن خاص شخصیتوں نے آپ کو مجدد لکھا ہے ان کا پہلے ہی تذکرہ ہو چکا ہے۔ (محمد عبدالستار طاہر، منزل بہ منزل، مطبوعہ انٹرنیشنل پبلی کیشنز سندھ ۱۹۹۱ء)

مولانا الحاج محمد خالد حسن مجددی قادری

(امیر جماعت اہل سنت، گوجرانوالہ)

☆

مرجع العلماء والفضلاء، سند المحققین، مظہر جمال مظہر اللہ، مسعود ثانی حضرت پیر طریقت رہبر شریعت ڈاکٹر پروفیسر علامہ محمد مسعود احمد صاحب دامت فیوضہم

ہدیہ سلام مسنون، مزاج اقدس، احوال آنکہ

قدرت کاملہ نے کراچی کا پروگرام کر دیا تو سفر اس نیت سے کیا کہ ملاقات کی سعادت حاصل کرنا ہے نام گرامی تو اہل علم میں پہلے ہی معروف ہے کون اہل علم ہے جو اس نام سے واقف نہ ہو۔ جس خوبصورت اچھوتے انداز میں آپ نے امام اہل سنت عظیم البرکت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ پر کام کیا اور پوری دنیائے علم میں ان کا تعارف کرایا، حضرت یہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ سواد اعظم اہل سنت والجماعت پر آپ کا احسان عظیم صدیوں یاد رہے گا۔

Marfat.com

کسی دوست نے بتایا کہ فقیر کی آپ کی بارگاہ میں حاضری کا تذکرہ المظہر کے کسی شمارہ میں ہے۔ یہ تو آپ کے بڑا ہونے کی علامت ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔ مگر یہ ضرور ہے کہ ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے۔ حضور آپ تو ممدوح اہل عرفاں ہیں آپ تو شریعت وطریقت کا یقیناً حسین امتزاج ہیں۔ صدیوں میں ایسے افراد جلوہ افروز ہوتے اور دیکھنے کو ملتے ہیں۔

اللہ کریم آپ کو عمر خضر باصحت وتندرستی عطا فرمائے۔ آمین

(المظہر جمادی الاول، جون ۲۰۰۷ء، محررہ: ۲۷ مارچ ۲۰۰۷ء)

مولانا عبدالحکیم شرف قادری

(جامعہ اسلامیہ، لاہور)

☆

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی کا قلم جس قدر موضوع کی طرف جس طرح متوجہ ہوتا ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس طرف گل پاشی کر رہا ہے، روشنی بکھیر رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی فکر عالی ان ہی نئے نئے موضوعات کو منتخب کرتی ہے جن کی بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کو ضرورت ہے۔ (مجلہ المظہر کراچی، شمارہ شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ/اکتوبر ۲۰۰۳ء)

مولانا محمد سبحان رضا خاں سبحانی

(سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ جامعہ منظر اسلام، بریلی، یوپی، بھارت)

☆

آپ اپنی قلمی خدمات کے ذریعے دنیا کے بیشتر ممالک میں مشہور ومعروف ہیں۔ اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت وفروغ سنیت آپ کے ذہن وفکر پر ایسا چھایا ہوا ہے کہ آپ کو ہر لحہ اس کی فکر دامن گیر رہتی ہے کہ زندگی میں زیادہ سے زیادہ کام اپنے مسلک کی حقانیت پر ہو جائے۔ آپ کی تصانیف وتالیفات اس کی شاہد عادل ہیں۔ آپ کا انداز تحریر روشن وتابناک ہوتا ہے کہ پڑھتے جایئے اور نورانیت حاصل کرتے جایئے۔ مطالعہ کرتے جایئے تحقیق وتدقیق کے بحر ذخار میں غوطہ زن ہوتے جایئے۔ شائستہ جملے، شگفتہ الفاظ زرنگار ترجمہ ومفہوم معلوم ہوتا ہے کہ جیسے موتی پروئے

Marfat.com

گئے ہیں۔ خشک سے خشک مضمون میں بھی اپنے الفاظ و خداداد صلاحیت کے ذریعے ایسی دلنوازی پیدا کر دیتے ہیں کہ پڑھنے والا نہ اکتاتا ہے اور نہ بوجھل ہوتا ہے۔ آپ کی تحریرات و تحقیقات کی آئینہ دار ہیں جن سے ہر ناظر یقین کی منزلیں پاتا ہے۔ (مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

مولانا محمد صدیق ہزاروی

(جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

☆

قدیم و جدید علوم کے جامع، عظیم محقق پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ایک عظیم علمی و روحانی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ حضرت مسعود احمد نے میدان تحقیق و تحریر میں جو کام کیا ہے یا کر رہے ہیں صفحات تاریخ کا ایک زریں باب ہے۔ حضرت پروفیسر صاحب نے اپنی خداداد قلمی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ بلکہ ان کا قلم اسلامی تعلیمات اور مفکرین اسلام کی خدمات کو اجاگر کرنے میں مصروف رہتا ہے۔ آپ نے اہل سنت و جماعت کے قلم کاروں کو نئے انداز نگارش سے روشناس کر دیا۔ (تعارف اہل سنت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء)

دیوان سید آل مجتبیٰ علی خان

(سجادہ نشین خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، پشاور)

☆

آپ کی یاد کے ساتھ بہت سی یادگاریں وابستہ ہیں۔ عرصہ ہوا موج خیال پہنچ گئی تھی اسی کا شکریہ واجب تھا۔ اس کے مضامین کئی بار پڑھے اور ہر بار طبیعت محظوظ ہوئی۔ ہلکا پھلکا اور دل نشین انداز بیان بے حد پسند آیا۔ تمام مضامین کو جس طرح روزمرہ کے استعمال میں ادا کیا ہے وہ قابل صد مبارکباد ہیں کیوں نہ ہوں علمی خاندان کے چشم و چراغ ہونے کے علاوہ خود ماشاء اللہ اسلاف کے نقش قدم پر ہیں۔ فقیر کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ علمی و روحانی درجات بلند فرمائے۔

(دیوان سید آل مجتبیٰ علی خان سجادہ نشین خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، پشاور)

Marfat.com

جسٹس قدیرالدین احمد

(چیف جسٹس سندھ ہائی کورٹ آف پاکستان)

☆

مکرمی جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد زادعنایتکم

آپ کی طرف سے آپ کی تصنیف کردہ کتاب ''جان جاناں'' کی اعزازی کاپی ملی، اس عزت افزائی کا شکریہ۔ میں نے پڑھا اور محسوس کیا کہ اس دل فریب مضمون سے آپ کو کس قدر محبت ہے۔آپ ایم۔اے ہیں اور ڈاکٹر ہیں اور آپ کے خیالات پر انگریزی طرز کی تعلیم نے یہ احساس اجاگر کیا ہے کہ دین سے محبت کے لیے بانی دین سے محبت کرنا شرط ہے۔ چنانچہ آپ نے یہی لگن مسلمانوں اور غیر مسلموں میں پیدا کرنے کی خاطر زیر نظر کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ خدا کرے کہ خاطر خواہ اثر مرتب ہو اور آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کا صلہ عطا ہو۔

مجھے اس کتاب کا جو حصہ بہت پسند آیا وہ ۱۲۹ تا ۱۴۱ اصفحات پر مشتمل ہے۔ یہ حصہ آج کل کے پڑھے لکھے اصحاب کے دل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کھینچ سکتا ہے۔ باقی کا زیادہ حصہ ان لوگوں کے لیے موزوں ہے جو بلند پایہ ناموروں کے اقوال اور عقل کو زیر کرنے والے افکار و تصورات سے مرعوب ہوتے ہیں۔ان کے اقوال و معجزات و کرامات بہت بڑے دلائل ہیں۔

میرا جی چاہتا ہے کہ آپ ایک اور کتاب تصنیف فرمائیں جوان لوگوں کے لیے ہو جو حق کے متلاشی تو ہیں لیکن ان کے دلوں میں ابھی محبت کی سرسراہٹ پیدا نہیں ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ مصدقہ واقعات اور عقلی دلائل سے متاثر ہوتے ہی اور ایسی تصدیق سے متاثر نہیں ہوتے جو دنیاوی عقل و دلائل سے اونچی سطح پر مرتبہ کے اعتبار سے اور عشق و محبت کے دائرے میں آجاتے ہیں۔ وہ درجہ بعد کا ہے اگر میسر آجائے۔ مذکورہ کام اسی وجہ سے مشکل ہے کہ اس قسم کی تصنیفات شاذ و نادر ہی ملیں گی۔آپ جیسے باعلم اصحاب جن کے دل اس محبت سے بھی روشن ہیں جو راہبری کرسکتی ہے۔ایسی تصنیف (کتاب) کریں جو محبت کو جدید طرز خیال میں ڈبو دے۔ (نومبر ۱۹۸۹ء)

Marfat.com

حکیم محمد سعید

(ہمدرد فاؤنڈیشن، کراچی)

☆

محترمی جناب ڈاکٹر مسعود احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی کتاب جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وسلم پیش نظر ہے۔ظہور قدسی عالم انسانی کی تاریخ کا سب سے بڑا واقعہ ہے۔اس کی اہمیت پر مستند حوالہ جات کے ساتھ آپ نے منفرد انداز میں روشنی ڈالی ہے۔اسلوب دلکش اور کتاب خوبصورت ہے۔اللہ تعالیٰ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے احساس سے ہر مسلمان کے قلب کو منور فرمائے۔آمین،آپ کی کتاب داخل کتب خانہ کر لی گئی ہے۔اس تحفہء علمی کا بے حد شکریہ۔امید ہے کہ مزاج بہ عافیت ہوگا۔والسلام بہ احترامات فراواں

(مکتوب بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، محررہ: ۱۱رجون ۱۹۸۹ء)

پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں

(سندھ یونیورسٹی، جامشورو، حیدرآباد، سندھ)

☆

(۱)..... پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب حضرت مفتی محمد مظہر اللہ صاحب مدظلہ العالی (خطیب مسجد فتحپوری دہلی) کے صاحبزادے ہیں اور ایسے گہوارۂ تہذیب کے پروردہ ہیں جہاں اسلامی اقدار خاص طور پر ملحوظ ہیں۔اس لیے عزیز موصوف ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق اپنے بزرگان سلف کے کارنامے پیش کرتے ہیں اور علم کے ساتھ ساتھ قوم کی خدمت بھی کرتے ہیں۔پھر بفضلہ تعالیٰ انھیں ایسی وسیع نظر حاصل ہے کہ وہ اپنے موضوع کے لیے حتی الوسع تمام ماخذوں کو کھنگال لیتے ہیں اور کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑتے۔(پیش لفظ محمد غوث گوالیاری مؤلفہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

Marfat.com

(۲) یہ معلوم کر کے دلی خوشی ہوئی کہ میرے محترم عزیز پرنسپل پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی علمی اور ادبی خدمات پر مقالے لکھنے پر محترم جناب اعجاز انجم لطیفی کو پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض ہوئی ہے الحمدللہ ثم الحمدللہ یہ امر ہم سب کے لیے موجب افتخار ہے۔ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں ان دونوں بزرگوں کو دونوں جہانوں میں خوب خوب سرفراز فرمائے اور ان کے اسلاف و اخلاف کو بھی اپنے مقبولین میں شمار فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ کمزوری کی وجہ سے زیادہ نہیں لکھ سکتا لیکن بہت خلوص کے ساتھ دعا گو ہوں۔ (محررہ: ۵/مئی ۱۹۹۹ء)

(۳)... میری پوری مدت ملازمت میں وہ میرے سب سے بہترین شاگرد رہے ہیں۔ میں ان پر بجا طور پر فخر کر سکتا ہوں۔ ان جیسے باوقار، باکردار اور باصلاحیت طلباء موجودہ حالات میں خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ وہ ان محققین میں سے ہیں جن پر فضلاء اعتماد کر سکتے ہیں اور جن پر کسی بھی یونیورسٹی کو فخر ہو سکتا ہے۔ میرے عزیز فاضل شاگرد اور مشہور مصنف ہیں۔ بہت کتابیں لکھی ہیں، مجھ سے بہت تعلق رکھتے ہیں۔ کئی کالجوں میں پرنسپل رہ چکے ہیں اور غالباً ایڈیشنل سیکریٹری محکمہ تعلیم کی حیثیت سے فارغ ہوئے ہیں۔ (مکتوب محررہ: ۱۹۹۸ء)

(۴)... محمد مسعود احمد صاحب نے حال ہی میں ایم اے کیا ہے۔ اور فرسٹ کلاس پوزیشن حاصل کی ہے۔ میری پوری مدت ملازمت میں وہ میرے سب سے بہترین شاگرد رہے ہیں۔ میں ان پر بجا طور پر فخر کر سکتا ہوں۔ ان جیسے باوقار باکردار اور باصلاحیت طلباء موجودہ حالات میں خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ وہ زندگی میں کامیاب و بامراد رہیں۔

عزیز گرامی پروفیسر محمد مسعود احمد ایم اے علمی دنیا میں غیر متعارف نہیں انھوں نے تھوڑے ہی عرصے میں بلند پایہ مقالات شائع کیے ہیں۔ جن میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن پر فضلاء اعتماد کر سکتے ہیں اور جن پر کسی بھی یونیوسٹی کو فخر ہو سکتا ہے۔ مجھے یہاں لکھنے میں تامل ہوتا ہے کہ وہ میرے شاگرد رہ چکے ہیں۔ کیونکہ وہ ماشاء اللہ خود بھی ایک فاضل استاد ہیں۔ وہ اپنے اسلاف کرام کی دعاؤں اور برکت سے ایک صالح مزاج اور پاکیزہ مذاق لے کر کلاس میں داخل ہوئے تھے۔

(پیش لفظ تمدن ہند پر اسلامی اثرات، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء)

Marfat.com

نگارشِ حضرت قبلہ مسعود ملت ...... ''علم غیب''

پروفیسر قاری محمد رفیق مسعودی، لاہور

☆☆

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ایک بار ایسا پردرد اور اثر انگیز خطبہ ارشاد فرمایا کہ صحابہ کرام کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس خطبہ کو الوداعی خطبہ محسوس کرنے لگے۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں یہ بھی ارشاد فرمایا:

> ''تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بڑا اختلاف دیکھے گا لہٰذا تم میری اور (میرے) ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت پر مضبوطی سے کاربند رہنا''

دوسری حدیث شریف میں ہے:

> ''میری امت تہتر فرقوں، گروہوں میں تقسیم ہو جائے گی سوائے ایک کے سب دوزخی ہوں گے۔ صحابہ کرام نے پوچھا، یارسول اللہ وہ ایک جماعت کون سی ہوگی، فرمایا، ما انا علیہ و اصحابی، جس کے اعمال وعقائد کی بنیاد وہی ہوگی جو میری اور میرے صحابہ کرام کی ہے۔''

ایک حدیث شریف میں ہے:

> ''بڑے گروہ کی پیروی کرنا جو (اس جماعت سے) الگ رہا وہ علیحدہ یعنی تنہا ہی دوزخ میں ڈالا جائے گا''

اس جماعت (حق) کی فضیلت کے بارے میں فرمایا:

> ''جماعت پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا دستِ کرم ہے''

(مشکوٰۃ شریف: احادیث ۱۵۷، ۱۶۲، ۱۶۴، ۱۶۳)

Marfat.com

اسی عنوان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے'' (مشکوٰۃ باب فضائل صحابہ)

اسی جماعت حق کی پہچان کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہء حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا:

''میں نے تم میں ایسی چیز چھوڑی ہے کہ جب تک تم انہیں تھامے رہو گے گمراہی کا شکار نہ ہو گے اور وہ اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اور میری اہل بیت ہے''

فضائل اہل بیت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

''آگاہ رہو تم میں میری اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی سی ہے جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا (سوار نہ ہوا) ہلاک ہو گیا'' (مشکوٰۃ فضائل اہل بیت)

ان احادیث مبارکہ سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

۱..... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد امت اسلامیہ میں شدید اختلافات ہوں گے۔

۲..... شدید اختلافات، فرقہ واریت اور فتنہ و فساد کی تاریک فضا میں حق و صداقت کے مینارِ نور اور نجات و فلاح کا معیار کامل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین، اہل بیت عظام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہوں گے۔

۳..... قرآن و حدیث کا مفہوم تشریح و توضیح وہی مستند ہے۔ جو اس جماعت نے فرمائی اور اس کا عمل سند کا درجہ رکھتا ہے۔

''صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کی اتباع ہی فلاح و نجات کا راستہ ہے'' اس موضوع پر قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات تائید کرتی ہیں۔

Marfat.com

''پھر اگر وہ (دوسرے لوگ) بھی یونہی ایمان لائیں جیسا تم ایمان
لائے ہو تو انھیں یقیناً ہدایت ملے گی'' (البقرۃ:۱۳۷)

سورۂ توبہ کی آیت ۱۰۰ میں مہاجرین وانصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی اتباع کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا، جنت الفردوس اور عظیم کامیابی کی نوید جانفزا عطا فرمائی۔

سورۂ احزاب کی آیت ۶ ر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو اہل ایمان کی مائیں قرار دے کر انھیں اہل بیت میں شامل فرما کر پوری امت کے لیے واجب تکریم بنا دیا گیا۔

سورۂ شوریٰ کی آیت ۲۳ ر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کی محبت کا تقاضا کیا گیا۔

درج بالا آیات واحادیث سے مسلمانوں کی نظریاتی اساس، عقائد اور حق جماعت کی پہچان کو اور آسان کر دیا گیا کہ جس جماعت کے عقیدے کے چمن میں توحید باری تعالیٰ، محبت واتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اتباع محبت صحابہ واہل بیت اور صلحائے امت کی محبت واطاعت کے پھول نظر آئیں۔ وہی جماعت سچی جماعت ہوگی۔

الحمدللہ! ان تمام خوبیوں واوصاف کی حامل جماعت، دور صحابہ وتابعین سے لے کر آج تک اور تا قیامت فقط اہل سنت وجماعت ہی ہے اور رہے گی۔ جو اس حسین دور کامل معیار کے اتباع کی داعی اور کوشاں ہے۔

نظریہ اور عقیدہ ہی امت کی بنیاد اور بقا کا ضامن ہوتا ہے۔

قوموں کے لیے موت ہے مرکز سے جدائی
ہو صاحب مرکز تو خودی کیا ہے خدائی

(اقبال)

حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ (م ۲۱ ر ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ/ ۲۸ را پریل ۲۰۰۸) جن کی شخصیت اس شعر کی آئینہ دار تھی۔

Marfat.com

شمع کی طرح جئیں بزم گاہِ عالم میں
خود جلیں دیدہ اغیار کو بینا کردیں

آپ پوری زندگی مسلک اہل سنت و جماعت کی صداقت و ترجمانی اور اتحاد امت کے لیے کوشاں رہے۔ آپ کی ہر تصنیف کی یہ خوبی ہے کہ اس میں مخالف پر تنقید و جرح کی بجائے اپنے موقف کی ٹھوس اور مدلل ترجمانی ہوتی ہے۔ جس سے دوسروں کو سمجھنے کا حوصلہ ملتا ہے اور اپنوں کو یقین و اطمینان کی دولت عطا ہوتی ہے۔

زیر تبصرہ کتاب ''علم غیب'' اسی جذبہ کے تحت آپ نے تحریر فرمائی۔ جو کہ علم و تحقیق اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پھولوں کا حسین گلدستہ ہے۔ حسن ترتیب اختصار و جامعیت میں نمایاں اوصاف ہیں۔ ۱۶ ارصفحات کا یہ مقالہ ۷۰ سے زائد قرآن وحدیث کے حوالہ جات سے آراستہ ہے۔
قرآن مجید کی ان چار آیات کا ترجمہ درج کیا جن میں اللہ تعالیٰ کے لیے ذاتی علم غیب کا ذکر ہے بعد میں رسولوں کے علم غیب عطا کیے جانے کا ذکر ہے۔ اس کے بعد قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں دس انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ ہے جنہیں اللہ نے علم غیب کی دولت سے نوازا۔ پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا تذکرہ قرآن مجید کی روشنی میں کیا۔

آپ لکھتے ہیں:

> ''بے شک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے پروردگار نے ''علم غیب'' عطا فرمایا، اس حقیقت کو تین جہتوں سے سمجھا جا سکتا ہے۔
> (۱) آپ کو براہِ راست علم غیب عطا کیا گیا (۲) آپ کو قرآن عطا فرمایا گیا جو علم غیب کا خزانہ ہے (۳) آپ کو شاہد بنا کر بھیجا گیا اور شاہد وہی ہوتا ہے جو واقعہ کے وقت موجود بھی ہو اور دیکھ بھی رہا ہو۔''

بعد از اں تین جہتوں پر ۱۳ ارقرآنی آیات کو پیش کیا۔ پھر اس موضوع پر احادیث مبارکہ کا مستند ذخیرہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔

Marfat.com

''احادیث کا مطالعہ کریں تو آپ کو غیبی خبروں کا ایک سیلاب امڈتا نظر آئے گا''

آخر میں اس فاضلانہ مقالے کے ۴ رنتائج اخذ کرنے کے بعد اس پیراگراف پر اختتامیہ لکھا۔

''اس وقت دنیائے اسلام عالمی سازش کی زد میں ہے دشمنان اسلام کا ہدف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ یہی وہ مرکز قلب ونظر ہے جس سے زندگی ملتی ہے، اس سازش کے تحت مسلمانان عالم کو ہر اس سوچ سے اور ہر اس عمل سے روکا جارہا ہے جس سے دل و دماغ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت کا نقشہ بیٹھتا چلا جائے، اس سازش سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں اور یہ یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کچھ عطا فرمایا ہے بے شک

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے وجود میں حباب

(اقبال)

اس کتاب کو ادارۂ مسعودیہ کراچی نے اعلیٰ درجہ کی طباعت کے زیور سے آراستہ کر کے اسے حسین اور جاذب نظر بنادیا۔ یقیناً یہ کتاب اتحاد اہل سنت کے لیے عظیم سنگ میل ہے۔ جس کا مطالعہ عوام اور خصوصاً علماء کے لیے بہت بڑی دولت ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ مسعود ملت علیہ الرحمۃ کا فیض جاری رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

Marfat.com

حضرت مسعود ملت کا تصرف

قاری محمد شریف کمبوہ، ڈیرہ اسماعیل خان

☆☆

حضرت مسعود ملت علیہ الرحمۃ کے وصال کا غم ابھی ہلکا نہیں ہوا۔ برسوں نہیں بلکہ شاید زندگی بھر ان کی یاد میں دل خون کے آنسو روتا رہے گا۔ مدتوں کی بے چینی کے بعد ایک ذرا سا سکون میسر آیا تھا، جب حضرت مسعود ملت کی محافل نصیب ہوئی تھیں لیکن کیا معلوم تھا کہ یہ وقت بہت تھوڑا ہے۔ جانے والے تجھے روئے گا زمانہ برسوں۔ ایسی محافل پھر نصیب نہیں ہوں گی، آپ کی وہ محبت بھری باتیں، وہ ماضی کی یادیں جو آپ بیان فرمایا کرتے تھے، کہ سرحد میں مولانا عبدالمنان صاحب ان کے ہم مکتب ہیں۔ کیونکہ میرا تعلق صوبہ سرحد سے ہے اور آپ کے کچھ ہم سبق دوست جنہوں نے بچپن میں آپ کے ساتھ مسجد فتح پوری دہلی میں درس نظامی کی کتابیں پڑھیں ہیں، ان کا تعلق بھی صوبہ سرحد سے تھا، اس حوالے سے کبھی کبھی گفتگو میں فرمایا کرتے کہ مولانا عبدالمنان صاحب ہمارے ہم مکتب تھے۔

شروع میں چند مہینے تو حضرت صاحب کے ساتھ روزانہ ملاقات ہو جاتی تھی پھر حضرت صاحب نے میری ڈیوٹی ضیاء الاسلام میں ادارۂ مسعودیہ کی کمپوزنگ وغیرہ پر لگادی۔ عرصہ ہوا حضرت کی لگائی ہوئی ڈیوٹی سعادت جان کر انجام دے رہا ہوں۔ حضرت صاحب کی متعدد کتابیں کمپوز کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس حوالے سے حضرت صاحب سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی تھی، وقتاً فوقتاً فون کر کے کام کے بارے میں معلوم فرماتے تھے، وصال سے ایک ڈیڑھ ماہ سے ایسا ہو رہا تھا کہ حضرت صاحب کام کی بڑی جلدی فرما رہے تھے، آج کچھ تحریر کر کے عنایت فرمایا تو دوسرے دن فون پر معلوم فرما رہے ہوتے کہ کل کے کام کا کیا ہوا۔ کچھ ضخیم کتابیں اور مقالات جن میں درود شریف کی ایک بڑی کتاب بھی شامل تھی وہ بھی عنایت فرمائی کہ اس کو کمپوز کر دیں۔ ایک محب نے بھیجی ہے اور اس کو چھاپنا ہے۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت مسعود ملت کی کرامت سے درود شریف کی اتنی بڑی کتاب جس میں عربی اور اس کا ترجمہ اور مقدمہ وغیرہ تھا جو ایک مشکل کام

Marfat.com

تھا،اس سے پہلے یہ کام لاہور بھی بھیجا گیا تھا لیکن آپ نے فرمایا لاہور والے مصروف ہیں لہٰذا یہ کام آپ لے جائیں اور جلدی کر کے دے دیں تو اچھا ہے، میرا خیال تھا کہ یہ کتاب تقریباً ایک سال لے جائے گی لیکن حضرت مسعود ملت کی کرامت اور بزرگوں کی دعاؤں سے یہ کتاب چند دنوں میں کمپوز ہوگئی، حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کی، حضرت صاحب نے جس خوشی کا اظہار فرمایا وہ بیان سے باہر ہے،فوراً تصحیح کے لیے ایک شیخ الحدیث صاحب کو بھیجی، چند دن میں تصحیح ہو کر آ گئی، پھر تصحیح کے لیے لاہور بھجوائی چند دن میں وہاں سے بھی آ گئی، فائنل تصحیح کے بعد آخری نوٹ جو حضرت صاحب نے اس کتاب کی چھپائی کے حوالے سے تحریر فرمایا وہ اسی تاریخ کے ہیں جس دن حضرت مسعود ملت کا وصال پر ملال ہوا۔ زہے نصیب کہ حضرت صاحب نے جس کتاب کے لیے اتنی جلدی فرمائی ابھی تک چھپ نہ سکی!

آپ کی جدائی کا صدمہ کبھی ختم نہیں ہوگا، مسلکی حوالے سے کسی بھی قسم کے شکوک وشبہات ب پیدا ہوتے تھے تو حضرت صاحب کے توسط سے ختم ہو جایا کرتے تھے لیکن آپ کے وصال کے بعد کچھ شکوک وشبہات پیدا ہوئے، پریشانی کا سامنا تھا کہ کس سے جواب طلب کیا جائے، ایک رات خواب میں تشریف لائے، تخت پر آرام فرما ہیں، تھوڑا سا اوپر اٹھے اور فرمایا ''صراط مستقیم کا مطالعہ کرو'' اللہ اکبر! احقر کو معلوم نہیں تھا کہ حضرت صاحب کی کوئی ''صراط مستقیم'' کتاب بھی ہے۔ دوسرے روز معلوم کیا تو کتاب مل گئی۔ پڑھنے سے معلوم ہوا کہ حضرت صاحب کے عقائد کتنے عمدہ تھے۔ آپ کا وہی عقیدہ تھا جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات میں ملتا ہے۔ صدیوں پہلے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے جو فیض لوگوں کو دیا تھا وہی فیض آپ نے بھی تقسیم کیا۔ آپ نے ہمیشہ دل جوئی کی، غم گساری کی، لاکھوں روپے کی کتابیں ہمارے آبائی علاقہ ڈیرہ اسماعیل خان (سرحد) بھجوانے کے لیے دیں۔ فرمایا کہ یہ کتابیں وہاں بھجواؤ، ہمیشہ شفقت وکرم کا سلوک کیا، جب بھی مشکل ہوئی آسانی کی صورت پیدا کر دی۔ آپ کی کرم نوازیاں کبھی بھول نہیں سکتیں۔ آپ کا مزار احقر کے گھر کے پاس ہے، صبح وشام گزرتا ہوں تو سلام عرض کرتا ہوں۔ دل یک گونہ سکون واطمینان نصیب ہوتا ہے۔

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

Marfat.com

میرے مرشد کی نظرِ کرم

محمد عارف مسعودی، کراچی

☆☆

عرصہ سے میرے دوست وحید بیگ حضرت مسعودِ ملت علیہ الرحمۃ کے ہاں محفل میلاد میں جاتے ہیں اور حضرت صاحب سے محبت بھی کرتے ہیں انھوں نے حضرت صاحب سے اپنے گھر میں محفل میلاد کے لیے کہا تو حضرت صاحب نے ان کو تاریخ دی اور اسی تاریخ کو حضرت صاحب تشریف لے کر آئے، ہمارے پیر بھائی بھی ساتھ تھے۔ محفل ختم ہونے کے بعد میں نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ ہمارے گھر تشریف لے چلیے، حضرت صاحب نے فرمایا کہ چلیں، میں نے کہا گاڑی میں فرمایا نہیں پیدل چلیں گے، کیونکہ ہمارا مکان ایک گلی بعد تھا، حضرت صاحب مکان کے آگے سے گزرے تو میں نے عرض کیا کہ مکان کے لیے سریا کو آئے ایک سال ہونے کو ہے لیکن مکان ابھی تک شروع نہیں ہوا۔ حضرت صاحب نے ایک نظر سریے پر ڈالی اور گھر کے اندر تشریف لے گئے۔ چائے نوش فرمائی اور پھر فرمایا کہ جب پہلی چھت ڈالی جائے تو محفل میلاد کروانا۔ ٹھیک ہفتے کے بعد ہی مکان کا کام شروع ہو گیا۔ ۱۹۹۶ء کو پہلی محفل میلاد ہوئی اور محفل میلاد سے فارغ ہونے کے بعد پھر فرمایا چھتیں ڈلواتے رہیے اور محفل میلاد کرواتے رہیے۔ یوں ایک سال میں تین محفل میلاد ہوئیں ۱۹۹۶ء سے لے کر ۲۰۰۸ء تک تشریف لائے۔ مفتی مکرم احمد صاحب بھی تین بار محفل میلاد میں تشریف لائے۔

حاجی الیاس صاحب ادارۂ مسعودیہ کی کتابوں کا کام کرتے ہیں اور اسٹال بھی لگاتے تھے، الیاس بھائی نے مجھ سے اور راشد بھائی سے کہا کہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ رحمانیہ مسجد کی انتظامیہ کے لوگ میرے پاس آئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ آپ کی کتابوں کی اشد ضرورت ہے کیونکہ مسجد کے پاس ایک ادارہ اپنے لٹریچر سے گمراہ کر رہا ہے۔ تم ہر جمعہ کے جمعہ ادارۂ مسعودیہ

Marfat.com

کا اسٹال لگاؤ تو اچھا رہے گا، اس طرح آپ دونوں کو یہ فائدہ ہوگا کہ ہر جمعہ کو حضرت صاحب کی زیارت بھی ہوگی کیونکہ حضرت صاحب جمعہ رحمانیہ مسجد میں ادا کرتے ہیں۔ اس طرح ہم نے اسٹال لگانا شروع کر دیا۔ پھر ہم چھوٹے بڑے اجتماعات میں اسٹال لگانے لگے اور یوں حضرت صاحب کی نظر کرم نے ہم دونوں کو ادارۂ مسعودیہ کا اسٹاکسٹ بنا دیا۔

حضرت صاحب کے وصال سے تین دن پہلے جمعہ بھی حضرت صاحب کے ساتھ پڑھا۔ کیا خبر تھی کہ یہ جمعہ حضرت صاحب کے ساتھ آخری جمعہ ہوگا۔ اتوار کی صبح کو لاہور سے اسلم صاحب کا فون آیا کہ والدہ کی طبیعت خراب ہے اور وہ آپ لوگوں کو یاد کر رہی ہیں۔ اسی وقت اسٹیشن گئے اور ٹکٹ لیے، حضرت صاحب کو فون کیا، فرمایا مجھے بھی فون کیا تھا، چلیں آپ ہو کر آجائیں۔ فون پر ہم دونوں کو حضرت صاحب نے بہت دعائیں دیں، جو میں بیان نہیں کر سکتا۔ اس وقت کی دعاؤں کی کیفیت کچھ اور ہی تھی۔

لاہور پہنچے پہلے گھر گئے، گھر سے پھر اسپتال گئے، پھر آکر عشاء کی نماز پڑھی اور کچھ آرام کیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد منصور صاحب کا کراچی سے فون آیا، حضرت صاحب کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، آپ دونوں لیاقت نیشنل اسپتال پہنچیں، بتایا کہ ہم تو لاہور میں ہیں، اتنی دیر میں پھر فون آیا کہ حضرت صاحب وصال فرما گئے ہیں۔ راشد صاحب نے مجھے روتے روتے خبر سنائی، ایک دم لگا کہ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ اسی وقت ہم لاہور سے کراچی آنے کے لیے ائرپورٹ آگئے۔ رات ہم نے ائرپورٹ پر گزاری اور حضرت صاحب کی یاد میں کھوئے رہے۔ صبح حضرت صاحب کے گھر آئے۔ سب پیر بھائی ایک دوسرے کے گلے لگے رو رہے تھے۔ ہم نے حضرت صاحب کی زیارت کی پھر دل کو تسلی دیتے رہے۔ آج ایک سال ہو گیا ہے ایسا لگتا ہے کہ حضرت صاحب کسی دورے پر تشریف لے گئے ہیں اور ابھی آتے ہوں گے۔

Marfat.com

منقبت

(بحضور حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ)

مولانا جاوید اقبال مظہری

☆☆

اُن کی طلب میں ہم تو بہت دور آگئے
آنکھوں میں بس گئے ہیں ، نظر میں سما گئے

انداز بے خودی ہے ،خود رفتہ حالِ دل
ایسے ملے کہ دل میں نظر میں سما گئے

لذت خیالِ یار میں کچھ ایسی ملی کہ وہ
بن کر چراغ راہ میرے دل پہ چھا گئے

اب اُن کی یاد ہے میرے اشکوں کی انجمن
بن کر تمامِ شوق میری محفل میں آگئے

دیکھو تو میری جانِ تمنا کی رفعتیں
بن کر بہار ، باغِ ولایت میں آگئے

آتی ہے غیب سے دلِ اقبالؔ میں صدا
وہ جانِ جاں کی جاں ہیں میری جنت میں آگئے

(بوقت حاضری روضہ مبارک مجدد ماٰ ۃ حاضرہ شیخ طریقت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ حضرت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ بتاریخ ۲۷ رمارچ ۲۰۰۹ء بروز جمعۃ المبارک ۱۰:۳۰ بجے بمقام دربارِ عالیہ مسعودیہ ماڈل کالونی ملیر کراچی)

Marfat.com

بہت یاد آتے ہیں مسعودِ ملت

نذرانہء عقیدت بہ حضور مجددِ عصر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی مظہری علیہ الرحمۃ

ندیم احمد ندیم قادری نورانی

(آفس سکریٹری، ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی)

☆☆

خیالوں پہ چھاتے ہیں مسعود ملت　　بہت یاد آتے ہیں مسعودِ ملت
خدا اور نبی کی محبت کی شمعیں　　دلوں میں جلاتے ہیں مسعودِ ملّت
ابوبکر صدیق کے آپ بیٹے　　سدا سچ سکھاتے ہیں مسعودِ ملّت
گُلِ سَرسَبَز مظہری گل سِتاں کے　　شرف خوب پاتے ہیں مسعودِ ملّت
مؤلّف، مصنف، محقق، مدقق　　ہیں خود اور بناتے ہیں مسعودِ ملّت
تحاریر میں بھی تقاریر میں بھی　　سمندر بہاتے ہیں مسعودِ ملّت
مہکتے ہیں اُسلوبِ تحریر میں گل　　گلستاں کھِلاتے ہیں مسعودِ ملّت
مقامِ ولایت بھی حاصل ہے اُن کو　　خدا سے ملاتے ہیں مسعودِ ملّت
شریعت پہ چلنے کی لوگوں کو رغبت　　ہمیشہ دلاتے ہیں مسعودِ ملّت
منازل، طریقت کی آساں نہیں ہیں　　مگر طے کراتے ہیں مسعودِ ملّت
بظاہر ہیں سادہ مگر در حقیقت　　سجے ہیں، سَجاتے ہیں مسعودِ ملّت
ہے کیا انکسار اور کیا ہے تواضع　　عمل سے سکھاتے ہیں مسعودِ ملّت

ندیمؔ ان کی مدحت میں کیا کیا لکھوں میں
بڑی شان پاتے ہیں مسعودِ ملّت

Marfat.com

''یادیں مسعود ملت کی''

ڈاکٹر علی سرفراز صدیقی مسعودی

☆☆

رب کریم کا بے حد کرم وشکر کہ اس نے مجھے انسان بنایا اور پھر اپنے پسندیدہ دین اسلام پر پیدا کیا اور جسمانی اعتبار سے مکمل اور بے انتہا صلاحیتیں عطا فرمائیں۔ لاکھوں درود وسلام ہوں جانِ نعمت، نورِ مجسم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی محبت ایمان کی جان ہے۔

جب میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اس کے کسی محبوب کی تلاش میں تھا تو مسعود ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ تک رسائی ملی اور آپ کی محافل میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ ایک محفل میں آپ نے شیخ طریقت اور مرید کے مزاج کی ہم آہنگی کی اہمیت کو واضح فرمایا۔ آپ نے فرمایا:

''جس طرح ہر مریض کو ہر معالج کی دوا اثر نہیں کرتی اسی طرح شیخ طریقت کے انتخاب کے لیے بیعت ہونے سے پہلے شیخ کے مزاج کو جاننا چاہیے اور مرید اور شیخ کے مزاج میں ہم آہنگی ضروری ہے''

اس طرح یہ احقر ۱۹۹۴ء میں حضرت مسعود ملت سے وابستہ ہوگیا اور ۱۴ رسال آپ کی محبت، شفقت اور عنایات سے سرفراز ہوتا رہا۔ آپ نے ہمیشہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیا کہ بقول اقبال۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اس احقر کو طب اور تعلیم دونوں شعبوں سے وابستگی کی وجہ سے حضرت مسعود ملت کی خصوصی توجہ وشفقت حاصل رہی اور یہ سعادت ملی کہ آپ نے احقر کا نکاح پڑھایا (جون ۲۰۰۰ء) اور

Marfat.com

خصوصی دعاؤں سے نوازا۔(اس موقع پر صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد نے گواہ کی حیثیت سے دستخط فرمائے)

احقر کی اہلیہ بھی نکاح کے بعد حضرت مسعود ملت سے بیعت ہوگئیں اور آپ سے خاصی محبت اور عقیدت رکھتی تھیں۔۲؍جنوری ۲۰۰۳ء کی صبح ایک ٹریفک حادثے میں اہلیہ کا انتقال ہوگیا تو حضرت کو بہت رنج ہوا، نماز عصر کے بعد آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، دعائے مغفرت فرمائی اور تدفین میں شریک ہوے۔(حضرت نے ایک پیر بھائی کے ہاتھ پھولوں کی پتیاں مجھے بھجوائیں کہ قبر پر ڈال دیں) تدفین کے بعد احقر کے گھر تشریف لائے اور اس رنج کے موقع پر تلقین اور حوصلہ دیا۔اہلیہ کے قبر کے لیے کتبہ بھی تحریر فرمایا۔وقتاً فوقتاً مختلف مراحل پر راہنمائی اور نصیحت فرمائی اور انتہائی شفقت سے مجھے بکھرنے سے محفوظ رکھا۔

احقر کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ احقر کا نکاح ثانی بھی حضرت مسعود ملت کی سرپرستی میں مفتی محمد مکرم احمد صاحب نے (اپریل ۲۰۰۵ء میں) پڑھایا۔

حضرت نے ہمیشہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگ جانے کی تلقین فرمائی کیونکہ یہی وسیلہ نجات اور دنیا و آخرت میں کامیابی کی ضمانت ہے۔حضرت نے براہِ راست نصیحت کے بجائے لوگوں کے دلوں میں شمع عشق و محبت روشن کی اور لوگوں کی اطاعت و اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مائل کیا اور ظاہری زندگی میں عمل کے لیے بہترین نمونہ پیش کیا۔

تیرا مسلک ہے محبت تو محبت کا جہاں
تو ہے تصویر جمالِ رحمۃ للعالمیں
تیری نسبت کا سہارا تھام لیتا ہے مجھے
ڈگمگاتا ہے جہاں پر میرا ایمان و یقیں

Marfat.com

میرے مشاہدات

محمد علی عبداللہ سومرو مسعودی

☆☆

اللہ تبارک وتعالیٰ انسان کو دنیا میں پیدا کرتا ہے اور جب وقت پورا ہوتا ہے موت دے کر دنیا سے اٹھا لیتا ہے، یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ انسان غور کرے کہ اس آنے جانے میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اللہ کے محبوب بندوں کی شان ہی الگ ہے۔

حضرات اہل اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ اس دنیا سے چلے بھی جائیں تو ان کی یاد مٹائے نہیں مٹتی بلکہ ان کی یاد دلوں میں گھر کر جاتی ہے۔ جو اہل اللہ ہیں اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں ان کی شان یہ نظر آتی ہے کہ ان کی یاد دلوں میں، دماغوں میں اور روحوں میں چھا جاتی ہے۔ ان کا چلنا، ان کا اٹھنا، بیٹھنا اور ان کا ایک ایک عمل نہیں نہیں، ان کی ایک ایک ادا ہمارے سامنے ہوتی ہے کہ انسان ان کی پوری عملی زندگی کو اپنے لیے مشعل راہ بنا لیتا ہے۔

انہی محبوبوں اور پیاروں میں اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں میں پندرہویں صدی کی عظیم شخصیت ہمارے سروں کے تاج مجدد ملت، مسعود ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ کی ذاتِ گرامی بھی ہے، جس طرح پہلے ذکر ہو رہا تھا کہ ان کی یاد مٹائے نہیں مٹتی وہ دلوں میں گھر کر گئے ہیں وہ دماغوں میں بستے چلے گئے ہیں اور وہ روحوں میں سماتے چلے گئے ہیں۔

جہاں جہاں اور جس جس مقام پر آپ تشریف لے گئے ہیں ہم اب اس مقام پر جاتے ہیں یا اس جگہ کو دیکھتے ہیں تو آپ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ آپ کا کلام و گفتگو کرنا، خطاب و بیان کرنا گویا ہر وہ چیز جو آپ سے نسبت رکھتی ہے اب وہ دل سے نکالے نہیں نکل رہی۔ وہ یادیں مٹائے نہیں مٹ رہیں۔ اللہ اللہ!

Marfat.com

وہ محبتیں کہاں سے لائیں، وہ پُر کیف لمحات کہاں سے لائیں، وہ ساعتیں اور وہ شامیں کہاں سے لائیں، وہ راتیں اور وہ نورانی و روحانی محفلیں کہاں سے لائیں، وہ روح پرور خطابت اب کس سے سنیں، وہ رونقیں کہاں سے لائیں کہ جن کے دم سے پرنور محافل آباد تھیں۔ ہاں وہ پُر کیف مناظر کہاں سے لائیں جہاں آپ جلوہ افروز ہوتے تھے۔

حضرت مسعود ملت علیہ الرحمۃ ایک آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکے اور اپنے حسنِ خلق و حسن عمل سے ہزاروں کو چمکا کر اس دنیا سے چلے گئے، اب وہ آفتاب ظاہر میں غروب ہو گیا اور عالم سنیت اس پرکشش شخصیت کی زیارت سے محروم ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت مسعود ملت کا اچانک وصال ہو جانا سب کو حیران میں ڈال دیا لیکن معلوم یہ ہو رہا ہے کہ حضرت کہیں دورے پر تشریف لے گئے ہیں، ہاں۔

کیسے دلائیں ہم اپنے دل کو یقین
کہ دل ڈھونڈ رہا ہے ابھی ادھر ادھر

آنکھیں ڈھونڈ رہی ہیں، دل ڈھونڈ رہا ہے، تلاش و جستجو میں دل عجیب کیفیت میں مبتلا ہے۔ دل بے قرار ہے اور دل بے تاب بھی ہے۔ حضرت دل میں ایسے بسے ہوئے ہیں اور دماغ میں ایسے چھائے ہوئے ہیں۔

حضرت کی صحبت و شفقت بھی بہت یاد آرہی ہے، راقم جب بھی دولت کدے پر حاضر ہوتا تھا تو اپنی محبتوں اور شفقتوں سے ضرور نوازتے، اپنی عمدہ کتب و رسائل سے بھی نوازتے، آپ اپنی عملی دوستی و رہنمائی سے بھی ضرور حوصلہ افزائی فرماتے بلکہ یوں کہیے کہ راقم جو اس قابل ہوا وہ آپ ہی کی رہنمائی کا ثمر ہے، لکھنا نہیں آتا تھا اور نہ ہی لکھنے کا کوئی سلیقہ تھا، الحمد للہ! آپ نے لکھنا سکھایا بلکہ لکھنے کا سلیقہ تک سکھا۔

حضرت کی شخصیت میں بڑا نکھار تھا اور اسی نکھار نے ہزاروں کو بنایا، سنوارا اور نکھارا۔ آپ کا انداز درس و تبلیغ بڑا اعلیٰ تھا۔ کسی کی دل آزاری نہ فرماتے تھے اور نہ ہی ٹوکتے تھے بلکہ بڑی شفقت و

Marfat.com

محبت سے حوصلہ افزائی فرماتے تھے، آپ کی یہ شان تھی کہ آپ کے پاس بیٹھنے والا کبھی تھکن محسوس نہیں کرتا تھا بلکہ آپ کے پاس بیٹھ کر وہ اپنا ایمان تازہ کرتا تھا، آپ کی پُرنور صحبت میں بڑی روحانیت وایمانیت تھی۔ آپ کی گفتار میں بڑی مٹھاس تھی، آپ نے کبھی سخت لہجے میں گفتگو نہیں فرمائی ہمیشہ نرمی سے گفتگو ونصیحت فرمائی، آپ کی گفتار میں بڑی کشش تھی اور جب بھی بات فرماتے تو حق کی جانب متوجہ فرماتے، جو حضرات شک وشبہات میں مبتلا ہوتے آپ بڑے حسن خوبی سے ان کے شک وشبہات کو دور فرماتے اور اپنے حسن خلق وحسن عمل سے بے شمار لوگوں کو اہل سنت وجماعت سے وابستہ وگرویدہ بنایا۔

آپ کی پرکشش شخصیت کا یہ کمال تھا، آپ نے ہر ایک کو اپنی صحبت وشفقت سے سرفراز فرمایا اور ہر ایک کے اپنے مزاج کے مطابق ان سے کلام کیا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو بڑی حکمتوں اور صلاحیتوں سے نوازا تھا، آپ نے خود شریعت وسنت پر عمل کیا اور دوسروں کو بھی اس طرف متوجہ کیا، آپ کی شریعت پر پابندی اور تقویٰ پر بہت باتیں کیں جاسکتی ہیں، آپ شریعت کا بہت پاس ولحاظ فرماتے، کسی کو وقت دیتے تو ضرور ان سے ملاقات فرماتے، کہیں محفل کا وقت دے دیا تو ضرور آپ تشریف لے جاتے، وقت کی بڑی قدر فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کا درس دیتے، آپ اصلاحی انداز بھی بڑا اعلیٰ تھا، بڑی حکمت ودانائی سے ہر کسی کی اصلاح فرماتے، آپ اس آیہ کریمہ کی تفسیر تھے جس میں فرمایا:

''اللہ کے راستہ میں حکمت ودانائی سے بلاؤ''

آپ کے ملفوظات ونگارشات نے بھی یہ کام کیا، محفلوں میں اپنے خطابات میں اکثر صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی ضرور تلقین فرماتے، اپنے خطابات میں اللہ ورسول کی طرف متوجہ فرماتے اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک بڑے عاشقانہ انداز میں بیان فرماتے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کا ذکر محفل میں ضرور کرتے، حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ کا ذکر بڑے محبوبانہ انداز میں کرتے اور حاضرین محفل کو بڑی حکمت ودانائی سے اس طرف متوجہ فرماتے، آپ کی پُرمغز باتیں اور دل نشین تقریر وخطبات دلوں کو گرمایا کرتے تھے۔

Marfat.com

اللہ اللہ! یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں کہ جن کے دم سے رونقیں قایم رہیں گی، ان شاء اللہ

حضرت مسعود ملت علیہ الرحمۃ آج ہمارے سامنے نہ ہوتے ہوئے بھی موجود ہیں۔ اللہ والے کبھی مرا نہیں کرتے بلکہ ان کی مثال یوں ہے کہ کوئی ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہو جاتا ہے، حضرت مسعود ملت ہمارے دلوں میں ہیں اور ہماری یادوں میں ہیں۔ حضرت مسعود ملت اپنے لخت جگر مسرور ملت حضرت مسرور احمد دامت برکاتہم کی صورت میں ہمارے سامنے بھی ہیں تو ہمارے لیے وہی ادب واحترام کی بات ہے اور وہی تعظیم وتکریم ہے جو حضرت مسعود ملت علیہ الرحمۃ کے لیے تھی۔ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب کو قوت عظیم عطا فرمائے اور آپ کے علم وعمل میں برکت فرمائے۔ آمین

عالم سنیت اس عاشقِ رسول کی عظیم ظاہری رہنمائی اور ان کی ظاہری سرپرستی سے محروم ہو گیا اور اس کے ساتھ ایک عمدہ نگارشات وملفوظات کا مزید آنے والا باب بند ہو گیا۔

حضرت مسعود ملت کی ذات گرامی اہلِ سنت وجماعت کے لیے ایک سرمایہ تھی، ملت اسلامیہ اور بالخصوص سواد اعظم اہل سنت کے لیے نعمت سے کم نہ تھی۔ سلام ہو، اے اہل سنت کے پاسباں، سلام ہو، اے اہل سنت کے رہبر ورہنما، ہاں ؎

السلام اے اہل سنت کے نقیب بے مثال
السلام اے عاشقِ محبوب رب ذوالجلال

(غلام مصطفیٰ مجددی)

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مسعود ملت علیہ الرحمۃ کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ کی قبر انور کو پُرنور بنائے اور ہم سب کو آپ کے نقش قدم پر چلائے۔ آمین

Marfat.com

قطعہء تاریخِ وصال مجدد عصر

حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ

از نتیجہء فکر: پروفیسر شمسی طہرانی مظہری مسعودی ٹونکی

مجدد نہ ایں عصر چوں رخت بست
ز دارِ فنا تا دیارِ بقا
چوں مسعود احمد شدا شمش بہ دہر
سعادت خدایش دہاد از عطا
گلِ گلشنِ مظہر اللہ بود
سراپا بہار او بہ باغِ ہُدا
دعائے ہمہ مومناں است ہمیں
بہ دِہ یارب او را بہ فردوس جا
مجدد کہ بود الف ثانی بہ دہر
بند زیر ظلش بہ روزِ جزا
عطایش معیت بہ صدیق کن
پئے خواجہء نقشبند اے خدا
بکن در جوارِ قدس جائے او
خدایا بہ اصحابِ خیر الوریٰ
الٰہی بحق نبی کریم
عطایش بکن قربِ آلِ عبا
چو شمسی زِ سالِ وصالش شنید
''غریق یمِ رحمت'' آمد ندا

(۲۰۰۸)

Marfat.com

قطعہ ء تاریخ وصال

سید عارف محمود مہجورؔ رضوی، گجرات

☆☆

''نادر ملک، ماہر رضویات''

۲۰۰۸ء

چل دیے سوئے ملک عدم ——— سردار علم و تحقیق
آج بہت افسردہ سے ہیں ——— افکار علم و تحقیق
آج لگے ہے سونا سونا ——— بازار علم و تحقیق
آج بڑا بے رونق سا ہے ——— دربار علم و تحقیق
اُجڑا اُجڑا سا ہے آج ——— گلزار علم و تحقیق
تھم گئی رحلتِ حضرت سے ——— رفتار علم و تحقیق
ذاتِ والا تھی ان کی ——— معمارِ علم و تحقیق
ان کے دم سے ہر سُو مہکی ——— مہکار علم و تحقیق
ہر جا عام رہے کرتے ——— انوارِ علم و تحقیق
اک حوالہ ہیں ان کے ——— آثار علم و تحقیق
خوب سجی تھی ان کے سر پر ——— ''دستار علم و تحقیق''

۱۴۲۹ھ

جائز ہے جوان کو کہیں ——— شہکارِ علم و تحقیق
کہہ مہجورؔ زرد ئے جدت ——— ''مختارِ علم و تحقیق''

۳ + = ۲۰۰۸ء

Marfat.com

جانشین مسعود ملت

شہزادۂ عالی وقار صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد

(مدیر اعلیٰ کے قلم سے)

☆☆

جانشین مسعود ملت حضرت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمدؒ کی ولادت باسعادت ۱۱؍شوال المکرم ۱۳۹۰ھ/ ۱۱؍دسمبر ۱۹۷۰ء بروز جمعة المبارک میں ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نہ صرف اپنے جد امجد حضرت شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمۃ کے ہم شکل ہیں بلکہ ان کی مراد بھی ہیں۔ چند بشارتیں ملاحظہ فرمائیں:

۱...... حضرت مفتی اعظم کے مرید باصفا جناب محمد حسین صاحب نے خواب میں دیکھا کہ خوشی کا ایک ہنگامہ بپا ہے۔ انھوں نے اپنی مرحوم بیوی سے پوچھا تو جواب ملا ''مسعود صاحب کے ہاں لڑکا ہوا ہے''

۲...... رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ/ نومبر ۱۹۷۰ء میں صاحبزادہ صاحب کی پھوپھی نے بہاولپور میں ایک خواب دیکھا کہ دادی مرحومہ نے ان کی گود میں ایک بیٹا دیا ہے۔ پوچھا گیا تو فرمایا:

''میاں مسعود کے ہاں ہوا ہے''

حضرت مفتی اعظم نے ولادت سے قبل ہی ۱۹۶۶ء میں محمد مسرور احمد نام تجویز فرمایا تھا۔ وہی رکھ دیا گیا۔

جناب محمد حسین صاحب نے میر پور خاص (سندھ) میں خواب دیکھا جو انھوں نے اپنے خط مورخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۷۱ء بنام حضرت مسعود ملت یوں بیان کیا:

''مجھ کو حضرت مفتی اعظم کی زیارت ہوئی تھی کہ حضرت آپ کے مکان میں رونق افروز ہیں، مسرور احمد کو حضرت نے دم کیا اور ان کے سر پر

Marfat.com

ہاتھ پھیرا اور یہ کہا کہ الحمد للہ! جیسا میں نے چاہا تھا ویسا ہی ہوا''

حضرت صاحبزادہ صاحب اپنے جد امجد حضرت شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمۃ کے مظہر ہیں۔ ان کا تقوی پرہیزگاری، بے نیازی، عاجزی انکساری، حسن سلوک، حسن خُلق، شرم وحیاء، دنیا سے بے رغبتی سیرت طیبہ کے جواہر ہیں۔ وہ حسنِ سیرت اور حسن قامت میں اپنے جد امجد کے آئینہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ زندگی کی بہار علم سے نہیں تقوی سے ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب اپنے والد ماجد حضرت مسعود ملت سے بیعت ہیں۔ آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت مسعود ملت سے مکہ معظمہ میں شرفِ بیعت حاصل فرمایا اور اسی وقت خلافت واجازت سے سرفراز کیے گئے اس کے علاوہ بہت سے مشائخ سے چاروں سلاسل میں اجازت وخلافت حاصل ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب متعدد کتابوں کے مصنف اور مؤلف ہیں۔ امام ربانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) کراچی، مجلۃ المظہر اور ادارۂ مسعودیہ کے چیئرمین اور سرپرست ہیں۔

محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اعراس کے موقع پر اپنے عارفانہ خطاب سے سامعین کے قلوب کو منور فرماتے ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ حضرت مخدوم زادہ صاحب کے علم، عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے۔ آمین اور ان کو خانوادۂ مظہریہ کا آفتاب وماہتاب بنائے۔ آمین

الحمد للہ! آپ اس وقت آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ مسعودیہ کے سجادہ نشین ہیں اور حضرت مسعود ملت کی مسند پر جلوہ افروز ہو کر اپنے اجداد کا فیض جاری کیے ہوئے ہیں۔

مسرور کے پیکر میں مسعود ہویدا ہیں

یہ مظہری نسبت کا جلوا نظر آتا ہے

Marfat.com

جنابِ مسعودِ ملت

ریحانہ شفاعت ناز

☆☆

مظہری شانِ مجسم، عاشقِ شمع رسالت
قوت دین و ایمان، جناب مسعود ملت

صاحب طریقت تھے، صاحب شریعت بھی
سنیت کے علمبردار، جناب مسعود ملت

آفتاب علم و حکمت، اِک روشن مثال
مفتی اعظم دہلی کے نیک پسر، جناب مسعود ملت

نظروں کے سامنے ہے، شرافت آپ کی
شرم و حیاء کا پیکر، جناب مسعود ملت

فیضانِ مصطفیٰ سے درجہ ملا بلند
ولی کامل ہوگئے، جناب مسعود ملت

وہ معلم میرے اور رہنما میرے!
علم تصوف کی منزل، جناب مسعود ملت

Marfat.com

بے بس ہوکر، آنکھیں چھلک رہی ہیں
یادوں کے چراغ بن گئے، جناب مسعود ملت

جس ہجومِ کارواں کو سوگوار کر گئے
اُسی کے تھے میرِ کارواں، جناب مسعود ملت

نشانِ پا ہے آپ کا، ہم سب کا سنگِ میل
نقشبندی فیضِ دریا ہیں، جناب مسعود ملت

اقوالِ مسعود ، ہر ایک کے لیے ، گوہرِ نایاب
علم و فضل کے موتی لٹا گئے، جناب مسعود ملت

عمل سے نہ خالی ہے، اب جھولی ہماری
کچھ نہ تھے جو، انھیں بنا گئے، جناب مسعود ملت

دل تڑپ رہا ہے، لیکن ہے مجھ کو یہ یقین
سایہ فگن رہیں گے سدا، جناب مسعود ملت

یہ جانتے ہوئے بھی ناز، وصالِ مسعود ہے حکمِ ربّ
سہا نہیں جاتا ، داغِ مفارقت جناب مسعود ملت

☆....☆....☆

Marfat.com

میرے دادا استاد

محمد حماد الاسلام صدیقی قادری

☆☆

جس دن میرے دادا استاد حضرت مسعود ملت علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر اپنے استاد محترم سے ہوئی، دل پر غم کا پہاڑ ٹوٹ گیا۔ جیسے اپنا گھر آگ میں گیا ہو۔ اس دن ہم رات کو ہی حضرت صاحب کے گھر روانہ ہو گئے۔ رات بھر ہم حضرت صاحب کے گھر کے ارد گرد رہے۔ صبح فجر میں غسل سنت حضرت صاحب کے خلیفہ ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری زید مجدہٗ نے حسب وصیت دیا۔ وہ تختہ جو حضرت صاحب کے غسل کے لیے لایا گیا تھا۔ اس کو صاف کرنے کا شرف مجھے حاصل ہوا۔ پھر غسل مبارک میں شریک ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اور آج بھی راقم الحروف کے پاس ان کے کفن شریف کے دھاگے موجود ہیں۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے
یہ بڑے نصیب کی بات ہے

یہ حضرت کے فیض کی شان ہے کہ اس بیکار انسان کو اپنے فیض سے کتنا بڑا رتبہ دلایا۔ حضرت مسعود ملت کا فیض ایک عام انسان سے لے کر بڑے بڑے مشائخ عظام تک عام ہے۔

راقم الحروف حضرت مسعود ملت علیہ الرحمۃ کے وصال کی خبر سن کر پہنچ تو گیا پر وہاں میری ٹانگ میں زخم کی وجہ سے شدید درد ہونے لگا۔ پر یہ درد اس غم کے آگے کچھ نہ تھا۔ جیسے جیسے صبح ہونے کو ہوئی درد بڑھتا گیا۔ یہ حالت اپنے استاد محترم کو بتائی تو فرمانے لگے "ابھی جب لوگ آئیں گے تب جوش میں سب بھول جاؤ گے"

میں دل کو بہلاتا رہا پر سکون نہ آیا۔ مجبوراً میرا ایک ساتھی مجھے گھر چھوڑنے کو آیا۔ پر فقیر خالی ہاتھ نہ آیا۔ بلکہ سیدی استاذی کے حسب ہدایت امانت کے طور پر فقیر کے پاس حضرت مسعود ملت کے کپڑے جو اپنے وصال کے وقت پہنے ہوئے تھے، وہ کپڑے، وہ چادر شریف، جس میں آپ کو رکھا گیا تھا اور دیگر اشیاء فقیر کو اپنے پاس دس دن رکھنے کو ملیں۔

Marfat.com

جب شام ہوئی تو ایک اور واقعہ پیش آیا، میں نے اپنے عزیز دوست محمد عامر سے پوچھا کہ تم حضرت کی تدفین میں گئے تھے۔ کہنے لگے ہاں! میں نے کہا میں یہ سب خواب میں دیکھ رہا تھا۔ دیکھو مجھ کو حضرت نے اس لیے نہ بلایا کہ یہ بیمار ہے۔ شفقت، محبت اور فیض دیکھیں۔ اللہ اللہ

گزشتہ رمضان میں فقیر نماز مغرب ادا کر رہا تھا کہ اچانک دل کو ہوا چھوتے ہوئے گزر گئی کہ حضرت مسعود ملت یاد فرما رہے ہیں۔ اس وقت جانا ممکن نہیں تھا۔ سوچا رمضان کے بعد فقیر اس کی تدبیر کرے گا۔ فقیر نے فوراً فاتحہ خوانی کی اور حضرت مسعود ملت کو ایصال ثواب کر دیا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ یہی بات جب میں نے اپنے استاد محترم کو بتائی تو مسکرانے لگے اور فرمایا:

''الوداع کے جمعہ کو مزار شریف پر پروگرام ہے اور روزہ کھلوانے کا بھی اہتمام ہے، ماشاء اللہ حضرت صاحب نے از خود آپ کو پہلے ہی سے دعوت دے دی''

اللہ اللہ حضرت کا فقیر سے اتنی شفقت اور پیار کرنا۔ آج کے دور میں ایسا کہیں نہیں دیکھا۔ بس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسا سنا تھا کہ وہ گنہ گاروں کو بھی سینے سے لگاتے ہیں۔

قرآن کریم میں ہے:

''میرا یہ کرتا لے جاؤ، اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی اور اپنے سب گھر والوں کو میرے پاس لے آؤ'' (سورۂ یوسف: ۹۳)

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے کُرتے سے ان کے والد کو شفا ملی۔ اسی طرح میں جب فرسٹ ائر کے پیپر دے رہا تھا تو میں نے اپنی ٹوپی میں حضرت صاحب کے کفن شریف کے دھاگے پرو لیے، حیرت کی بات ہے پیپر بھی اچھے ہوئے اور رزلٹ بھی اچھا آیا۔ بلکہ میرے دوست بھی پیپر دینے جاتے تو وہ ٹوپی پہن کر جاتے تو وہ بھی ان پیپروں کو حلوہ سمجھ کر کر لیتے اور مناسب رزلٹ آتا۔ میرے عزیز دوست متاثر ہو کر اس ٹوپی کی قیمت دینا چاہتے تھے پر فقیر نے اس ٹوپی کو فروخت نہ کیا۔

Marfat.com

یادِ مسعود ملت کی

ڈاکٹر خرم احمد مسعودی

☆☆

حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ کا وجود سایہء رحمت تھا۔ آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نشانیوں میں سے عظیم نشانی تھے۔ آپ کا اخلاق وکردار مثالی تھا۔ آپ خطاؤں کو معاف کرنے والے اور کوتاہیوں اور خامیوں سے درگزر اور لوگوں کے عیبوں پر پردہ ڈالنے والے بڑے مشفق ومہربان تھے۔

دوران ملازمت آپ کا ٹرانسفر اندرون سندھ کے ایک متعصب کالج میں ہوا۔ وہاں پر بڑا سخت قسم کا تعصب چل رہا تھا۔ وہاں کے سابقہ پرنسپل کو گولی مار کر قتل کر دیا گیا تھا۔ اس طرح کے متعصب علاقے میں آپ نے پرنسپل بن کر جانا قبول کیا اور پھر وہی لوگ دشمن سے دوست بن گئے۔ یہ آپ کی ایک بڑی کرامت ہے۔

فقیر کا آپ سے سولہ سال تعلق رہا۔ آپ کو دیکھا تو پھر کسی کو بھی نہ دیکھا۔ اپنا عقیدہ بھی تبدیل کیا اور ادب واحترام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنے سگوں کی ناراضگی بھی لی۔ آپ کی نظر نے میری زندگی بھی بدل دی۔ آپ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

Marfat.com

دل کی باتیں

(حضرت مسعود ملت سے متعلق مشاہدات)

عبدالراشد مسعودی

(قسط اول)

☆☆

حضرت قبلہ مسعود ملت علیہ الرحمۃ سے میری ملاقات ہمارے لاہور والے خالو جان عبدالسلام مظہری صاحب جو ہماری بہن کے سسر بھی ہیں ان کی وجہ سے ہوئی، جب سے ان کا کراچی آنا جانا شروع ہوا ۱۹۸۴ء میں بہن کی شادی ہوئی، اب جب بھی وہ کراچی آتے تو میرے ساتھ ہی حضرت کے پاس جاتے، اپنے پیر بھائیوں سے ملنے بھی مجھے ساتھ لے کر جاتے، کوئی محفل ہوتی تو مجھے ہی لے جایا کرتے تھے۔ میں جب بھی حضرت صاحب سے ملتا بہت متاثر ہوتا۔ بس دل کرتا بیٹھا رہوں اور حضرت اپنے مخصوص انداز سے گفتگو فرماتے رہیں اور میں سنتا رہوں۔ حضرت کی ہر بات میں ایک درس ہوتا، ایک سبق ہوتا، ایک نصیحت اور شفقت ہوتی۔ حضرت اکثر محفلوں کا ذکر فرماتے، دن بتاتے، تاریخ بتاتے اور فرماتے اگر وقت مل جائے آسانی ہو تو ضرور آیئے گا۔ جب محفل میں آکر بیٹھیں تو کسی ایسی جگہ بیٹھیں کہ اگر جانا چاہیں تو کسی کو کوئی تکلیف نہ ہو، خاموشی سے چلے جائیں جب تک دل کرے بیٹھیں۔ جب ہم محفل میں چلے جاتے تو آنے کو دل نہ کرتا، پھر حضرت کی تقریر سنتے تو دل کرتا کہ حضرت تقریر کرتے رہیں اور ہم سنتے رہیں۔ آہستہ آہستہ حضرت کے قریب ہوتے چلے گئے۔ پھر اکثر محمد عارف اور میں ہی حضرت کے پاس جانے لگے۔

افسر بھائی سے ہماری کاروبار کے حوالے سے شناسائی تھی جب ہم افسر بھائی سے محفلوں میں ملے تو اور حوصلہ بنا۔ انھوں نے بھی بہت کچھ سمجھایا پھر آگے بڑھتے گئے پھر ایک خوش نصیب دن وہ

Marfat.com

بھی آیا جب عارف بھائی اور میں حضرت سے بیعت ہو گئے۔ (۱۹۹۲ء) حضرت نے ہمارے والدین کی رضامندی معلوم کی، ہم نے حضرت سے کہا کہ ہم نے والدین کو بتادیا ہے۔ حضرت بہت خوش ہوے۔ پھر حضرت نے بیعت کرنے کے بعد تمام ہدایات دیں۔ حضرت نے کبھی کوئی دینی بات مسلط نہ کی بلکہ اس میں آسانی ہی فرمائی۔ میں نے کہا حضرت نماز کی پابندی نہیں ہوتی، تو حضرت نے فرمایا جو نماز آپ آسانی سے پابندی سے پڑھ سکتے ہیں وہ پڑھ لیا کریں اگر نماز قضا ہو جائے تو ترتیب سے پڑھا کریں اور داڑھی بھی ہم دونوں نے خود رکھی کبھی حضرت نے نہیں فرمایا کہ آپ داڑھی رکھیں پھر ہمارا محفلوں میں آنا جانا رہتا، ہم اپنے پیر بھائیوں میں گھل مل گئے اور ادارۂ مسعودیہ کے اراکین کے شانہ بشانہ رہنے لگے، ہر کام میں حصہ لینے لگے۔ حضرت بہت خوش ہوتے اور اپنی دعاؤں سے نوازتے۔ اس زمانے میں کراچی کے حالات بہت خراب تھے۔ ہر طرف آگ اور خون کی خبریں ملتیں۔ جگہ جگہ فائرنگ ہوا کرتی اور ہم محفلوں میں سے بحفاظت گھر آتے۔ شروع شروع میں گھر والے بھی کہتے کہ کیا تم دونوں نے دیر سے آنے کا روزانہ کا معمول بنا رکھا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ہم نے محفلوں میں جانا نہ چھوڑا بلکہ ہم ان کو سمجھایا کرتے تھے اور کبھی کسی کو لے کبھی کسی کو لے گئے۔ پھر میری اہلیہ اور عارف کی اہلیہ بیعت ہوئیں۔ میری دادی بھی بیعت ہوئیں، میرا چھوٹا بھائی عبدالخالق بھی بیعت ہوا۔ میری والدہ حضرت سے بڑی عقیدت رکھتی تھیں۔ انھوں نے کبھی منع نہیں کیا بلکہ خوش ہوتی تھیں۔ میرے تین بچوں کا نام بھی حضرت نے تجویز کیا۔ عبدالرافع، محمد طلحہ اور نمرہ۔ ان سب کو اور مجھے حضرت صاحب نے تعویز عطا کیے۔ پھر ہم دونوں نے کتابوں کے اسٹال کا ذمہ لیا جو آج تک حضرت کی توجہ گرامی سے جاری وساری ہے۔ حضرت جہاں تشریف لے جاتے ہم بھی پہنچ جایا کرتے۔ حضرت سب سے ہمارا تعارف کراتے اور فرماتے کہ یہ جیولرز ہیں اور یہ دین کے لیے کام کرتے ہیں۔ ہمارے اسٹال پر اکثر علمائے کرام کا کتابوں کے لیے آنا ہوتا اور حضرت ہمارا تعارف کرواتے۔ (باقی آئندہ)

Marfat.com

درس مکتوب شریف امام ربانی

(بہ فیضان پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ)

بزبان صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد

(رپورٹ: مولانا جاوید اقبال مظہری)

شیخ طریقت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ کے فرزندو جانشین صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد مدظلہ العالی نے ۲۸ر ربیع الاول ۱۴۳۰ھ/۲۶ر مارچ ۲۰۰۹ء کو محفل درسِ مکتوب شریف میں دفتر اول کے مکتوب نمبر ۴۴ کا خلاصہ بیان فرمایا۔

تعارف مکتوب الیہ:

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے یہ مکتوب گرامی اپنے محب خاص شیخ فرید بخاری کی طرف صادر فرمایا ہے۔ اس مکتوب گرامی میں حضرت مجدد الف ثانی نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ فضائل وکمالات بیان فرمائے ہیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان مبارک سے بیان فرمائے۔

خلاصہ:

قرآن کریم میں سورۂ ضحیٰ کی آخری آیت میں تحدیث نعمت کی ہدایت کی گئی ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت مبارکہ میں جہاں جانِ نعمت فرمایا گیا وہاں آپ سے فرمایا گیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ پر جو فضل فرمایا ہے اس کو بیان کریں۔ یعنی اس کا اظہار کریں۔

اس مکتوب گرامی میں حضرت مجدد الف ثانی نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات بیان کرنے سے پہلے اپنے محب خاص شیخ فرید کی فضیلت بیان کی کہ ان کو فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ میراث حاصل ہے اور یہ میراث اس کو حاصل ہوتی ہے جو اہل اللہ یعنی فقراء کی صحبت میں بیٹھتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اس

Marfat.com

مکتوب گرامی کو شروع کرنے سے پہلے یہ بات بڑی عارفانہ بیان فرمائی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات بیان کرنا آخرت کی نجات کا وسیلہ ہے اور جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات کو بیان کرتا ہے اس کا کلام خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے کے سبب آراستہ ومزین ہو جاتا ہے۔یعنی وہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل اپنا ظاہر و باطن سنوارتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اس مکتوب گرامی کو متعدد احادیث مبارکہ سے مزین فرمایا ہے مثلاً مسلم شریف، ترمذی شریف، دارمی شریف، دیلمی شریف وغیرہ۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اس مکتوب گرامی میں تفصیل کے ساتھ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات بیان فرمائے اور یہ نکتہ بیان فرمایا جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرتا ہے اور ان کی سنت کی پیروی کرتا ہے وہ تمام امتیوں سے افضل ہے اور آپ کی سنت پر تھوڑا سا عمل بجالانا بھی عمل کثیرہ کے برابر شمار ہوتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے اس مکتوب گرامی کا ماحصل یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے محبوب ہیں اس لیے آپ کی متابعت کرنے والے بھی محبوبیت کے درجے کو پہنچ جاتے ہیں۔تمام سلاسل طیبہ کے اہل اللہ کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں جن کو محبوبیت کے درجے پر فائز فرمایا گیا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل محبت اور اتباع کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوبوں کے دامن سے وابستہ رکھے۔آمین

Marfat.com

جواہرِ علمیہ

(جانشین مسعود ملت اور ادارۂ مسعودیہ کو موصولہ کتب کا تعارف)

مرتبہ: محمد مقصود حسین قادری اویسی

''خصائص محمدیہ''

مصنف.........علامہ محمد بن علوی بن عباس المالکی

صفحات.........۳۴ ہدیہ.........۱۵/- روپے کے ڈاک ٹکٹ

ملنے کا پتہ.........ادارہ معارف نعمانیہ، ۳۲۳، مرکزی جامع مسجد حنفیہ غوثیہ، شاد باغ، لاہور

''وقایۃ النحو فی ہدایۃ النحو''

صفحات.........۲۹۲ ہدیہ.........درج نہیں

ملنے کا پتہ.........مکتبۃ المدینہ، نزد شہید مسجد، کھارادر، کراچی

''جنت میں لے جانے والے اعمال''

مصنف.........حافظ امام محمد شرف الدین دمیاطی علیہ الرحمۃ

صفحات.........۷۴۳ ہدیہ.........درج نہیں

ملنے کا پتہ.........مکتبۃ المدینہ، نزد شہید مسجد، کھارادر، کراچی

''بہارِ شریعت'' (۵ جلد)

مصنف.........حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی

صفحات.........۹۲۰ (۵ جلد) ہدیہ.........درج نہیں

ملنے کا پتہ.........فیضان مدینہ، محلہ سوداگراں، پرانی سبزی منڈی، کراچی

Marfat.com

شجرۂ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ مسعودیہ

بخش دے یارب! محمد مصطفیٰ کے واسطے
حضرت بوبکر و سلماں باخدا کے واسطے
قاسم و جعفر زبہر بایزید و بوالحسن
بو علی و خواجہ یوسف مقتدا کے واسطے
عبد خالق خواجہ عارف خواجہ محمود علی
بابا سماسی امیر الاولیاء کے واسطے
شہ بہاء الدین علاء الدین یعقوب و عبید
زاہد و درویش و املنگی علا کے واسطے
باقی باللہ خواجہ احمد خواجہ معصوم ولی
خواجہ عبدالاحد مردِخدا کے واسطے
شہ حنیف و شہ محمد رازداں پیر ہُدا
شہ محمد مظہری قطب ورا کے واسطے
شہ زمان و حاجی احمد متقی شاہ حسین
شہ امام باعلی مشکل کشا کے واسطے
حضرت مسعود و صادق شاہ رکن الدین ولی
شہ محمد مظہر اللہ مقتداء کے واسطے
حضرت محمود احمد مفتی دیں باصفا
حضرت مسعوداحمد باحیاء کے واسطے

Marfat.com

Marfat.com

Monthly **AL-MAZHAR** Karachi

ادارۂ مسعودیہ — ایک تعارف

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Designed by: AL-HADI 0300-2728316

Idara-i-Mas'udia, Karachi

(Islamic Republic of Pakistan)

Marfat.com

Monthly **AL-MAZHAR** Karachi

ادارۂ مسعودیہ — ایک تعارف

[illegible]

Designed by: AL-HADI 0300-2728316

Idara-i-Mas'udia, Karachi

(Islamic Republic of Pakistan)

Marfat.com